سلسلة خدمة الحديث النبوی 6

زندگی گزارنے کے سُنہرے اُصُول



تالیف ابُوحمزہ عبدُالخالق صدّیقی

ترتیب، تخریج واضافہ حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ شیخ الحدیث عبدُاللہ ناصر رحمانی

انصارُ السُّنّہ
پبلیکیشنز۔ لاہور

فہرست عنوانات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنِ اقْتَدٰی بِهَدِيَّةِ وَ نَهْجِ بِنَهْجِهٖ وَسَنَّ بِسَنَّتِهٖ إِلٰی يَوْمِ الدِّيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

زیرِنظر کتاب ''زندگی گزارنے کے سنہرے اصول'' زیورِطباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بغور مطالعہ کرنے سے احساس ہوا کہ نسل نو کی اصلاح کردار کے لیے یہ کتاب بہت ہی مفید ہے۔ بھائی ابوحمزہ عبد الخالق صدیقی اور حافظ حامد محمود الخضری حفظهما الله ہمارے انتہائی قریبی دونوں بھائیوں نے بہت سادہ اور عام فہم الفاظ سے اپنے قارئین تک اپنا پیغام پہنچانے کی سعی کی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اُمت مسلمہ کی اصلاح کا احساس شدت سے مصنّفین کے دلوں میں موجزن ہے۔ وہ بہرحال اس قوم کے افراد کو خصوصاً نوجوانوں کو باکردار اور باحیا انسان دیکھنا چاہتے ہیں۔

کبھی وہ اپنے موضوع کو قرآنی حوالہ جات سے مزین کرتے ہیں اور کبھی احادیث مبارکہ کی چمک سے دمکانے اور چمکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ادیب یا شاعر اپنی علمیت کے لیے کتابیں مرتب کرتے ہیں کیونکہ ان کی کتابوں کا موازنہ دیگر شعراء اور ادباء سے کیا جاتا ہے۔ میں ان کی کتاب کا کسی ادیب یا شاعر کی کتاب سے موازنہ نہیں کرتا کیونکہ اس میں اپنی علمیت کے اظہار سے زیادہ ایک ایسا عمیق جذبہ وفکر ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ فکر ہے انسان کو انسان بنانے کا۔

سنہرے اصول انتہائی مفید اور اچھی کاوش ہے اس کاوش پر میں مصنّفین اور ناشرین کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خود اور دوسروں کے لیے اس مجموعہ کو زادِ راہ بنائیں۔ انسانیت کے آداب سمجھیں اور اس کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی سعی کریں۔

دنیا ایک گزرگاہ ہے، انسانیت کے قافلے اس پر سے پیہم گزر رہے ہیں۔ پوری زندگی ایک مسلسل سفر ہے۔ ہر انسان مسافر ہے اور چار و ناچار زندگی کا سفر سبھی کو طے کرنا ہے۔ ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ)) ❶

مسافر اپنے سفر کے لیے زادِ راہ کی فکر کرتا ہے، بغیر زادِ راہ کے سفر کرنے والا طرح طرح کی مشکلوں سے دوچار ہوتا ہے اور بالآخر اپنی راہ کھوٹی کرتا ہے:

﴿وَ تَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ (البقرہ: 197)

عزیز ساتھیو! یہ جو انسان کی زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں، ایک ہے انفرادی زندگی اور دوسری اجتماعی زندگی۔

انفرادی زندگی یہ ہے کہ ایک شخص یا ایک نوجوان جماعت سے لاتعلقی اختیار کر کے الگ تھلگ ہو جائے اور الگ کام کرنے کو ترجیح دی، یہ زندگی پسندیدہ زندگی نہیں ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے "يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ" ......اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے'' فرما کر اجتماعی حیثیت کو بابرکت قرار دیا ہے، جو انفرادی زندگی کی بھرپور نفی اور مذمت کو متضمن ہے، پھر ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے انفرادی زندگی بسر کرنے والے کو اس بکری سے تشبیہ دی ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو جائے، ایسی بکری جلد ہی کسی بھیڑیئے کی درندگی کا شکار ہو کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔

---

❶ صحيح بخاری، رقم: 6414.

تنہا زندگی بسر کرنے والے کی ہر سوچ اور پھر ہر عمل اور ہر جدو جہد پر اس کی تنہا زندگی کا پورا پورا رنگ اور اثر ہوگا، جو کبھی درست ہوگا اور کبھی انتہائی غلط، لیکن وہ اپنی سوچ اور جدو جہد کو صحیح قرار دیتا رہے گا، خواہ وہ حقیقت میں غلط ہی کیوں نہ ہو، اللہ رب العزت کے درج ذیل فرمان میں بہت سے افراد پر ردّ کے ساتھ ساتھ اس فرد پر بھی ردّ موجود ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝﴾

(الکھف: 103، 104)

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر اس شخص کو سب سے بڑے خسارے میں مبتلا کیا گیا ہے جو یہ سمجھ کر عمل کرتا ہے کہ میں بالکل ٹھیک کر رہا ہوں۔

اجتماعی زندگی میں اس قسم کے خطرات لاحق نہیں ہوتے، یہاں تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان: "اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" ...... کے مطابق، خیر خواہی کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مومن کو دوسرے مومن کا آئینہ قرار دیا ہے، اس حدیث میں بھی اجتماعی عمل کی فضیلت واہمیت کا اظہار ہوتا ہے، بھلا انفرادی زندگی میں اس شخص کو آئینہ کون دکھا سکتا ہے، یہ تو اجتماعی زندگی ہی میں ممکن ہے۔

انفرادی زندگی بسر کرنے والا اپنی ہر رائے، ہر کوشش اور ہر جدوجہد سے مطمئن بلکہ راضی ہوتا ہے، اور دوسروں کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، جب کہ یہ خطرناک روش، علامات قیامت میں سے ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں قیامت کی بہت سی علامات کے ضمن میں ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی:

((وَاِعْجَابُ كُلِّ ذِىْ رَأْيٍ بِرَأْيِهِ .)) ❶

''قرب قیامت ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے گا اور اسی پر قائم رہنے کی کوشش میں لگا رہے گا۔''

یہ ناپسندیدہ روش وہی شخص اپنا سکتا ہے، جس کی زندگی پر جماعتی رنگ نہ ہو، بلکہ وہ اپنے اعمال و جہود صرف کرنے میں اکیلے پن کا شکار ہو چکا ہو، کیونکہ اجتماعی زندگی تو باہمی محبت اور تمام اُمور میں مشاورت پر قائم ہوتی ہے، پیش آمدہ مسائل میں علمائے کرام سے رجوع کا ہر وقت امکان موجود رہتا ہے، اور نتیجتاً اصلاح و سداد کی سعادت ہمہ وقت میسر رہتی ہے:

﴿ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النحل: 43)

''پس اہل ذکر (قرآن و حدیث کا علم رکھنے والوں) سے سوال کرو، اگر تمہارے پاس علم نہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا امر بہت سی حکمتوں اور بھلائیوں کو ضمن میں لیے ہوئے ہے۔ جب کہ اس ارفع مقصد کے حصول کے لیے اہل الذکر کا انتخاب بھی انتہائی قیمتی مصالح پر مشتمل ہے، علمائے کرام کی طرف چند قدم چل کر جانا ہی موجب سعادت ہے اور وہ سفر خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، جنت کا سفر قرار پاتا ہے:

((لقوله عليه الصلاة والسلام: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ .)) ❷

''جو شخص حصولِ علم کی راہ پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہ پر چلا رہا

---

❶ سنن ابوداؤد، رقم الحديث: 4334، سنن ترمذی، رقم الحديث: 3335.

❷ سنن ترمذی، رقم: 2858.

ہوتا ہے۔''

حضرات! یہ حدیث جہاں طلب علم کی فضیلت پر مشتمل ہے وہاں اجتماعی طریق کی اہمیت پر بھی واضح دلالت پیش کر رہی ہے، کیونکہ طلب علم کا سب سے محکم طریق علمائے کرام کے ساتھ اجتماع واختلاط ہے، محض کتب بینی سے علم حاصل نہیں ہوتا۔

اجتماعی زندگی کے بہت سے فوائد ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ملاقاتیں اور زیارتیں کرنا۔ ایک حدیث قدسی کے مطابق ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت واجب ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بیان کردہ وہ واقعہ کسے یاد نہیں ہوگا، جس میں ایک شخص کے کہیں چل کر جانے کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو انسانی شکل میں کھڑا کر دیا، اس فرشتے نے اس سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جواب دیا کہ سامنے بستی میں اپنے ایک بھائی سے اللہ کی رضا کے لیے ملنے جا رہا ہوں' تو اس فرشتے نے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت اور داخلہ جنت کی خوشخبری دی۔

اجتماعی زندگی کا ایک اور فائدہ مساجد کی طرف باجماعت اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانا ہے، جس کے بہت سے ثمرات ہیں، ایک یہ ثمرہ ہے کہ جماعت سے ادا کی گئی ایک نماز ستائیس گنا بڑھ جاتی ہے۔

ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جو لوگ جماعتی زندگی سے کٹ کر انفرادی منہج کو اپنا لیتے ہیں وہ مساجد سے بھی دُور ہو جاتے ہیں اور نتیجتاً ان تمام فوائد وثمرات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ایک بیمار بھائی کی بیمار پرسی بھی اجتماعی زندگی کا رنگ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بیمار پرسی کے لیے جانے والا درحقیقت جنت کے باغیچوں میں چل رہا ہوتا ہے، فرشتے اس کے قدم گنتے ہیں اور ہر قدم پر دُعائیں دیتے ہیں۔

کسی بھائی کے فوت ہونے پر اس کے جنازے میں شرکت کا اجر ایک قیراط ہے، جب کہ تدفین میں شریک ہونے پر دوسرا قیراط حاصل ہو جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سب سے چھوٹا قیراط اُحد کے پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ اس فضیلت کا حصول بھی اجتماعی زندگی کا رہین منت ہے۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهُ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ .

انہی فضائل وثمرات ونتائج کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کے فرمان:((يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ .)) [1] ...... ''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔'' کی حقیقت مزید آشکارا ہوتی ہے، جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے، جو اللہ رب العزت کی نصرت، تائید اور فضل ورحمت کے حصول کی بڑی واضح علامت ہے، اور جسے اللہ رب العزت کی نصرت وتائید حاصل ہو جائے وہ کبھی نامراد یا ناکام نہیں ہوسکتا اور ناکامی ونامرادی تو اس شخص کا مقدر ہے جو اللہ رب العزت کی نصرت وتائید سے محروم ہو جائے، اور کیونکہ یہ نصرت اور تائید جماعت کے لیے لہٰذا انفرادیت کا شکار شخص اس سے یکسر محروم ہے، یا نہ صرف یہ کہ محروم ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ محاذیر ومنہیات کا ارتکاب شروع ہو جاتا ہے، مثلاً: غیبت، بدگمانی، چغلی، تجسس وتحسس، حسد، بغض، تحقیر، تکفیر اور تفریق بین الناس وغیرہ، اور یہ سب وہ اُمور محرمہ ہیں جنھیں کبائر میں شمار کیا گیا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ کبائر کا مرتکب اگر توبہ کر کے اپنے معاملات کو صاف نہ کر لے تو وہ دنیا میں مستحق لعنت اور آخرت میں عذاب الیم کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ مذکورہ تمام گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے، جن میں ملوث انسان کی گردن اسی صورت آزاد ہوگی، جب متعلقہ حق دار شخص معاف کر کے راضی ہو جائے، اور اس کے راضی

[1] مرعاۃ المفاتیح: 280/1 .

ہونے کی اوّلین صورت یہ ہے کہ حق تلفی کرنے والے شخص کی نیکیاں حق دار کو دے دی جائیں اور حق دار کے گناہ حق تلفی کرنے والے کے سر تھوپ دیئے جائیں۔

حضراتِ گرامی! تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ خطرناک گناہ ان نوجوانوں میں جلدی پیدا ہو جاتے ہیں جو جماعت سے کٹ کر انفرادی زندگی اپنا لیتے ہیں، کیونکہ ایسے لوگ بہت جلد شیطان کا لقمہ بن جاتے ہیں۔

پھر ایک نکتہ قابل توجہ ہے، علیحدگی پسند شخص اگر کوئی نیک عمل بھی کرے گا تو اس کی طرف لوگ اشارے کریں گے، اور اس کے نام کے ساتھ اس عمل کو منسوب کریں گے، جس میں ریا کاری کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ جب کہ اجتماعی زندگی میں ایسا ممکن نہیں، کیونکہ اس میں ہر عمل اور جدو جہد کے پیچھے جماعت کا ہاتھ ہوتا ہے کسی فرد کا نمایاں نہیں ہوتا، نتیجتاً اکثر وہ عمل اخلاص پر قائم ہوتا ہے اور ریا کاری سے مبرا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ریا کاری کی بنیاد پر کیا جانے والا عمل برباد ہے، بلکہ وہ عمل کرنے والا سب سے پہلے جہنم کا لقمہ بن جائے گا۔ لہٰذا جو لوگ کسی بھی وجہ سے علیحدگی، شذوذ اور تطرف کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان سے گذارش کی جاتی ہے کہ جماعت کا سایہ انتہائی بابرکت اور باسعادت ہوتا ہے، آپ کی ذات جماعت کے اندر جس قدر وحدت، الفت اور محبت پیدا کرنے کا سبب بنے گی اسی قدر اللہ رب العزت کی رضا و رحمت کے خزانے حاصل ہوں گے اور جس قدر تفریق وتشتیت کا سبب بنے گی اسی قدر خالق کائنات کی ناراضی حاصل ہوگی، تفریق کلمہ سے تو صرف شیطان ہی خوش ہوتا ہے۔

حضرات گرامی! اجتماعی زندگی دو طرح کی ہے، یا یوں کہہ لیجیے کہ جماعت کی دو قسمیں ہیں: ایک جماعت کبریٰ جسے جماعة الامة بھی کہا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قطعہ ارض پر ایک امیر کے تحت شرعی امارت قائم ہو، حدود اللہ نافذ ہوں، شمع

جہاد روشن ہو، اقامت صلاۃ، ایتاء زکوٰۃ، انسانی حقوق و فرائض کا خیال ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم ہو، اور ان سب سے پیشتر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے پیغمبر محمد کریم ﷺ کی سنت کی حاکمیت قائم ہو۔

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴾ (الحج: 41)

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکاتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں، اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔''

اس نظامِ امارت کی موجودگی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور یہ وہ حقیقی اجتماعیت ہے جس کی بڑی برکات ہیں، ایسے امیر کی بیعت اور سمع وطاعت فرض ہو جاتی ہے اور اگر بیعت نہ کی جائے تو جاہلیت کی موت کی شرعی وعید کا سامنا کرنا پڑے گا، اور جاہلیت تو کفر کا قرین ہے۔

جماعت اہل حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی جماعت کا تسلسل ہونے کا شرف حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ کی پہلی جماعت صحابہ کرام تھے، جن کے منہج وعمل کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دُنیا تک بطورِ مثال پیش کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ ﴾ (البقرہ: 137)

''اگر یہ لوگ ویسا ایمان لے آئیں جیسا تم (صحابہ کرام) لائے ہو تو ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔''

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

((اَلْمُتَمَسِّكُ فِيْهِنَّ يَوْمَئِذٍ بِمِثْلِ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ لَهُ كَأَجْرِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ .)) ❶

''فتنوں کے ان دنوں میں جو شخص اس منہج و طریقہ پر مضبوطی سے جما رہے گا جس پر آج تم (صحابہ کرام) ہو تو اس کے لیے پچاس آدمیوں کا اجر ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا: ''میری اُمت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک کے۔ پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هُمْ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِيْ .)) ❷ ...... ''جو اس طریقہ پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' جیسے نصوص اس عظیم حقیقت پر شاہد عدل ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''جب کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی صحابی رسول ﷺ کو دیکھ لیا۔''

آخر میں یہی کہوں گا کہ یہ ایسا مجموعہ ہے جس میں اخلاقیات وسماجیات سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث ان کے مختصراً مفاہیم کے ساتھ پیش کی گئی ہیں جن کے ذریعے انسانیت کو اپنے فطری کلچر سے قریب کیا گیا ہے۔ اضطراب کو اطمینان میں بدلنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آج کا یہ معاشرہ جس کی اکثریت چشم بصیرت سے عاری، سوز محبت سے خالی اور دماغ فہم وفراست سے محروم ہو چکے ہیں۔ دعا ہے کہ ''سنہرے اصول'' ایسے میں پھر

---

❶ المعجم الاوسط، رقم: 3121.

❷ سنن ترمذی، رقم: 2641.

سے اس عالم فانی کے مرجھائے ہوئے پھولوں کے ایمان وعمل کی شگفتگی، آخرت میں نجات اور انعامِ باری تعالیٰ کا ذریعہ بن جائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْن .

وکتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

1

اسلام اور اس کے محاسن کا بیان

دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدة : 3)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی، اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔''

جو شخص دین اسلام سے اعراض کرے گا، گویا وہ اللہ کے دین کے علاوہ کسی دوسرے دین کا طالب ہوگا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴾ (آل عمران : 83)

''تو کیا وہ اللہ کے دین کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہتے ہیں، حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، سب نے برضا اور بغیر رضا اُسی کے سامنے گردن جھکا رکھی ہے، اور سب اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَلُوْنِیْ فَهَابُوْهُ اَنْ يَّسْاَلُوْهُ، فَجَآءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاالْاِسْلَامُ؟ قَالَ: لَاتُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَ تُوتِی الزَّكٰوةَ، وَتَصُوْمُ

رَمَضَانَ! قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاالْإِيْمَانُ؟ قَالَ: اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكِتَابِهٖ وَلِقَآءِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهٖ قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاالْإِحْسَانُ؟ قَالَ: اَنْ تَخْشَى اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنَّكَ اِنْ لَّا تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ! قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا: اِذَارَاَيْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُرَبَّهَا، فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا، وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ، فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا، وَاِذَا رَاَيْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ، فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا، فِيْ خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ﴾ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ. [لقمان: 34]

قَالَ: ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رُدُّوْهُ عَلَيَّ فَالْتُمِسَ، فَلَمْ يَجِدُوْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْا اِذَا لَمْ تَسْاَلُوْا.)) [1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پوچھ لو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے سوال کرنے

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 99، جامع الاصول، رقم: 10.

میں ہیبت محسوس کی (آپ کی عظمت کی بنا پر سوال نہ کیا) تو ایک آدمی آیا اور آپ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھ گیا، پھر کہنے لگا اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، نماز کا اہتمام کرے، زکاۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پوچھا، اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: یہ کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور مرنے کے بعد اٹھنے کا یقین رکھے اور ہر قسم کی تقدیر کو تسلیم کرے۔ اس نے کہا، آپ نے درست فرمایا۔ کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! احسان کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرے، گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، بلا شبہ اگر چہ تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے (اور اصل چیز آقا و مالک کا دیکھنا ہے) اس نے کہا، آپ نے صحیح فرمایا۔ پوچھا، اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے جواب دیا: جس سے قیامت کے (وقوع) بارے میں پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا اور میں تمھیں اس کی علامات بتائے دیتا ہوں، جب دیکھو، لونڈی اپنے آقا کو جن رہی ہے تو یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے، اور جب دیکھو، ننگے پاؤں، ننگے بدن، بہرے، گونگے، زمین کے بادشاہ ہیں، تو یہ بھی اس کی علامات میں سے ہے اور جب دیکھو، بھیڑ بکریوں کے چرواہے، عمارات بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کر رہے ہیں تو یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ قیامت ان پانچ غیبی چیزوں میں سے ہے، جن کو اللہ تعالیٰ

کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر آپ نے آیت تلاوت کی: قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا وہ آنے والے کل کیا کرے گا، اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے وہ کس زمین میں (کہاں) فوت ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دینے والا ہے۔ (لقمان: 34) پھر آدمی اٹھ کر چلا گیا، تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے میرے پاس واپس لاؤ۔'' اسے تلاش کیا گیا تو وہ انہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو نہ ملا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام تھے، انہوں نے چاہا تم (دین) سیکھ لو، کیونکہ تم نے سوال نہ کیا تھا۔

اسلام میں کمی اور اضافہ نہیں:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: نُهِينَا أَنْ نَّسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَّجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، الْعَاقِلُ، فَيَسْأَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ، فَجَآءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَتَانَا رَسُولُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: صَدَقَ. قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ؟ قَالَ: اللّٰهُ قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: اللّٰهُ قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ؟ قَالَ: اللّٰهُ. قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَآءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا، قَالَ: صَدَقَ قَالَ:

فَبِـالَّـذِى أَرْسَـلَكَ ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَزَعَمَ رَسُـولُكَ أَنَّ عَـلَيْنَا زَكٰوةً فِـى أَمْـوَالِـنَـا . قَالَ: صَدَقَ قَالَ: فَبِـالَّـذِى أَرْسَلَكَ ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: وَزَعَمَ رَسُـولُكَ أَنَّ عَـلَيْـنَـا صَـوْمَ شَهْـرِ رَمَضَانَ فِى سَنَتِنَا . قَالَ: صَدَقَ قَالَ: فَبِالَّذِى أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَزَعَـمَ رَسُـولُكَ أَنَّ عَـلَيْـنَـا حَـجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْـهِ سَبِيلًا . قَـالَ: صَـدَقَ قَـالَ: ثُـمَّ وَلّٰى قَـالَ: وَالَّذِى بَعَثَكَ بِـالْحَقِّ! لا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ .))❶

''اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں (بلا ضرورت) رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے سے روک دیا گیا، تو ہمیں اس بات سے خوشی ہوتی تھی کہ کوئی سمجھ دار بدوی، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر، آپ سے سوال کرے، اور ہم سنیں، تو ایک بدوی آیا اور کہنے لگا۔ اے محمد! (ﷺ) آپ کا ایلچی ہمارے پاس آیا، اس نے ہمیں بتایا، آپ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: اس نے سچ کہا۔ اس نے پوچھا: تو آسمان کس نے بنایا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''اللہ نے۔'' اس نے کہا: تو زمین کو کس نے بنایا ہے؟ ارشاد ہوا: ''اللہ نے۔'' اس نے سوال کیا، تو یہ پہاڑ کس نے گاڑے ہیں، اور ان میں جو کچھ رکھا

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 102، صحيح البخارى، كتاب العلم، باب ما جاء فى العلم وقوله تعالى: ﴿وقل رب زدنى علما﴾ تعليقا برقم: 63.

ہے، کس نے رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے۔‘‘ بدوی نے کہا، اس ذات کی قسم، جس نے آسمان بنایا، زمین بنائی اور یہ پہاڑ نصب کیے، کیا اللہ ہی نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ’’ہاں۔‘‘ اس نے پوچھا، آپ کے قاصد نے کہا، ہمارے ذمہ، ہمارے دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اس نے درست کہا۔‘‘ اس نے کہا، تو اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو بھیجا ہے، کیا اللہ ہی نے آپ کو یہ حکم دیا (کہ ہم پانچ نمازیں ادا کریں) آپ نے جواب دیا: ’’ہاں۔‘‘ (یہ اللہ ہی کا حکم ہے) اس نے سوال کیا، آپ کے ایلچی کا گمان ہے، ہمارے ذمہ، ہمارے مالوں کی زکاۃ ہے؟ آپ نے کہا: ’’اس نے سچ کہا۔‘‘ بدوی نے کہا: تو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا، کیا اللہ ہی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا: ’’ہاں۔‘‘ اعرابی نے کہا، آپ کے پیغامبر کا خیال ہے، ہمارے سال میں ہمارے ذمہ ماہ رمضان کے روزے ہیں، آپ نے فرمایا: ’’اس نے صحیح کہا۔‘‘ اس نے کہا، تو جس نے آپ کو بھیجا ہے اس کی قسم! کیا اللہ ہی نے آپ کو یہ حکم دیا، آپ نے جواب دیا: ’’ہاں۔‘‘ بدوی نے کہا: آپ کے ایلچی نے کہا، ہمارے ذمہ بیت اللہ کا حج ہے، اس پر جو استطاعت رکھتا ہو۔ آپ نے کہا: ’’اس نے سچ کہا۔‘‘ صحابی بیان کرتے ہیں پھر وہ واپس چل پڑا اور چلتے چلتے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا، میں ان پر اضافہ کروں گا نہ ہی ان میں کمی کروں گا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اگر یہ سچا ہے، تو یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔‘‘

اسلام کے ارکان خمسہ:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَإِیتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.)) [1]

''اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ (بندگی کے لائق) نہیں، اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

شہادتین (توحید ورسالت) کی گواہی:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۳۳﴾ (حٰم السجدة: 33)

''اور اُس آدمی سے زیادہ اچھی بات والا کون ہوسکتا ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا، اور عمل صالح کیا، اور کہا کہ میں بے شک مسلمانوں میں سے ہوں۔''

((وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ: بَعَثَنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّكَ تَأْتِی قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَادْعُهُمْ اِلٰی شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُولُ اللّٰهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: 113.

اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَآئِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.)) ❶

''اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اور ارشاد فرمایا تم اہل کتاب کے کچھ لوگوں کے پاس جا رہے ہو، تو انہیں دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کا مستحق نہیں، اور میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ اس کو مان لیں، تو انہیں بتلانا، اللہ تعالیٰ نے ان پر، ہر دن، رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں، تو ان کو بتلانا، اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ (زکاۃ) فرض کیا ہے، جو ان کے مالداروں سے لے کر، ان کے محتاجوں کی طرف لوٹایا جائے گا، پھر جب وہ اس کو قبول کر لیں، تو ان کے بہترین مالوں سے دور رہنا (زکاۃ میں بہترین مال وصول نہ کرنا) اور مظلوم کی دعا (بددعا) سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب (پردہ) حائل نہیں۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 121، صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة برقم: 1395.

إِلَّا اللّٰهُ ، عَصَمَ مِنِّی مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ .)) ❶

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیں، جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا، اس کی میری طرف سے مال وجان محفوظ ہوگئے، اِلّا یہ کہ اس کا (کلمہ) حق ہوا اور اس کا مواخذہ اللہ تعالیٰ کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام پر رضا:

((عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَّضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا .)) ❷

''اور حضرت عباس بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ارشاد فرما رہے تھے، اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد (ﷺ) کو اپنا رسول ماننے پر دل سے راضی ہوگیا۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 125، سنن النسائی ((المجتبی))، كتاب الجهاد، باب وجوب الجهاد: 6/5.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 151، سنن الترمذی، ابواب الايمان، باب من ذاق طعم الايمان، رقم: 2623.

اسلام پر استقامت:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ ﴾

(حٰم السجدة : 30)

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس (عقیدۂ توحید اور عمل صالح) پر جمے رہے، اُن پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو، اور اُس جنت کی خوشخبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

((عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْ لِيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ - وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ: غَيْرَكَ - قَالَ: قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ .)) ❶

''اور حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی (تسلی بخش) بات بتائیے کہ پھر آپ کے بعد مجھے کسی سے اسلام کے متعلق سوال نہ کرنا پڑے (ابواسامہ کی روایت میں بعدك کی بجائے غيرك) تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ پر ایمان لایا کہہ کر اس پر پختگی کے ساتھ قائم رہو یا جم جاؤ۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 159، سنن الترمذى، ابواب الزهد، باب، فى حفظ اللسان، رقم: 2410.

اسلام کے احکام وخصائل کی ایک دوسرے پر فضیلت:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ، وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ.)) ❶

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اسلام کی کون سی خوبی اور خصلت بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلانا، ہر مسلمان کو سلام کہنا تمہارا شناسا ہو یا ناواقف واجنبی۔''

((عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ.)) ❷

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کونسا مسلمان بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں۔''

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 160، صحيح البخاری، كتاب الايمان، باب اطعام الطعام من الاسلام، رقم: 12.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 161.

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ❶

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک، اس کی اولاد، اس کے ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

دین اسلام خیر خواہی کا دین ہے:

((عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: الدِّيْنُ النَّصِيحَةُ. قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ.)) ❷

''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم نے پوچھا: کس کی خیر خواہی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے امیروں کی اور عام مسلمانوں کی۔''

اپنے مسلمان بھائی کو کافر مت کہو:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا اَكْفَرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا أَحَدُهُمَا.)) ❸

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 169، صحيح البخارى، كتاب الايمان، باب حب الرسول ﷺ من الايمان، رقم: 15.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 194، سنن ابوداؤد، كتاب الادب، باب فى النصيحة، رقم: 4944.

❸ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 215.

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ایک آدمی اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک اس کا مستحق ہوگا۔''

مسلمان کو برا بھلا کہنا فسق اور اس سے قتال کرنا کفر ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.)) [1]

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا، فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: 221، صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: خوف المؤمن من ان یحبط عمله وهو لا یشعر، رقم: 48.

2

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا

ایمان سے مراد ''تصدیق'' ہے، اور (غیب) سے مراد ہر وہ بات ہے جس کا ادراک انسان کے حواس خمسہ سے نہیں ہوتا، بلکہ اس کا علم وحی اور انبیاء کی تعلیمات کے ذریعہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ''غیب'' سے مراد ہر وہ بات ہے جس تک عقل کی رسائی نہیں ہوسکتی اور جس کی جزا رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، جیسے ذات وصفات باری تعالیٰ، فرشتوں کا وجود، عرش وکرسی، لوح وقلم، علاماتِ قیامت، عذابِ قبر، نشر وحشر، پل صراط ومیزان، جنت وجہنم، اور اسی طرح کے تمام غیبی امور۔

مومن ہر اس بات پر ایمان لاتا ہے جس کی جزا اللہ یا اس کے رسول نے دی ہے، چاہے انسان نے اس کا مشاہدہ کیا ہو یا نہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرة : 3)

''جو غیبی امور پر ایمان لاتے ہیں۔''

ایمان باللہ اور اس کے اثرات:

((عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ، لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: يَا مُعَاذَ بْنِ جَبَلٍ، فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ سَعْدَيْكَ. ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنِ جَبَلٍ، قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ! قُلْتُ:

لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ سَعْدَيْكَ! قَالَ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَـزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ . قَالَ: فَـاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَ لَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا . ثُـمَّ سَـارَ سَـاعَةً ، ثُـمَّ قَالَ: يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ سَعْدَيْكَ . قَالَ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى الـلّٰـهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ، قَالَ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ .))❶

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک سفر میں) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوہ کا صرف پچھلا حصہ حائل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے کہا: حضور غلام حاضر ہے، فرمایئے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار کیا) پھر کچھ دور چلنے کے بعد پکارا: ''اے معاذ بن جبل۔'' میں نے وہی لفظ دہرائے جو پہلی بار کہے تھے۔ (لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا)۔ پھر کچھ دور چلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے عرض کیا: حضور غلام حاضر ہے، ارشادفرمایئے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''تم جانتے ہو اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ

❶ صحیح بخاری، کتاب الجهاد و السیر، رقم: 2856، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: 143.

اسی کی بندگی کریں اور بندگی میں کسی غیر کو ذرا سا بھی ساجھی نہ بنائیں۔'' پھر آپ ﷺ نے تھوڑی دور چلنے کے بعد فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے کہا: ارشاد ہو، یہ غلام آپ ﷺ کی بات غور سے سنے گا اور وفادارانہ آپ کی اطاعت کرے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ ہی خوب واقف ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی بندگی کرنے والے بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ میں بالکل آپ ﷺ کے قریب بیٹھا ہوا تھا، سننے اور سنانے میں کوئی دقت نہ تھی۔ آپ ﷺ کے ارشاد کو بڑی آسانی سے سن سکتا تھا۔ لیکن جو بات آپ ﷺ فرمانا چاہتے تھے، بڑی اہم تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے دوبار پکارا اور کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ یہ اس لیے کیا کہ مجھ پر اس بات کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جائے اور میں خوب کان لگا کر سنوں۔

حضور ﷺ کے ارشاد پاک سے توحید کی اہمیت معلوم ہوئی کہ یہ جہنم کے عذاب سے بچانے والی ہے۔ جو چیز اللہ کے غضب سے بچانے والی ہو اور جنت کا حق دار بنانے والی ہو، اس سے زیادہ قیمتی چیز بندہ کی نگاہ میں اور کیا ہوگی۔

ایمان باللہ کا مفہوم:

رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کی نمائندگی کرنے والے لوگوں سے پوچھا:

((اَتَـدْرُوْنَ مَـا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ؟ قَالُوْا: اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ، اَعْلَمُ . قَـالَ: شَھَـادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ، وَ

اِقَامُ الصَّلٰوةِ، وَ اِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ، وَ صِيَامُ رَمَضَانَ .))❶

''جانتے ہو اللہ واحد پر ایمانا لانے کا کیا مطلب ہے؟'' انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ آدمی اس حقیقت کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز ٹھیک طریقے پر ادا کرے اور زکوۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے۔''

ایمان کا اثر معاملات زندگی پر:

((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا قَالَ: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَ لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ .))❷

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب بھی خطبہ دیا، اس میں یہ ضرور فرمایا کہ ''جس کے اندر امانت نہیں، اس کے اندر ایمان نہیں اور جس کو عہد کا پاس نہیں، اس کے پاس دین نہیں ہے۔''

حضور ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق، جن کی پوری فہرست اللہ کی کتاب میں ہے، ادا نہیں کرتا وہ ایمان کی پختگی سے محروم ہے اور جو شخص کسی بات کو نبھانے کا قول وقرار دے، پھر اسے نہ نباہے، اس عہد کو پورا نہ کرے، وہ دین داری کی نعمت سے محروم ہے۔ جس کے دن میں ایمان کی جڑیں مضبوطی سے جمی ہوتی ہیں، وہ تمام حقوق کی ادائیگی میں امین ہوتا ہے۔ کسی حق کی

❶ سنن ابو داود، کتا بالسنة، رقم: 4677، سنن ترمذی، رقم: 140۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ شعب الایمان للبیهقی: 78/4، رقم: 4354، مسند احمد: 154/3۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ادائیگی میں وہ خیانت نہیں کرتا۔ اسی طرح وہ آدمی جس کے اندر دین داری ہوگی، وہ عہد کو مرتے دم تک نباہے گا۔ یاد رہے کہ سب سے بڑا حق اللہ کا ہے، اس کے رسول ﷺ کا ہے، اس کی بھیجی ہوئی کتاب کا ہے اور سب سے بڑا عہد وہ ہے جو آدمی اپنے اللہ عزوجل سے اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اور نبی کے لائے ہوئے دین سے کرتا ہے۔

ایمان کا اثر اخلاق پر:

((عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: اَلصَّبْرُ وَ السَّمَاحَةُ .))❶

''حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''ایمان کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان نام ہے صبر اور سماحت کا۔''

یعنی ایمان یہ ہے کہ آدمی اللہ کی راہ اپنے لیے پسند کرے اور اس راہ میں جو مصیبت پیش آئے، اس کو برداشت کرے اور اللہ کے سہارے آگے بڑھتا جائے۔ (یہ صبر ہے) نیز آدمی اپنی کمائی اللہ کے محتاج و بے سہارا بندوں پر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرے اور خرچ کر کے خوشی محسوس کرے (یہ سماحت ہے) نیز یہ لفظ نرم خوئی اور عالی ظرفی کے معنی میں بھی آتا ہے۔

ایمان کامل کی علامات:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَ اَبْغَضَ فِي اللّٰهِ، وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ .))❷

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اللہ کے لیے دوستی کی اور

❶ مسند احمد: 385/5۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابو داود، كتاب السنة، رقم: 4681، سلسلة الصحيحة، رقم: 380.

اللہ کے لیے دشمنی کی اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روک رکھا، تحقیق اس نے اپنے ایمان کو مکمل کیا۔''

مطلب یہ کہ آدمی اپنی تربیت کرتے کرتے اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ وہ جس سے جڑتا ہے اور جس سے کٹتا ہے، اللہ کی خاطر جڑتا اور کٹتا ہے، اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس سے جڑتا اور کٹتا ہے۔ دین کی خاطر کسی سے محبت کرتا ہے اور کسی سے نفرت۔ اس کی محبت اور نفرت اپنی کسی ذاتی غرض اور دنیاوی مفاد کے لیے نہیں ہوتی، بلکہ صرف اللہ اور اس کے دین کی خاطر ہوتی ہے۔ جب آدمی کی یہ حالت ہو جائے تب سمجھو کہ اس کا ایمان مکمل ہوا۔

حلاوتِ ایمان کا حصول:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ذَاقَ طَعْمَ الْإِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَّ بِالْإِسْلَامِ دِیْنًا، وَ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''ایمان کا مزہ چکھا اس شخص نے جو اللہ کو اپنا رب ماننے اور اسلام کو اپنا دین ماننے اور محمد ﷺ کو اپنا رسول تسلیم کرنے پر راضی ہو گیا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اپنے آپ کو دے کر اور اسلامی شریعت کی پیروی کر کے اور اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کی راہنمائی میں دے کر پوری طرح مطمئن ہے، اس کا فیصلہ ہے کہ مجھے کسی اور کی بندگی نہیں کرنی ہے اور ہر حالت میں اسلام کی راہ پر چلنا ہے اور حضور پاک ﷺ کے سوا کسی دوسرے انسان کی راہنمائی میں زندگی نہیں گزارنی ہے۔ جس شخص کا یہ حال ہو جائے تو سمجھ لو کہ ایمان کی مٹھاس اس نے پالی۔

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 34/56.

3

علم

علم: کا معنی دانش، دانائی، واقفیت، آ گاہی، ہنر، فن، جوہر، عملی تسخیر، اس کی جمع علوم ہے۔

علم، جہالت کی ضد ہے۔علم حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے اور جہالت سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وہ علم حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے جس سے اس کی شناسائی حاصل ہو۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد: 19)

''پس تم جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔''

ابوالمظفر وزیر فرماتے ہیں: ''لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کا تقاضا ہے کہ اس کا اقرار کرنے والا اس بات سے اچھی طرح واقف ہو کہ اللہ کے علاوہ مستحق عبادت کوئی نہیں، جیسا کہ (مذکورہ) فرمان باری تعالیٰ سے عیاں ہے۔ [1]

اسی آیت کریمہ کو دلیل بناتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح کتاب العلم میں باب قائم کرتے ہیں: ''بَـابٌ: اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ'' '' اس بیان میں کہ علم

[1] فتح المجید، ص: 36، 37.

(کا درجہ) قول وعمل سے پہلے ہے۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [1]

''جو شخص اس حال میں مر گیا کہ وہ اس بات کا علم رکھتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو وہ آدمی جنت میں داخل ہوگا۔''

اور سورۃ ابراہیم (آیت: 52) میں لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اللہ کی وحدانیت کا علم حاصل کریں کیونکہ علم، توحید کے لیے ایسی شرط ہے جس سے اس کا یقین محکم ہو جاتا ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ (ابراهيم: 52)

''یہ لوگوں کے لیے اللہ کا پیغام ہے، اور تاکہ انہیں اس کے ذریعے ڈرایا جائے، اور یہ کہ وہ جان لیں کہ بے شک اللہ اکیلا معبود ہے، اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔''

علم سیکھنے اور سکھانے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول مکرم معلم انسانیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی علم سے متعلق تھی۔

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴾

(العلق: 1 تا 5)

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 43، مسند احمد: 65/1، 69.

''اے پیغمبر! آپ پڑھیے! اپنے رب کے نام سے جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا ہے، اس نے انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا ہے۔ پڑھیے اور آپ کا رب بے بارہاں کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، اس نے آدمی کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

حصول علم کے لیے بڑے جتن کرنے پڑتے ہیں، یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا:

((لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ .)) [1]

''علم جسم کی راحت سے حاصل نہیں ہوتا۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: 1390.

4

یقین

یقین: کا معنی ❶ اعتبار، بھروسا، اطمینان ❷ گمان ❸ بے شبہ، بلا شک اور ضرور ہیں۔

مثل مشہور ہے ۔

یقین بڑا رہبر ہے

یعنی یقین ہوتو انسان کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

توحید کے معانی کو سمجھنے کے بعد اس ہر دل سے یقین کرنا ''کہ تمام عبادات کے لائق اللہ تعالیٰ ہے'' اور اس میں ذرا سا بھی تردد نہ کرنا توحید کی شروط میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی انہیں اپنے دعویٰ ایمان میں سچا قرار دیتے ہوئے بایں الفاظ تعریف فرمائی:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۱۵ ﴾

(الحجرات: 15)

''یقیناً مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک میں مبتلا نہیں ہوئے، اور اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں کے ذریعہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی لوگ سچے ہیں۔''

اسی طرح حدیث میں آتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ لا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) ❶

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں، اور پھر جس نے ان دونوں گواہیوں میں شک نہیں کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

یہ نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یقین توحید کے لیے شرط ہے، بلکہ بعض ائمہ نے تو اسے اصل ایمان کہہ دیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (48/1) پر سیدنا عبداللہ بن مسعود کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

((اَلْيَقِيْنُ الْاِيْمَانُ كُلُّهٗ .))

''یقین سارے کا سارا ایمان ہے۔''

سیدنا ابن مسعود کی مراد یہ ہے کہ یقین ایمان کی بنیاد ہے، حتیٰ کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر یقین دل میں گھر کر جائے تو جنت کے لیے انسان کا شوق بڑھ جاتا ہے، اور جہنم سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔'' ❷

اور اس کے برعکس، شک، نفاق کی علامت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق فرمایا ہے:

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 138، مسند احمد: 65/1.

❷ فتح الباری: 48/1.

﴿ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ۝۴۵ ﴾ (التوبة: 45)

’’آپ سے اجازت صرف وہ لوگ مانگتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، اور ان کے دل شک میں پڑ گئے ہیں، پس وہ اپنے اسی شک میں سرگرداں ہیں۔‘‘

5

اخلاص

اخلاص کے معانی ❶ خلوص، خالص، پاک صاف ❷ عبادت بے ریا، طاعت خالص میں درستی، محبت، پیار ❸ میل ملاپ، ربط ضبط، ارتباط ❹ قرآن مجید کی ایک سورت کا نام ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾۔

اخلاص حکم ربانی ہے، ارشاد فرمایا:

﴿ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ ﴾ (الزمر: 14)

''اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے میں تو اپنی بندگی کو اللہ کے لیے خالص کر کے صرف اُس کی عبادت کرتا ہوں۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَةُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فِهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ رَسُوْلِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِامْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلَى مَا هَا جَرَا اِلَيْهِ .)) ❶

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے (یعنی نیت کے مطابق بدلہ ملتا ہے) اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو نیت کرے گا۔ پس جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی

❶ صحيح بخاری، كتاب الإيمان، رقم: 1، 54.

رضا کے لیے ہجرت کرے اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے ہوگی، اور جو کوئی دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہجرت کرے گا، تو اس کی ہجرت ان ہی کاموں کے لیے ہوگی۔''

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یقیناً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا:

''بے شک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں (لقمہ) ڈالے۔''

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اللّٰهُ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [1]

''جس شخص نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی گواہی دل کو خالص کرتے ہوئے دی وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو علم خلوص نیت کے ساتھ حاصل کیا جائے، اس سے افضل اور اعلیٰ عمل کوئی نہیں ہے۔ [2]

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کتنے ہی اعمال بہت چھوٹے ہوتے ہیں لیکن اخلاص ان کو بڑا کر دیتا ہے، اور کتنے ہی اعمال بڑے ہوتے ہیں لیکن عدم اخلاص ان کو حقیر بنا

---

[1] سلسلة الصحيحة، رقم: 2355.

[2] سير أعلام النبلاء: 244/7.

دیتا ہے۔'' ❶

امیر عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِي صَالِحًا، وَاجْعَلْهُ لَكَ خَالِصًا، وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيهِ شَيْئًا.)) ❷

''اے اللہ! میرے عمل کو درست کر دے، اور اس کو اپنے لیے خالص بنا لے اور تو اس میں کسی کا حصہ نہ بنا۔''

اخلاص نیت سے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ کی پاکیزہ زندگی کا واقعہ ملاحظہ ہو۔ ابوحفص نامی بزرگ آپ کے والد ماجد کے خاص تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ کچھ مال آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اتفاق حسنہ کہ شام کو بعض تاجروں نے اسی مال پر پانچ ہزار منافع دے کر اسے خریدنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ صبح بات پختہ کروں گا، صبح ہوئی تو دوسرے تاجر پہنچے اور انہوں نے دس ہزار منافع دے کر اسے خریدنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے شام کو آنے والے اور صرف 5 ہزار دینے والے تاجر کو یہ مال دے دینے کی نیت کر لی تھی۔ اب میں اپنی نیت کو توڑنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ نے دس ہزار کے نفع کو چھوڑ دیا اور پہلے تاجر ہی کے مال حوالہ فرما دیا۔ ❸

---

❶ سير أعلام النبلاء: 400/8.

❷ الزهد الامام أحمد، رقم: 610 بسند صحيح.

❸ مقدمه شرح بخاری از داؤد راز دهلوی: 29/1.

6

صدق

صدق کے معانی: سچ، راستی اور خلوص کے ہیں۔

انسان توحید، سنت، شہادت وغیرہ کو سمجھنے، یقین کرنے اور اخلاص پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان اُمور میں سچائی، صدق اور خلوص سے کام لے۔ ایسا صدق پیدا کرے جو کذب کے سراسر منافی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (الزمر: 33)

''اور جو رسول سچی بات لے کر آیا، اور جن لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی وہی لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ''الصدق'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ''کلمہ توحید'' ہے۔ [1]

لہٰذا ﴿ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ کافی ہوگا کہ اور جس نے ''کلمہ توحید'' کے مفہوم کو سمجھنے کے بعد ایسا صدق پیدا کیا جو جھوٹ اور کذب کے منافی ہو تو وہ متقی ہے۔ اسی طرح ہر معاملے میں حتیٰ کہ توحید میں بھی صدق کی شرط ہر کئی ایک آحادیث صراحت سے دلالت کرتی ہیں، چنانچہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم کے ساتھ

---

[1] تفسیر ابن کثیر: 484/4، الدارلمنثور: 197/7، تفسیر طبری: 4/11.

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اَنَّ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) ❶

''جس نے سچے (دل سے) ''لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی گواہی دی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

اور اگر کوئی شخص محض زبان سے تو اقرار کرے مگر دل سے انکار ہو تو وہ منافق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴾ (المنافقون: 1)

''اے میرے نبی! جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ آپ بے شک اس کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین بے شک پکے جھوٹے ہیں۔''

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ اے میرے نبی! جب عبداللہ بن اُبی بن سلول اور دیگر منافقین آپ کی مجلس میں آتے ہیں تو اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا اظہار کرتے ہیں، اور آپ کو دھوکہ دینے کے لیے کہتے ہیں: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ جانتا ہے کہ آپ اُس کے رسول ہیں، چاہے منافقین اس کی گواہی دیں یا نہ دیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین اپنی گواہی میں جھوٹے ہیں'' کیونکہ ان کا باطن اُن کے ظاہر

---

❶ مسند احمد: 402/4، رقم: 19597، شرح مشکل الآثار للطحاوی، رقم: 4003۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کے خلاف ہے۔ لہٰذا صدق فی الأمر بہت ضروری ہے۔

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلصِّدْقُ طُمَأْنِيْنَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ.)) ❶

''سچائی باعث اطمینان اور جھوٹ باعث شکوک وشبہات ہے۔''

سیّدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری چھ باتیں مان لو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ باتیں کیا ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کوئی بات کرو تو جھوٹ مت بولو۔ یعنی بات میں سچائی ہو۔ جب وعدہ کرو خلاف ورزی مت کرو۔ جب تمہیں امانت دی جائے تو خیانت مت کرو۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ اپنی نظریں نیچی رکھو۔ اور اپنے ہاتھوں کو (برے کاموں سے) روکے رکھو۔'' ❷

---

❶ صحيح سنن ترمذی، كتاب صفة القيامة، رقم: 2518.

❷ سلسلة الصحيحة، رقم: 1470.

7

محبت

محبت کے معانی ❶ الفت، پیار، چاہ، دوستی، یارانہ اور ❷ لگن ہیں۔
نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اپنی کتاب ''السراج الوہاج'' (81/1) پر رقمطراز ہیں:

''دراصل محبت دلی میلان کا نام ہے، کبھی یہ میلان حسین وجمیل صورتوں کی طرف ہوتا ہے، کبھی خوبصورت آواز یا اچھے کھانے کی طرف، کبھی یہ لذت میلان باطنی معانی سے متعلق ہوتی ہے۔ جیسے صالحین، علماء اور صاحب فضل سے ان کے مراتب کی بناء پر محبت رکھنا، اور کبھی محبت ایسے لوگوں سے پیدا ہو جاتی ہے جو صاحب احسان ہیں، جنہوں نے مصائب اور شدائد میں مدد کی ہے، ایسے لوگوں کی محبت بھی مستحسن ہے، اور اس قسم کی جملہ خوبیاں پیارے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں جمع ہیں، آپ کا ظاہری اور باطنی جمال اور آپ کے اوصاف حمیدہ اور شمائل وفضائل اور تمام مسلمانوں پر آپ کے احسانات ظاہر ہیں کہ انہیں آپ ﷺ نے راہِ حق کی ہدایت دی۔''

اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَلْـمَـحَبَّةُ فِـیْ الـلّٰـهِ مِنْ وَاجِبَاتِ الْإِسْلَامِ ، وَفِیْ كِتَابِ الْعَزِیْزِ: ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ﴾)) (البقرة: 165)

''اللہ کے لیے محبت واجبات اسلام سے ہے، کیونکہ کتاب عزیز میں فرمان باری تعالیٰ ہے: اور مومنین اللہ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں۔''

درحقیقت توحید کی معرفت اور صحیح اعتقاد محبت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا، کیونکہ محبت ایسے اخلاص پر دلالت کرتی ہے جو شرک کے معانی سے پاک ہوتا ہے، پس جو اللہ سے محبت کرتا ہے، وہ اس کے دین سے بھی محبت کرتا ہے۔ ❶

اور جو شخص اس کے دین اور توحید سے محبت رکھتا ہو اسے اس محبت کا اظہار اپنے عمل کے ذریعے کرنا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ﴾ (البقرة :165)

''اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں۔ اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے ہونی چاہیے اور اہل ایمان اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔''

کوئی بھی شخص جب توحید میں محبت کی شرط پیدا کر لیتا ہے تو اسے ایمان کی مٹھاس محسوس ہونے لگتی ہے، چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَـلاثٌ مَـنْ كُـنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الْإِيمَان: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْا اَنْقَذَهُ اللّٰهُ كَمَا

❶ مختصر العقیدہ الاسلامیہ، ص 58.

يَكْرَهُ اَنْ يُلْقِيَ فِي النَّارِ .)) ❶

''جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا، (پہلی) یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں (دوسری) وہ شخص کسی بندے سے محض اللہ کے لیے محبت کرے اور (تیسری بات) یہ کہ جیسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو وہ ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں گر جانے کو برا جانتا ہے۔''

محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ اس کی نافرمانی نہ کریں، بلکہ سلف کا کہنا ہے:

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعْتَهُ

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يَحِبُّ مُطِيْعُ ❷

''اگر آپ کی محبت سچی ہوتی تو آپ اس کی فرمانبرداری کرتے، کیونکہ محبّ، محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔''

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ کی حدود (میں کسی کو شریک بنائے اور ان) کا پاس نہ رکھے تو وہ اللہ سے محبت کے دعوے میں قطعی سچا نہیں ہے۔'' ❸

ابو یعقوب فرماتے ہیں:

''کوئی بھی شخص جو اللہ عزوجل سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن اللہ کے احکامات بجا نہیں لاتا، تو اس کا دعویٰ باطل ہے، اور جو اللہ سے محبت کا دم بھرتا ہے لیکن اللہ سے ڈرتا نہیں تو وہ مغرور ہے۔'' ❹

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الايمان، رقم: 21، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 165.

❷ جامع العلوم والحكم، ص 397. ❸ حواله ايضًا.

❹ حواله ايضًا.

8

قبول کرنا

قبول کرنا یعنی 1 منظور کرنا۔ ماننا 2 پسند کرنا 3 اقرار کرنا اور قبال کرنا۔ کسی بھی اچھی بات کو قبول کرنا بہت ضروری ہوتا ہے حتیٰ کہ توحید کی شروط میں سے بھی آخری شرط قبول کرنا ہے۔ یعنی کلمہ توحید "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے مقام کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ قبول کرلیا جائے، اور تکبر، بغض اور کینہ کی بنیاد پر کسی بھی قسم کی عبادت کو ردّ نہ کیا جائے وگرنہ قبول کی شرط مفقود ہو جائے گی۔ [1]

اور توحید ناقص ہوگی۔ اللہ عزوجل نے کفار کی یہی خرابی بیان کی ہے:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَ يَقُوْلُوْنَ اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ ﴾ (الصافات: 35، 36)

"اُن سے جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو کبر وغرور کا اظہار کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک مجنون شاعر کی باتوں میں آ کر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔"

اس کے برعکس توحید کے مفاہیم کو سمجھ کر صرف اس کی عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے جنت کی خوشخبری بھی موجود ہیں، اور ان کا اللہ انہیں بے شمار نعمتوں سے نوازنے کا وعدہ فرماتا ہے:

---

[1] مختصر العقيدة الإسلامية، ص: 58.

﴿ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ ﴾ (الصافات: 40، 43)

''مگر اللہ کے برگزیدہ بندوں کے لیے ہمیشہ باقی رہنے والی روزی مقرر ہے۔ انواع واقسام کے پھل، درآنحالیکہ وہ معزز ومکرم ہوں گے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَبِلَ مِنِّيْ الْكَلِمَةَ الَّتِيْ عَرَضْتُهَا عَلٰى عَمِّيْ فَرَدَّهَا عَلَيَّ فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ .)) ❶

''جس نے مجھ سے کلمہ توحید قبول کر لیا تو یہ کلمہ اس کی نجات کا ذریعہ بن جائے گا، اس کلمہ کو میں نے اپنے چچا پر بھی پیش کیا تھا، لیکن اس نے ردّ کر دیا تھا۔ (قبول نہیں کیا تھا)۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قبول حق کا اس قدر مادہ موجود تھا کہ ہر جائز نکتہ چینی کے ساتھ سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ چنانچہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بی بی کو شوہر کی دیت میں وراثت نہیں ملتی حضرت ضحاک بن سفیان نے کہا: نہیں اشیم الضبابی کی بی بی کو رسول اللہ ﷺ کے تحریری فرمان کے ذریعے سے اس کے شوہر کی دیت دلوائی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً قبول حق کرتے ہوئے اپنی رائے بدل دی۔ ❷

---

❶ مسند احمد: 6/1، رقم: 20، مسند ابو یعلی: 21/1، کشف الاستار عن زوائد البزار: 9/1۔ شیخ شعیب نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الدیات، باھل فی المرأة باھل ترث من دیة زوجھا، رقم: 1415۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

9

شرک کی مذمت

توحید کی ضد شرک ہے۔ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ شرک کی حقیقت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ’’شرک یہ ہے کہ آپ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شکریک ٹھہرائیں، اس کے ساتھ کسی کی عبادت شروع کر دیں، مثلاً پتھر، انسان، سورج، چاند، نبی، جن، ستارے، فرشتے یا کسی شیخ کی۔‘‘ ❶

شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ، کیونکہ شرک باللہ بہت بڑا ظلم ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝﴾ (لقمان: 13)

’’اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا ساجھی نہ بناؤ، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔‘‘

جو کسی کو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اس پر جنت حرام ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ وَ قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

❶ تذكرة أولى البصائر فى معرفة الكبائر، ص: 19.

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾

(المائدة: 72)

''یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہیں، اور مسیح نے کہا، اے بنی اسرائیل! تم لوگ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تم سب کا رب ہے، بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

مشرک کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ انبیاء کرام کو نبی اور رسول ہونے کا جو شرف حاصل ہوا، وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوا، اور اسی ذات باری تعالیٰ نے انہیں دین خالص کی ہدایت بخشی، اور اگر وہ ان عظمتوں اور رفعتوں کے باوجود شرک کا ارتکاب کر بیٹھتے تو ان کے سارے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (الانعام: 88)

''یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے، اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے۔''

اندازہ فرمائیں اگر دوسرے لوگ شرک کا ارتکاب کریں گے تو ان کا کیا حال ہوگا؟

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: اس آیت کریمہ میں شرک کی ہیبت ناک اور اس کی خطرناکی کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ زمر میں فرمایا ہے:

﴿ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ﴾

(الزمر: 65)

''آپ کو اور آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام کو بذریعہ وحی بتایا گیا ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا۔'' ❶

اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (النساء: 48)

''یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جن گناہوں کو چاہے گا معاف کر دے گا۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اہل جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا، انہیں آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔'' ❷

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ توحید خالص پر کرے۔

---

❶ تفسير ابن كثير، تحت الآية.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 514.

10

ایمان کی کسوٹی حبِ رسول ﷺ

محبت رسول ﷺ تمام محبتوں پر غالب رہنی چاہیے، یہی اصل الایمان ہے۔

ارشادفرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۠﴾ (التوبة : 24)

’’(اے نبی!) کہہ دیں: اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور تمھارا کنبہ قبیلہ اور جو مال تم نے کمائے اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جنھیں تم پسند کرتے ہو (یہ سب) تمھیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔‘‘

کسی سے محبت کرنے اور اسے محبوب بنانے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ اس کی پسند کو اپنی پسند اور اس کی ناپسندیدگی کو اپنی ناپسندیدگی بنا دیا جائے۔ محبوب جس راستے پر چلتا ہے، اس راستے کو اپنی زندگی کا راستہ بنا لیا جائے، اس کی قربت و محبت اور اس کی خوشنودی کی خاطر ہر چیز قربان کی جائے اور قربان کرنے کے لیے تیار رہا جائے۔

حضور ﷺ کو محبوب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا ایک ایک نقش قدم اور ایک ایک نشانِ راہ معلوم کیا جائے اور اس پر چلا جائے۔ آپ ﷺ نے جس راہ میں چوٹیں کھائی ہیں، اس راہ میں چوٹیں کھانے کا دم داعیہ پیدا کیا جائے۔ غار حرا بھی آپ ﷺ کی راہ ہے اور بدر و حنین بھی آپ ﷺ کی راہ ہے۔ دین کی راہ پر چلنے کے نتیجے میں فقر و فاقہ کی مار پڑے گی اور معلوم ہے کہ معاشی مار سب سے بڑی مار ہے۔ اس کا مقابلہ صرف توکل اور محبت الٰہی کے ہتھیار سے کیا جا سکتا ہے۔ مومن ایسے وقت میں یہ سوچتا ہے کہ اللہ میرا وکیل ہے، میں بے سہارا نہیں ہوں اور یہ کہ میں غلام ہوں، غلام کا کام صرف اپنے مالک کی مرضی پوری کرنی ہے اور یہ کہ میں جس کے کام پر لگا ہوا ہوں، وہ رحیم و عادل ہے، میری محنت ماری نہیں جا سکتی۔ اس کا اس ڈھنگ پر سوچنا ہر مصیبت کو آسان کر دیتا ہے۔ شیطان کے ہر ہتھیار کو بے کار کر دیتا ہے۔

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ .))[1]

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ''کوئی شخص (مطلوبہ درجہ کا) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا ارادہ اوراس کے نفس کا میلان میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہیں ہو جاتا۔''

مطلب یہ کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش، اپنے ارادے اور اپنے قلبی رجحانات کو رسول ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت کے تابع کر دے۔ کتاب وسنت کے ہاتھ میں اپنی خواہش کی لگام تھما دے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے تو

---

[1] شرح السنة: 202/1، رقم: 104، مشكوة، رقم: 167، اربعين نووی، رقم: 41۔ امام نووی فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

رسول ﷺ پر ایمان لانے کے کوئی معنی نہیں۔

ایمان اور حبِ رسول ﷺ:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لا یُوْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:''تم میں سے کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کی نگاہ میں، اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

حضور پاک ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ آدمی مومن تب ہی بنتا ہے جب رسول اللہ ﷺ اور ان کے لائے ہوئے دین کی محبت تمام محبتوں پر غالب آ جائے۔ بیٹے کی محبت کسی اور راستے پر چلنے کو کہتی ہے، باپ کی محبت کسی اور راستے پر چلانا چاہتی ہے اور حضور ﷺ کسی دوسرے راستے پر چلنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو جب آدمی ساری محبتوں اور ان کے تقاضوں کو ٹھکرا کر صرف حضور ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کو تیار ہو جائے تو وہ پکا مومن ہے، محبّ رسول ﷺ ہے۔ ایسا ہی آدمی اسلام کو درکار ہے اور ایسے ہی آدمی دنیا کی تاریخ بناتے ہیں۔ کچا ایمان، بیوی، بچوں اور باپ اور بھائی کی محبتوں پر قینچی کہاں چلا سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تقاضا:

((اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَوَضَّاَ یَوْمًا، فَجَعَلَ اَصْحَابَهٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوُضُوْئِهٖ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ: مَا یَحْمِلُکُمْ عَلٰی هٰذَا؟ قَالُوْا: حُبُّ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: 15.

يُحِبَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ، اَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ، فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَ لْيُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا ائْتُمِنَ، وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ.))[1]

عبدالرحمٰن بن ابی قرار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تمہارے اس کام کا محرک کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ اور رسول کی محبت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جن لوگوں کو اس بات کی خوشی ہو کہ وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ جب بات کریں تو سچ بولیں، جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس کو (بہ حفاظت) مالک کے حوالہ کریں اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لے کر برکت کے لیے چہرہ اور ہاتھ پر ملنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے تھا۔ یہ باعثِ برکت تھا، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتا دیا کہ محبت کا اونچا مقام یہ ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام دیئے ہیں، ان پر عمل کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے ہیں، اسے اپنی زندگی کا دین بنایا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سب سے اونچا مقام ہے۔ بشرطیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی لگاؤ کے ساتھ کی جائے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آزمائش:

((جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّيْ اُحِبُّكَ. قَالَ: اُنْظُرْ مَا

[1] شعب الایمان بیہقی: 201/2، رقم: 1533.

تَـقُـوْلُ؟ فَـقَالَ: وَ اللّٰهِ! اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ ، ثَلٰثَ مَرَّاتٍ . قَالَ: اِنْ كُـنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تَجْفَافًا ، فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مُنْتَهَاهُ .))❶

''حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضور پاک ﷺ کے پاس آیا اور اس نے حضور پاک ﷺ سے کہا: میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو تم کہتے ہو، اس پر غور کر لو۔'' اس نے تین بار کہا کہ اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو فقر و فاقہ کا مقابلہ کرنے کے لیے ہتھیار فراہم کر لو، جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں، ان کی طرف فقر و فاقہ سیلاب سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتا ہے۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! لوگوں میں سے زیادہ تکلیف کسے پہنچائی جاتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَلْأَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ ، فَیُبْتَلٰی الرَّجُلُ عَلٰی حَسْبِ دِیْـنِـهِ ، فَـإِنْ كَانَ دِیْنُهُ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَـلَاؤُهُ وَإِنَّ كَانَ فِیْ دِیْنِهِ رِقَّةً اُبْتُـلِیَ عَلٰی حَسْبِ دِیْنِهِ ، فَمَا یَبْرَحُ الْبَـلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰی یَتْرُكَهُ یَمْشِیْ عَلَی الْأَرْضِ مَا عَلَیْهِ خَطِیْئَةٌ .))❷

''انبیاء کو۔ پھر انہیں جو زیادہ فرمانبردار ہوں۔ پھر انہیں جو فرمانبرداری میں

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: 2350، عن عبدالله بن مغفل رضی اللہ عنہ .

❷ سنن الترمذی، ابواب الزهد، رقم : 2398، سنن ابن ماجة، رقم : 4023، سنن دارمی، رقم : 2783، المشكاة، رقم : 1562۔ امام ترمذی اور محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

ان کے بعد ہوں۔ آدمی کو اس کی دین (سے محبت) کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے، اور اگر وہ دین میں کمزور ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دین کے مطابق آزماتا ہے (اللہ کے نیک) بندے پر آزمائش جاری رہتی ہے حتیٰ کہ وہ زمین پر بے گناہ ہو جاتا ہے۔''

بعثت نبوی ﷺ کا مقصد:

تعمیر کعبہ کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے جو دعائیں کیں اور جناب اسماعیل علیہ السلام نے ان پر آمین کہا، ان میں سے اہم ترین دعا یہ تھی:

﴿ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾ (البقرة: 128)

''اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریقے دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی نہایت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ .))[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہے تاکہ اخلاقی اچھائیوں کو تمام و کمال تک پہنچاؤں۔''

یعنی آپ ﷺ کی نبوت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اخلاق و معاملات کو

[1] موطا امام مالك، كتاب حسن الخلق: 904/2، رقم: 2.

درست کریں۔ ان کے اندر سے برے اخلاق کی جڑیں اکھاڑیں اور ان کی جگہ بہتر اخلاق پیدا کریں۔ یہی تزکیہ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصود ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے قول وعمل سے تمام اچھے اخلاق کی فہرست مرتب کی اور پوری زندگی پر، زندگی کے تمام شعبوں پر نافذ کیا اور ہر طرح کے حالات میں ان سے چمٹے رہنے کی ہدایت کی۔

''حسن اخلاق'' کیا ہے؟ اس کی تفسیر عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں کی ہے: ''هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ وَ بَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَ كَفُّ الْاَذٰى'' یعنی حسن اخلاق نام ہے خوش روئی کا، مال خرچ کرنے کا اور کسی کو تکلیف نہ دینے کا۔ دیکھیے ''حسن اخلاق'' کا دائرہ کتنا وسیع ہے۔

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَ لَا مُتَفَحِّشًا، وَ كَانَ يَقُوْلُ، اِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا.)) [1]

''حضرت عبداللہ بن عمرو (بن العاص) رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو بے حیائی کی بات زبان سے نکالتے اور نہ بے حیائی کا کام کرتے اور نہ دوسروں کو برا بھلا کہتے اور حضور ﷺ فرماتے تھے ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہیں۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6029.

11

تلاوتِ قرآن مجید

کلام اللہ، کلام مجید، وہ کلام الٰہی جو جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔

(فیروز اللغات)

قرآن مجید کے ذریعے نصیحت حاصل کرنے کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادفرمایا:

﴿ وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۳۲﴾ ﴾ (القمر: 32)

''اور ہم نے قرآن کو یقیناً نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔''

قرآن پر ایمان لے آؤ جو سارے عالم کے لیے عبرت وموعظت کا خزانہ ہے، لیکن اس خزانے سے وہی مستفید ہوگا جو راہِ حق پر چلنا چاہے گا، اور اس حق کو وہی قبول کرتا ہے اور اس راہ پر وہی چلتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے اس کی توفیق دیتا ہے۔ ارشادفرمایا کہ:

﴿ اِنۡ ہُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡکُمۡ اَنۡ یَّسۡتَقِیۡمَ ﴿۲۸﴾ ﴾

(التکویر: 27، 28)

''وہ تو سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے، تم میں سے اُن لوگوں کے لیے جو راہِ راست پر چلنا چاہیں۔''

تلاوت قرآن سے نورالٰہی کا حصول:

((عَنْ اَبِیْ ذَرٍ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِیْ ، قَالَ: اُوْصِيْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ ، قُلْتُ زِدْنِیْ ، قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ . فَاِنَّهٗ ذِكْرٌلَّكَ فِی السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِی الْاَرْضِ .)) ❶

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: ''کچھ وصیت فرمائیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، یہ چیز تمہارے پورے دین اور تمام معاملات کو ٹھیک حالت میں رکھنے والی ہے۔'' میں نے کہا: ''کچھ اور فرمائیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے کو قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کا پابند بنا لو تو اللہ تمہیں آسمان پر یاد کرے گا اور زندگی کی تاریکیوں میں یہ دونوں چیزیں تمہارے لیے روشن کا کام دیں گی۔''

''اللہ یاد کرے گا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تمہیں نہیں بھولے گا، تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے گا، اللہ کی یاد اور قرآن مجید کی تلاوت سے مومن کو روشنی ملتی ہے۔ زندگی کی تاریکیوں میں مومن صحیح راہ پا لیتا ہے۔

دل کے زنگ کا علاج:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَءُ كَمَا يَصْدَءُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا جَلَاؤُهَا؟

❶ شعب الایمان للبیهقی: 242/4، رقم: 4942، مشکوة، رقم: 4866.

قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآن .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دل کو بھی زنگ لگتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی سے زنگ لگتا ہے۔'' پوچھا گیا کہ: ''دلوں کے زنگ کو دور کرنے والی کیا چیز ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: دلوں کا زنگ اس طرح دور ہوتا ہے کہ آدمی موت کو بہت یاد کرے اور دوسرے یہ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔''

موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی یہ سوچے کہ زندگی کی مہلت بس ایک ہی مہلت ہے، دوبارہ عمل کرنے کے لیے مہلت نہ ملے گی۔ اور تلاوت کے معنی ہیں قرآن مجید کے الفاظ کو صحیح طریقہ سے پڑھنا اور اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے، اسے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا۔ قرآن مجید کی تبلیغ کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا۔

شفاعت قرآن:

((عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: يُؤْتٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْقُرْآنِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا، تَقْدُمُهُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا .)) ❷

''حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ: ''قیامت کے دن قرآن مجید اور قرآن مجید کو ماننے والے جو اس پر عمل کرتے تھے، اللہ کی جناب میں لائے جائیں گے، اور سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پورے قرآن مجید کی نمائندگی کرتی ہوئی اپنے عمل کرنے

❶ شعب الایمان للبیهقی: 353/2، رقم: 2014، مشکوة، رقم: 2168.

❷ صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، رقم: 1876.

والے کے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گی کہ یہ شخص آپ کی رحمت و مغفرت کا مستحق ہے لہٰذا اس کو رحمت سے نوازا جائے۔"

قرآن مجید کے آداب:

((عَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ...... قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَـا اَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُو الْقُرْآنَ ، وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ، وَافْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ، وَلَا تَعَجَّلُوْا ثَوَابَهُ فَإِنَّ لَهُ ثَوَابًا .)) ❶

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اے قرآن کے ماننے والو! قرآن کو تکیہ نہ بنانا، اور رات دن کے اوقات میں اس کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرنا، اور اِس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دینا، اور اس کے الفاظ کو صحیح طریقہ سے پڑھنا، اور جو کچھ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے، ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور وفکر کرنا تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ، اور اس کے ذریعے دنیاوی نتیجہ کی خواہش نہ کرنا بلکہ اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کو پڑھنا۔"

قرآن مجید کو تکیہ نہ بنانا یعنی اس سے غافل نہ ہونا اور آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا علم حاصل کر کے اس کو دنیاوی جاہ و مرتبہ اور مال و دولت حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بنانا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں خبر دی گئی ہے کہ کچھ لوگ قرآن مجید کا علم حاصل کر کے اسے دنیا کی دولت کے حصول کے لیے زینہ بنائیں گے۔

---

❶ شعب الایمان للبیهقی: 540/2، رقم: 2649، المشکوة، رقم: 2210.

12

تقدیر پر ایمان لانا

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور تقدیر بھی لکھ دی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَ الَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝﴾ (الأعلى : 1- 3)

''اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو سب سے بلند ہے۔ وہ جس نے پیدا کیا، پس درست بنایا۔ اور وہ جس نے اندازہ ٹھہرایا، پھر ہدایت کی۔''

اعمال کی توفیق:

((عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ، وَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَ نَدَعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشِّقَاوَةِ. ثُمَّ قَرَءَ ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ۝ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝﴾ (الليل : 5-10).)) [1]

---

[1] صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم: 4945.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم میں سے ہر شخص کی جنت اور دوزخ لکھی جا چکی ہے۔'' لوگوں نے اس پر کہا: اے اللہ کے رسول! پھر ہم اپنے لکھے ہوئے کا کیوں نہ سہارا لیں اور عمل چھوڑ دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، عمل کرو، کیونکہ ہر شخص کو اسی چیز کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جو خوش نصیب ہو، اس کو جنتی کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو بدنصیب (جہنمی) ہے، اس کو جہنمی کاموں کی توفیق ملتی ہے۔ اس کے بعد حضور پاک ﷺ نے سورہ واللیل کی یہ دو آیتیں پڑھیں: ''جس نے مال خرچ کیا اور تقویٰ کی راہ اختیار کی اور بہترین بات کی تصدیق کی (یعنی اسلام لایا) تو ہم اس کو اچھی زندگی (یعنی جنت) کی توفیق دیں گے اور جس نے اپنا مال دینے میں بخل سے کام لیا اور (اللہ سے) بے پرواہ رہا اور اچھی زندگی کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف والی زندگی (جہنم) کی توفیق دیں گے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات طے ہے کہ آدمی اپنے کن اعمال کی وجہ سے دوزخ کا مستحق ہوگا اور وہ کن اعمال کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ''تقدیر'' کو بڑی تفصیل سے قرآن مجید میں بیان کیا ہے اور حضور ﷺ نے بھی وضاحت سے پیش کر دیا ہے۔ اب یہ آدمی کا کام ہے کہ وہ جہنم کی راہ پر چلنا پسند کرتا ہے یا جنت کی راہ پر۔ دونوں میں سے ایک کو اختیار کرنا یہ اس کی ذمہ داری ہے اور اس کی ذمہ داری اس لیے ہے کہ اللہ نے اس کو ارادہ کی آزادی بخشی ہے اور راستہ کے انتخاب میں آزاد چھوڑا ہے۔ یہی آزادی اس کو سزا دلوائے گی اور اسی کی بدولت وہ جنت پائے گا، لیکن بہت سے کند ذہن آدمی اپنی ذمہ داری اللہ کے سر ڈال دیتے اور خود کو مجبور سمجھ لیتے ہیں۔

قضائے مبرم:

((عَنْ اَبِیْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْهَا، وَ دَوَاءً نَتَدَاوٰی بِهٖ، وَ تُقَاةً نَتَّقِیْهَا، هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَیْئًا؟ قَالَ: هِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ.)) [1]

''ابی خزامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ''یہ دعا تعویذ جسے ہم اپنی بیماریوں کے سلسلے میں کرتے ہیں اور یہ دوائیں جو ہم اپنے مرض کو دور کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور یہ احتیاطی تدابیر جو ہم دکھوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لیے اختیار کرتے ہیں، یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب چیزیں بھی تو اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔''

حضور ﷺ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس اللہ نے یہ بیماری ہمارے لیے لکھی، اسی اللہ نے یہ بھی طے کیا کہ فلاں دوا سے اور فلاں تدبیر سے دور کی جا سکتی ہے۔ اللہ بیماری کا خالق بھی ہے اور اس کو دُور کرنے والی دوا کا بھی، سب کچھ اس کے طے شدہ ضابطے اور قاعدہ قانون کے تحت ہے۔

نفع ونقصان کا اصل سرچشمہ:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ یَوْمًا فَقَالَ، یَا غُلَامُ! اِنِّیْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ، وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَ اعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ

[1] سنن ترمذی، کتاب القدر، رقم: 2148.

اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ اِلَّا قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ ، وَ لَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ .))[1]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن جب کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں (غور سے سن)۔ دیکھ تو اللہ کو یاد رکھ تو اللہ تجھے یاد رکھے گا۔ تو اللہ کو یاد رکھ، تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب مانگے تو اللہ سے مانگ۔ جب تو کسی مشکل میں مدد کا طالب ہوتو اللہ سے مدد طلب کر، اللہ کو اپنا مددگار بنا، اوراس بات کا یقین کر کہ لوگ متحدہ طور پر تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ (یعنی کسی کے پاس دینے کو کچھ ہے ہی نہیں کہ دے گا، سب کچھ تو اللہ کا ہے، وہ جتنا دینے کا کسی کے حق میں فیصلہ کرتا ہے، اتنا ہی ملتا ہے، چاہے جس ذریعہ سے ملے) اور اگر لوگ اکٹھا ہو کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں کر دیا ہے (تو پھر اللہ ہی کو اپنا واحد سہارا بنانا چاہیے)۔

اگر مگر کا چکر:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَ اَحَبُّ اِلَى

---

[1] سنن ترمذی، كتاب صفة القيامة و الورع، رقم: 2516، مسند احمد: 293/1۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

الـلّٰهِ مِنَ الْمُوْمِنِ الضَّعِيْفِ ، وَ فِيْ كُلٍّ خَيْرٌ ، اِحْرِصْ عَلٰى مَـا يَـنْفَعُكَ وَ اسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ لَا تَعْجِزْ ، وَ اِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَـقُـلْ لَـوْ اَنِّـيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَ كَذَا ، وَ لٰكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ ، وَ مَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ " لَوْ " تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ .))❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''طاقتور مومن بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے بہ نسبت کمزور مومن کے، اور دونوں ہی میں خیر ومنفعت ہے اور تو (آخرت میں) نفع دینے والی چیز کا حریص بن اور اپنی مشکلات میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور ہمت نہ ہار اور اگر تجھ پر کوئی مصیبت آ پڑے تو یوں مت سوچ کہ اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا بلکہ یوں سوچ کہ اللہ نے یہ مقدر فرمایا، جو اس نے چاہا، وہ کیا، اس لیے کہ ''لَـوْ''(اگر) شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔''

اس حدیث کے پہلے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو وہ مومن ہے جو جسمانی اور فکری قوت زیادہ رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی ساری قوت اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو دین کا کام اس کے ہاتھوں زیادہ انجام پائے گا، بہ نسبت اس شخص کے جو کمزور ہے، جس کی صحت خراب ہے، یا فکری لحاظ سے اونچا نہیں تو اللہ کی راہ میں وہ بھی اپنی قوتوں کو لگائے گا مگر اتنا کام تو نہیں کر سکتا جتنا پہلا آدمی کرتا ہے۔ اس لیے اسے دوسرے کے مقابلہ میں انعام زیادہ ہی ملنا چاہیے۔ البتہ چونکہ دونوں ایک ہی راہ...... اللہ کی راہ ...... کے مسافر ہیں، اس لیے اس کمزور مومن کو تھوڑا کام کرنے کی وجہ سے

❶ صحيح مسلم، كتاب القدر، رقم: 2664/34، مسند احمد: 370/2، سنن ابن ماجة، رقم: 2664.

انعام سے محروم نہ کیا جائے گا، اصل میں قوت والے مومن کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اپنی قوت کی قدر کرو۔ اس کے ذریعہ جتنا آگے بڑھ سکتے ہو، بڑھو۔ کمزوری آ جانے کے بعد آدمی کرنا بھی چاہے تو نہیں کر پاتا۔

آخری حصہ کا مطلب یہ ہے کہ مومن اپنی ذہانت، تدبیر وقوت کو سہارا نہیں بناتا بلکہ اس پر جب مصیبت آتی ہے تو اس کا ذہن یوں سوچتا ہے کہ یہ مصیبت میرے رب کی طرف سے آئی ہے، یہ تو میری تربیت کے کورس کا ایک حصہ ہے، اور اس طرح یہ مصیبت اس کے توکل بڑھانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

دُعا اور تقدیر:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ .)) ❶

''تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدل سکتی۔''

---

❶ صحيح سنن ترمذى، رقم: 1739 .

13

نماز

نماز دین اسلام کا ستون ہے:

نماز دین اسلام کا ستون ہے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا:

((أَلا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ ، وَعَمُوْدِهِ ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟))

''کیا میں تجھے اسلام کا سر، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتلاؤں؟''

میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ .))

''دین اسلام کا سر خود کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کرنا ہے، اس کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔'' [1]

نماز نعمتوں کی شکر گزاری کا نام ہے:

نماز کی صورت میں بندہ اپنے رب کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر گزارتا ہے۔ نبی

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: 2616، مسند أحمد: 231/5، رقم: 22016، مصنف عبدالرزاق، رقم: 20303۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی نیک صفات اور اچھے اخلاق و کردار میں مومنوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کو جب کوئی ایسی خبر موصول ہوتی، جس سے آپ خوشی محسوس کرتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ ریز ہوجاتے۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ أَمْرٌ فَسُرَّ بِهِ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا .)) ❶

’’یقیناً نبی آخر الزماں ﷺ کے پاس کوئی ایسی خبر آتی، جس سے آپ خوش ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہوجاتے۔‘‘

نماز گناہوں سے پاک صاف ہونے کا ذریعہ ہے:

نماز گناہوں سے پاک صاف ہونے کا ایک ذریعہ اور سبب ہے۔ جیسا کہ آقائے نامدار، اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا . مَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ يُبْقِيْ مِنْ دَرَنِهِ؟ قَالُوْا: لَا يُبْقِيْ مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا . قَالَ: فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوْا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا .)) ❷

’’اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو، اور وہ روزانہ اس میں پانچ

❶ سنن ترمذی، ابواب الأیمان والنذور، باب ماجاء في سجدة الشکر، رقم: 1578، سنن أبو داؤد، کتاب الجهاد، باب في سجود الشکر، رقم: 2774، إرواء الغلیل للألباني، رقم: 474- امام ترمذی نے اسے ’’حسن غریب‘‘ اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’حسن صحیح‘‘ کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰت، رقم: 528، صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: 1522.

پانچ دفعہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے۔ کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، ہرگز نہیں یا رسول اللہ! ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ ، إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .))[1]

''پانچوں نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک ، اور ایک رمضان دوسرے تک کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے، جب تک انسان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا رہے۔''

سیّدنا اُبو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ موسم سرما میں ایک دن باہر نکلے، جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے، پس آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں تو پتے گرنے لگے، راوی کہتے ہیں: کہ آپ ﷺ نے کہا: اے ابو ذر! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّيْ الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ ، فَتَهَافَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ .))[2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: 552.

[2] مسند أحمد: 179/5، رقم: 21556، حلية الأولياء: 6/99- 100- شیخ شعیب الأرناؤط نے اس کو ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

''یقیناً مسلمان بندہ نماز پڑھتا ہے، اور اللہ کی خوشنودی چاہتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔''

اور اللہ ربّ العزت نے فرمایا:

﴿ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ ﴾ (المائدة : 12)

''اگر تم لوگ نماز قائم کرو گے، اور زکاۃ دو گے، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے، اور ان کی مدد کرو گے، اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو گے، تو بے شک میں تمہارے گناہوں کو مٹا دوں گا، اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ پس تم میں سے جو کوئی اس عہد و پیمان کے بعد کفر کی راہ اختیار کرے گا، وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوگا۔''

نبی کریم ﷺ کی نماز سے والہانہ شیفتگی:

آنحضرت ﷺ کی نماز سے والہانی شیفتگی اور اس کے اہتمام کا اندازہ فرمایئے گا کہ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جایا کرتے، اُنہیں ورم پڑ جاتا۔ چنانچہ سیّدنا مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

((قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ ، فَقِيْلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا

شَكُوْرًا؟)) ❶

''نبی کریم ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک کو ورم پڑ جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کردی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟''

اور بعض دفعہ تمام رات نماز پڑھتے رہتے، یہاں تک کہ صبح ہوجاتی۔ سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت تلاوت فرماتے اور رکوع وسجود کرتے رہے، اور وہ آیت کریمہ یہ ہے:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (المائدة: 118)

''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو بلاشبہ وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو معاف کردے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔'' ❷

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو آپ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' اس وقت آپ سے کہا گیا کہ سیّدنا ابوبکر بڑے نرم دل انسان ہیں۔ اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لیے مشکل ہوجائے گا۔ آپ ﷺ نے پھر دوبارہ یہی حکم صادر فرمایا، اور آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرادی گئی۔ چنانچہ

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: 4836.

❷ سنن ابن ماجة، کتاب الصلاة، باب ماجاء في صلاة الليل، رقم: 1350۔ علامہ البانی اور شیخ حمزہ زین نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ مسند أحمد: 149/5، رقم: 21328، مصنف ابن أبي شيبه: 497/11۔ 498، سنن الكبرىٰ للبيهقي: 13/3.

تیسری مرتبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''تم تو بالکل یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ بالآخر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ بوجہ تکلیف زمین پر لگ رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کے لیے فرمایا۔ پھر آپ قریب آئے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے ...... اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔'' [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوقِ نماز:

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلمان میں اسی لیے نمازی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ذوقِ نماز اور نماز سے بے پناہ شغف کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی نماز نہیں ترک کرتے تھے، وہ مسجد کا رُخ کرتے اور بارگاہِ ایزدی میں حاضری بجالاتے تھے۔ چنانچہ:

- سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو ان پر شدت سے رقت طاری ہوجاتی اور نماز میں اس درد سے روتے تھے کہ ان کے رونے کی وجہ سے آواز قرأت آخری صفوں تک نہیں پہنچتی تھی۔ [2]

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب حدّ المريض أن يشهد الجماعة، رقم: 644.

[2] صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: 678.

- سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے، تو آپ نے دین کی بقاء نماز میں سمجھی اور اپنے حکومتی عہدیداروں کو ان کی ذمہ داری کی یاد دہانی کراتے ہوئے لکھا:

((إِنَّ أَهَمَّ أُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ، فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ .)) ❶

''تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہمیت میرے نزدیک نماز کی ہے جو شخص اپنی نماز کی حفاظت کرے گا، اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہے گا وہ اپنے پورے دین کی حفاظت کرے گا، اور جو نماز کو ضائع کر دے گا تو وہ باقی تمام چیزوں کو

بدرجۂ اُولیٰ برباد کر دینے والا ثابت ہوگا۔''

- سیّدنا اُنس رضی اللہ عنہ قیام اور سجدہ میں اس قدر دیر لگاتے تھے کہ لوگ سمجھتے آپ کچھ بھول گئے ہیں۔ ❷
- سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، نماز کے ساتھ آپ کو والہانہ محبت تھی۔ ❸

آپ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کئی کئی سورتیں پڑھ جاتے، اور اس طرح کھڑے ہوتے، معلوم ہوتا کہ کوئی ستون کھڑا ہے۔ ❹

❶ مؤطا امام مالك، كتاب وقوت الصلاة، رقم: 6، مشکوٰة: 59/1.
❷ صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب المكث بين السجدتين، رقم: 821.
❸ حلية الأولياء: 255/1.
❹ الإصابة: 81/4، أسد الغابة: 2483/3.

- سیّدنا تمیم بن اُوس الداری رضی اللہ عنہ تہجد گزار تھے، ایک رات نمازِ تہجد کے لیے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت کی تلاوت میں صبح کر دی، بار بار اس کو دہراتے رہے ......اور وہ آیت کریمہ یہ تھی:

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾

(الجاثية : 21)

''کیا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، ہم انہیں اُن کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحہ کیے، ان دونوں جماعتوں کا جینا اور مرنا ایک جیسا ہو، وہ لوگ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔'' [1]

- اور سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: میں ہر نماز کے وقت کا مشتاق رہتا ہوں، اور ان کا یہ بھی بیان ہے کہ جب سے میں حلقہ بگوش اسلام ہوا ہوں ہر ایک نماز ایسی گزری کہ اس کی تیاری کے لیے پہلے سے ہی باوضو تھا۔ [2]

- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ: ''انہوں نے نماز میں ایک شخص کو غیر حاضر پایا، چنانچہ اس کے گھر گئے اور اُس کو آواز دی تو وہ آدمی نکلا، آپ نے اس سے پوچھا، تم کو نماز سے کس چیز نے روکا تھا، اس نے کہا: امیر المومنین! بیمار ہوں، اگر میں نے آپ کی آواز نہ سنی ہوتی تو میں نہ نکلتا، یا اُس نے کہا کہ میں نہ نکل سکتا تھا، تو آپ نے فرمایا: ''تو نے نماز کی پکار کو چھوڑ دیا جو میری پکار کے مقابلہ میں تم پر کہیں زیادہ واجب ہے''

---

[1] أسد الغابة : 429/1.

[2] سير أعلام النبلاء: 164/3.

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ: ''انہوں نے کچھ لوگوں کو نماز میں نہیں پایا تو کہا: کیا بات ہے یہ لوگ نماز سے پیچھے رہتے ہیں؟ ان کے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے دوسرے بھی پیچھے ہونے لگتے ہیں؟ وہ لوگ مسجد میں آئیں ورنہ میں ان کے پاس ایسے لوگوں کو بھیجوں گا جو انہیں گردن سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لائیں گے۔'' پھر فرماتے ہیں: ''نماز میں حاضر رہو، نماز میں حاضر رہو۔'' ❶

سلف صالحین کے نماز سے بے پناہ محبت کے چند نمونے:

- عثمان بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا سعید بن المسیب رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ گزشتہ تیس (30) سالوں سے میرا یہ معمول ہے کہ جب بھی مؤذن اذان دیتا ہے تو میں مسجد میں موجود ہوتا ہوں۔ ❷
- ابو حیان اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ الربیع بن خُثَیم رحمہ اللہ کو نماز کے لیے لایا جاتا تھا حالانکہ وہ فالج میں مبتلا تھے، پس ان سے کہا گیا کہ آپ کے لیے تو شرعی طور پر رخصت موجود ہے، تو فرمانے لگے، میں مؤذن کی ((حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ)) ''آؤ نماز کی طرف'' سنتا ہوں تو نماز کے لیے مسجد میں کیوں نہ آؤں؟ پس تم لوگ بھی نماز کے لیے مسجد میں آسکو تو ضرور آؤ، اگرچہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے ہی کیوں نہ آنا پڑے۔ ❸
- سیّدنا مصعب فرماتے ہیں کہ عامر رحمہ اللہ بن عبداللہ بن زبیر نے مؤذن کی آواز سنی اور ان کی روح پرواز کرنے والی تھی، تو انہوں نے کہا کہ میرا ہاتھ پکڑو اور مجھے نماز

---

❶ نماز، از امام احمد بن حنبل، تحقیق شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: 122 تا 123۔

❷ سير أعلام النبلاء: 221/4، حلية الأولياء: 162/2.

❸ سير أعلام النبلاء: 260/4، طبقات ابن سعد: 189/6، 190، المعرفة والتاريخ: 571/2، حلية الأولياء: 113/2، 115.

کے لیے لے چلو۔ پس ان سے کہا گیا کہ آپ مریض ہیں، فرمانے لگے: میں اللہ کے داعی کی آواز سنتا ہوں، پھر میں اس پر لبیک کیوں نہ کہوں؟ چنانچہ لوگوں نے ان کا ہاتھ پکڑا، اور نماز کے لیے مسجد لے گئے تو وہ امام کے ساتھ نمازِ مغرب میں شریک ہوگئے، ابھی انہوں نے ایک رکعت نماز ادا کی تھی کہ اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے۔ ❶

- محمد بن خفیف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ان کی کمر میں شدید درد تھا، جب کمر کا درد اٹھتا تھا وہ نقل و حرکت سے عاجز آجاتے تھے، اسی دوران جب نماز کے لیے اذان دی جاتی، تو انہیں ایک آدمی پیٹھ پر لاد کے مسجد لاتا تھا۔ ان سے کہا گیا: اگر آپ اپنی جان پر ترس کھائیں تو؟ انہوں نے جواب دیا: جب تم ((حَـيَّ عَلَى الصَّلَاةِ .)) ''آؤ نماز کے لیے'' کی آواز سنو، اور مجھے نمازیوں کی صف میں نہ دیکھو، تو پھر مجھے قبرستان میں تلاش کرنا۔ ❷
- اور یونس بن محمد المؤدب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کی وفات مسجد میں حالت نماز میں ہوئی۔ ❸
- اور سیّدنا وکیع بن الجراح فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز کا وقت آنے سے پہلے نماز کی تیاری نہ کرے، گویا اس نے نماز کی توقیر و تعظیم نہیں کی۔ ❹

---

❶ سير أعلام النبلاء: 220/5 .

❷ سير أعلام النبلاء: 346/16 .

❸ سيير أعلام النبلاء: 448/7، حلية الأولياء: 250/6 .

❹ كتاب الزهد ، لوكيع بن الجراح: 50/1، بتحقيق الفريوائى .

14

روزہ

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ﴿١٨٣﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٤﴾ ﴾ (البقرہ:183، 184)

''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کر دیا گیا ہے ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تا کہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔ یہ روزے گنتی کے چند ایام ہیں اگر تم میں سے کوئی مریض ہو، یا مسافر ہو تو اتنے دن گن کر بعد میں روزے رکھ لے، اور جنہیں روزے رکھنے میں مشقت اٹھانی پڑتی ہو، وہ بطور فدیہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، اور جو کوئی اپنے خوشی سے زیادہ بھلائی کرنا چاہے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے، اور (مشقت برداشت کرتے ہوئے) روزہ رکھ لینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔''

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبر دی کہ ان پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں، جیسے کہ گزشتہ قوموں پر فرض تھے، اس لیے کہ روزہ رکھنے میں انسان

کے لیے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی ہے۔ اور بندہ جب اللہ کے لیے کھانے پینے اور مباشرت سے رک جاتا ہے، اور اپنے آپ کو اللہ کی بندگی میں مشغول کر دیتا ہے، تو اللہ اسے تقویٰ کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے، اور روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات (قیام کے لیے) سونے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔'' ❶

((عَنْ أَبِي هُرِيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ؛ فَإِذا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.)) ❷

---

❶ صحيح الترغيب والترهيب، للالبانی: 973.

❷ صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب هل يقول انی صائم، رقم: 1904، صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام، رقم: 1151.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزے کے کہ وہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو بیہودہ باتیں نہ کرے اور نہ شور وغل کرے، اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشی (کے موقعے) ہیں جن میں وہ خوش ہوتا ہے، جب وہ روزہ افطار کرتا ہے (تو اپنے روزہ کھولنے سے خوش ہوتا ہے) اور جب اپنے رب سے ملے گا تو (اس کی جزا دیکھ کر) اپنے روزے سے خوش ہوگا۔''

سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کوئی عمل بتائیں۔ آپ نے فرمایا، روزہ رکھ، اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔ میں نے پھر عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کوئی (اور) عمل بتائیں۔ آپ نے فرمایا: روزہ رکھ، اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ میں نے (پھر) عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کوئی (اور) عمل بتائیں۔ آپ نے فرمایا روزہ رکھ، اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان کی آمد کے سوا کبھی دھواں نظر نہ آتا۔ [1]

---

[1] سنن نسائی، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، صحیح ابن خزیمہ: 194/3، مستدرك حاکم: 421/1، صحیح ابن حبان (الاحسان) 180/5۔ ابن حبان، ابن خزیمہ، حاکم اور ذہبی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

رمضان کے روزوں کی فضیلت:

((عَـنْ أَبي هُرَيْرَةَ، رضيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: مَنْ صَامَ رَمَضانَ إيمانًا واحْتِساباً، غُفِرَلَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.))❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضا کے لیے) رمضان کے روزے رکھے، تو اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔''

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ، قالَ: ((إذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْـوَابُ الـجنَّةِ، وَغُلِّقَت أَبْوَابُ النَّارِ، وصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ.)) ❷

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔''

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِـی الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَـوْمَ الْـقِيٰـمَةِ، لَا يَـدْخُـلُ مِـنْهُ. اَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: اَيْنَ

❶ صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانا......، رقم: 190، صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب فى قيام رمضان وهو التراويح، رقم: 760.

❷ صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان، رقم: 1899، صحيح مسلم، أول كتاب الصيام، باب فضل شهر رمضان، رقم: 1079.

الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ .)) ❶

’’جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام الریان ہے ۔ اس سے روزے دار لوگ ہی داخل ہوں گے کوئی دوسرا ان کے علاوہ داخل نہیں ہو سکے گا ، آواز دی جائے گی کہ روزہ دار لوگ کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے (اور اس دروازے سے داخل ہو جائیں گے) پھر دروازہ بند کر دیا جائے گا اس دروازے سے کوئی بھی داخل نہیں ہو گا ۔‘‘

نفلی روزوں کا ثواب:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ .)) ❷

’’جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھتا ہے اس کے درمیان اور جہنم کی آگ کے درمیان اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی مسافت کے برابر خندق بنا دیتا ہے ۔‘‘

((عَنْ أبي سَعيدٍ الخُدْريِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ عَبْدٍ يصُومُ يَومًا في سَبِيْلِ اللّٰهِ ، إلَّا باعَدَ اللّٰهُ ،

❶ صحيح بخارى ، كتاب الصوم ، باب الريان للصائمين ، رقم : 1896 ، صحيح مسلم ، كتاب الصيام ، باب فضل الصيام: 1152 .

❷ سنن ترمذى ، كتاب فضائل الجهاد ، باب ما جاء فى فضل الصوم فى سبيل الله ، رقم : 1624 ، سلسلة الصحيحة ، رقم : 563 .

بِذلكَ اليَومِ ، وَجهَهُ عَنِ النَّارِ سَبعِينَ خَرِيفًا .)) ❶

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِلَّا الصَّوْمَ ، فَاِنَّهُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ ، يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ اَجْلِيْ ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ ، فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ ، وَلَخَلُوْفُ فِيْهِ اَطيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .)) ❷

''ابن آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے، ایک نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: سوائے روزے کے، ایک نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: روزہ میری خاطر ہے اور میں خود ہی اس کا اجر دوں گا، روزہ دار اپنی شہوت وطعام میری خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک بوقت افطار اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت (اسے خوشی حاصل ہوگی) اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری سے بھی عمدہ ہے۔''

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله، رقم: 2840، صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه، رقم: 1153.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام، رقم : 1151

شوال کے روزوں کا ثواب:

((عَـنْ أَبِـي أيوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَـنْ صَـامَ رَمَـضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَالٍ، كانَ كصِيَامِ الدَّهْرِ.)) ❶

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے، تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے۔‘‘

یومِ عرفہ کے روزے کا ثواب:

((عنْ أبي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: سُئِلَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: عَـنْ صَـوْمِ يَـوْمِ عَـرَفَةَ؛ قـالَ: يـكَـفِّـرُ السَّـنَةَ الـمَـاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ.)) ❷

’’سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’وہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔‘‘

ہر ماہ تین روزوں کا ثواب:

عَـنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرِو بنِ العاصِ رضي الله عنهما قالَ: قالَ رسولُ

---

❶ صـحـيـح مسـلـم، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعا لرمضان، رقم: 1164.

❷ صـحـيـح مسـلـم، كتـاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة، رقم: 1162.

اللّٰهِ ﷺ: صَوْمُ ثَلاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّه .)) ❶

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا، ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔''

سوموار اور جمعرات کا روزے کا ثواب:

((عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَـوْمِ الاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ: ذلكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ - أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ - فيهِ)) ❷

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: ''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی، اور اسی دن میری بعثت ہوئی، یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔''

((عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَـنْ رسولِ اللّٰهِ ﷺ قالَ: تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالخَمِيسِ ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعَرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ .)) ❸

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوموار

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم داود عليه السلام، رقم: 1979 .

❷ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، رقم: 1162 .

❸ سنن ترمذى، كتاب الصوم، باب ما جاء فى صوم يوم الاثنين والخميس، رقم: 747۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل جب (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے دار ہوں۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالخَمِيسِ .)) ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: '' رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص اہتمام سے رکھتے تھے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاثَةً : اَنْ لَّا اَنَامَ اِلَّا عَلٰى وِتْرٍ ، وَصَوْمَ ثَلاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ، وَاَنْ اُصَلِّيَ الضُّحٰى .)) ❷

'' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے تین وعدے لیے: وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں، ہر مہینہ میں تین روزے رکھوں، اور نماز چاشت پڑھوں۔''

محرم کے روزے کی فضیلت:

عَنِ ابنِ عَبَّاس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُول اللّٰهِ ﷺ:

---

❶ سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين والخميس، رقم: 745۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم ثلاثة ایام من کل شهر، رقم: 760، صحیح بخاری کتاب التهجد، باب صلاة الضحی فی الحضر، رقم: 1178، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة الضحیٰ، رقم: 721.

((لَئِنْ بَقِيتُ إلى قَابِلٍ لأَصُومَنَّ التَّاسِعَ .)) ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ (بھی) ضرور رکھوں گا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ .)) ❷

''رمضان کے مہینہ کے بعد افضل روزہ، اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔''

عنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ، فَقَالَ: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ المَاضِيَةَ .)) ❸

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عاشورا کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: ''یہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

عشرہ ذوالحجہ کے روزے کا ثواب:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ اَيَّامِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَلَا الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا

❶ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب أيّ يوم يصام في عاشوراء، رقم: 1133 .

❷ سنن ترمذی، كتاب الصيام باب فضل صوم المحرم، رقم: 740۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام ، رقم: 1162 .

رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ .)) ❶

''کوئی ایسا دن نہیں جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دس دنوں سے زیادہ پسندیدہ ہوں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: کیا اللہ کے راستے میں جہاد بھی نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں اللہ کے راستے میں جہاد بھی نہیں۔ مگر وہ شخص جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ (جہاد کے لیے) نکلا ہو پھر وہ ان میں سے کسی ایک چیز کے ساتھ واپس نہیں لوٹا (شہید ہو گیا)۔''

فائدہ:......اعمالِ صالحہ میں روزہ بھی شامل ہے۔ لہٰذا ان ایام میں روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا سبب بنتا ہے۔

شعبان کے روزوں کا ثواب:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوا .)) ❷

''جب آدھا شعبان باقی رہ جائے تو تم روزہ نہ رکھو۔''

فائدہ: ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے روزوں کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، لیکن اس سلسلے میں یہ بھی بیان فرما دیا کہ نصف شعبان کے بعد روزہ نہیں رکھنا، ہاں اگر کوئی پہلے سے مثلاً: سوموار، جمعرات کا، یا مہینے میں تین روزے رکھتا ہو تو وہ رکھ سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر نہیں۔ واللہ اعلم۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی العمل فی ایام العشر، رقم: 757۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی کراھیة الصوم فی النصف الثانی، رقم: 738۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ ، وَمَا رَأَيْتُه فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ .))❶

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے نہیں دیکھا، نہ ہی شعبان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے دیکھا ہے۔''

سیدنا داؤد علیہ السلام کے روزے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ ، وَيَصُوْمُ ثُلُثَهُ ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ ، وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا .))❷

''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب سیدنا داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، اور سب سے زیادہ محبوب روزہ اللہ تعالیٰ کو سیدنا داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، آدھی رات سوتے تھے، اس کے تیسرے حصے میں عبادت کے لیے اٹھ جاتے،

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب صوم شعبان، رقم: 1969، صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صيام النبی صلى الله عليه وسلم فی غير رمضان، رقم: 1156/175.

❷ صحيح بخاری، كتاب التهجد، باب من نام عند السحر، رقم: 1131، صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهی عن صوم الدهر، رقم: 1159.

اور اس کے چھٹے حصے میں (پھر) سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ أُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ...... فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّهُ كَانَ اَعْبَدَ النَّاسِ .)) ❶

''ہر ماہ تین دن کے روزے رکھو'' میں نے عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کے نبی داوٗد علیہ السلام کے روزے رکھو، (میرے بھائی) سیدنا داوٗد علیہ السلام بہت عبادت گزار تھے۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى من صوم الدهر ، رقم: 1159/182 .

15

زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

(التوبة : 5)

”پس جب امن کے چار مہینے گذر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ، قتل کرو، اور انہیں گرفتار کرلو اور انھیں گھیرلو، اور ہر گھات میں لگنے کی جگہ پر ان کی تاک میں بیٹھے رہو، پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان حد فاصل نماز و زکوٰۃ کو قرار دیا ہے، یعنی اگر مشرکین اسلام قبول کرلیں، نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو پھر انھیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ وہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کا اعلان کیا تھا۔ مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ

اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ (الروم : 39)

''اورتم لوگ جوسود دیتے ہو، تا کہ لوگوں کے اموال میں اضافہ ہوجائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا ،اورتم لوگ جو زکاۃ دیتے ہو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ،ایسے ہی لوگ اُسے کئی گنا بڑھانے والے ہیں ۔''

اس آیت مقدسہ میں اللہ ربّ العزت نے شاندار انداز سے زکوٰۃ اور سود کی وضاحت کردی کہ بظاہر تو سود سے مال میں بڑھوتی نظر آتی ہے اور زکوٰۃ سے مال میں کمی ہوتی نظر آتی ہے،لیکن درحقیقت سود آخرت میں انتہائی خسارے کا سبب، اور زکوٰۃ نجات کا پیش خیمہ ثابت ہوگی، کیونکہ اصل حقیقت سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے کہ کون سی شئے مفید ہے۔اورکون سی شئے مضر......؟

((عن ابنِ عمرَ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: بُنِيَ الإِسْلامُ عَلى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ اللّٰهِ ، وَإِقامِ الصَّلاةِ ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَحَجِّ البَيْتِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ .)) [1]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔(1) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔(2) نماز قائم کرنا۔(3) زکوۃ ادا کرنا۔(4) بیت اللہ کا حج کرنا اور (5) رمضان

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب دعاؤكم إيمانكم، رقم : 8، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان اركان الاسلام، رقم : 16.

کے روزے رکھنا۔''

((عَـنْ أَبِي هُرِيرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَكَـانَ أَبُـوبَـكْـرٍ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ العَرَبِ، فَقَالَ عُـمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَكَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَـدْ قَـالَ رَسُـول اللّٰهِ ﷺ: أُمِـرتُ أَنْ أُقَـاتِـلَ النَّاسَ حَتَّى يَـقُـولُـوا لا إلـهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَهَا، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَـفْسَـهُ إِلَّا بِـحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلى اللّٰهِ؟)) فَقَالَ [أَبُوبَكْرٍ]: واللّٰهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلاةِ والزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَـقُّ الـمَالِ۔ واللّٰهِ! لَو مَنَعُوني عِـقَـالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلى مَنْعِهِ۔ قَالَ عُمَرُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَـنْـهُ: فَـوَالـلّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الحَقُّ.)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے بعض قبیلے کافر (مرتد) ہوگئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) کہا: آپ کیسے لوگوں سے لڑیں گے؟ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید کا (اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا) اقرار کرلیں۔ جس نے یہ

---

[1] صحيح بـخـارى، كتـاب الـزكـاة، باب وجوب الزكاة، رقم: 1399، 1400، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بقتال الناس......، رقم: 20.

اقرار کرلیا، اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو سوائے حق اسلام کے، مجھ سے محفوظ کرلیا، اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔''

تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے، اس لیے کہ زکوۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم، اگر یہ وہ اونٹ باندھنے والی رسی بھی، جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے، مجھ سے روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! زیادہ دیر نہیں ہوئی، مگر مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لیے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ یہی (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے) حق ہے۔''

((عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إلى اليَمَنِ فَقَالَ: ادْعُهُمْ إلى شَهَادَةِ أَنْ لا إلهَ إلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰه، فإنْ هُمْ أطَاعُوا لِذلكَ، فَأَعلِمْهُمْ أنَّ اللّٰهَ اِفْتَرَضَ عَليهِمْ خمسَ صَلواتٍ في كُلِّ يَوْمٍ وَليلةٍ، فَإنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذلكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افتَرَضَ عَليهِمْ صَدَقَةً تُؤخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ، وَتُرَدُّ عَلى فُقَرائِهِمْ.)) [1]

'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، تو فرمایا: ''انہیں (سب سے پہلے) اس بات کی

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، رقم: 1395، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين......، رقم: 121.

دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ یہ بھی مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کر کے ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا یُؤَدِّیْ زَکَاتَهَا اِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ ، کَاَوْفَرِ مَاکَانَتْ ، فَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا ، لَیْسَ فِیْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ ، کُلَّمَا مَضٰی عَلَیْهِ اُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَیْهِ اُوْلَاهَا ، حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ بَیْنَ عِبَادِهٖ .)) ❶

''جس شخص کے پاس اونٹ (گائے یا بکریاں) ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، تو قیامت کے دن اس کے پاس ان کو لایا جائے گا وہ پہلے سے زیادہ موٹی تازی ہوں گی، وہ اسے اپنے پاؤں کے ساتھ روندیں گی، اور سینگوں کے ساتھ ماریں گی، جب ان میں آخری اس کو مارتے ہوئے گزر جائے گی تو پھر پہلی اسے روندنا شروع کرے گی، سزا کا یہ سلسلہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک جاری رہے گا۔''

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوۃ، رقم: 987/26.

سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ (البقرة : 261)

''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُن کی مثال اُس دانے کی ہے، جس نے سات خوشے اُگائے، ہر خوشہ میں سو دانے تھے، اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے، اور اللہ بڑی کشائش والا اور علم والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کی زبردست ترغیب دلائی ہے۔ اور یہاں ''فی سبیل اللہ'' سے مراد ہر وہ راستہ ہے، جو اللہ تک پہنچائے۔ جہاد فی سبیل اللہ، مسلمانوں کے لیے نفع بخش اعمال، مفید علوم کی نشر و اشاعت، اور فقراء و مساکین پر خرچ کرنا، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اور ان نیکیوں میں اللہ تعالیٰ بڑھا وا دیتا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾﴾ (الحدید : 11)

''کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے گا، پس اللہ اس کو بڑھا دے گا اس کے لیے اور اس کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔''

مفسر ابوالسعود لکھتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا، پھر ان لوگوں کی زجر و توبیخ کی جو بخل کی وجہ سے اس کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، پھر اس کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے درجات بتائے، اور اب اس آیت میں ایک مخصوص انداز میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی رغبت دلائی جا رہی ہے، کہ جو شخص اس کی راہ میں خرچ کرے گا گویا کہ وہ اسے قرض دے گا، جس کا معاوضہ اسے بہرحال ملنا ہے۔

آیت میں ''قرض حسنہ'' سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت اچھی ہو، اللہ کی راہ میں سب سے عمدہ مال خرچ کرے، اور کوشش کرے کہ سب سے اچھی جگہ خرچ کرے۔'' ❶

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾﴾ (آل عمران : 92)

''جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے، اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔''

﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾﴾

(سبا : 39)

''اعلان کر دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے، تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا پورا پورا بدلہ دے گا، اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔''

((عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعِفَّ، يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ، يُغْنِهِ اللّٰهُ.)) ❷

---

❶ بحواله تيسير الرحمن: 1538/2.

❷ صحيح بخاري، كتاب الزكاة، رقم: 1427.

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلند ہاتھ (دینے والا) نچلے ہاتھ (مانگنے والے) سے بہتر ہے، اور خرچ کرنے کی ابتداء ان لوگوں سے کر جن کی دیکھ بھال کا ذمے دار تو ہے۔ اور بہترین صدقہ وہ ہے جو تونگری کے بعد ہو، اور جو سوال یا حرام سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ اسے بچا لیتا ہے۔ اور جو بے نیازی چاہے، اسے اللہ غناء و تونگری سے نواز کر بے نیاز کر دیتا ہے۔''

((عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قال: قَالَ اللّٰهُ: أنفِقْ یَا ابْنَ آدَمَ یُنْفَقْ عَلَیْكَ .)) ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر، تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔''

((عَنْ خُرَیْم بنِ فاتِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِیْلِ اللّٰهِ کُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ .)) ❷

سیدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔''

---

❶ صحیح بخاري، کتاب النفقات، باب فضل النفقة علی الاهل، رقم: 5352، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علي النفقة وتبشیر المنفق بالخلف، رقم: 993.

❷ سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل النفقة في سبیل الله، رقم: 1625۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((عـن أبـي أُمامة رضي اللّٰه عنه قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: يَـاابْـنَ آدَمَ! إِنَّكَ إِنْ تَبْذُلِ الفَضْلَ خَيْرٌلَكَ وَإِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَكَ، وَلا تُلامُ عَلَى كَفَافٍ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ ......)) ❶

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! اگر تو زائد از ضرورت مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو تیرے لیے بہتر ہوگا، اور اگر تو اسے روکے گا تو تیرے لیے برا ہوگا، اور بقدر ضرورت مال پر تو ملامت کے لائق نہیں ہوگا، اور (خرچ کرنے کی) ابتداء ان لوگوں سے کر جن کے اخراجات زندگی کا تو ذمہ دار ہے۔''

((عَـنِ ابن مسعودٍ رضي اللّٰه عنه قَالَ: قَالَ النبيّ ﷺ قال: لا حَسَـدَ إِلَّا فـي اثـنـتَيـنِ: رَجُلٌ آتاهُ اللّٰهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلى هَلَكَتِهِ في الـحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاه اللّٰهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا .))❷

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کی ہمت و توفیق بھی دی۔ اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے علم وحکمت سے نوازا، اس کے ساتھ ہی فیصلہ کرتا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔''

---

❶ سنن ترمذي، أبواب الزهد، رقم: 2343۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صـحيـح بـخـاري، كتـاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، رقم: 73، صـحيـح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، رقم: 816.

((عـن أبي هُريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: مَـا مِـنْ يَـوْمٍ يصبحُ العِبَادُ فِيْهِ، إِلَّا مَلَكَان يَنْزِلانِ، فَيَقُولُ أَحَـدُهُـمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ! أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفاً.)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں، دوفرشتے آسمان سے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے حصے میں ہلاکت کر۔''

نبی کریم ﷺ نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوذر! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے سوائے اس کے دینار جو ادائیگی قرض کے لیے ہو۔'' ❷

❶ صـحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب قوله تعالىٰ ﴿فأما من أعطي واتقي﴾، رقم: 1442، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب في المنفق والممسك، رقم: 1010.
❷ صحيح بخارى كتاب الاستقراض باب اداء الديون، رقم: 2388.

16

حج وعمرہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾﴾ (آل عمران : 97)

''اس میں کئی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوجاتا ہے امن میں آجاتا ہے، اور اللہ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، اور جو انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

''جمہور علماء نے ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ﴾ سے حج کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔ حج سن بلوغ کو پہنچ جانے کے بعد زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ جسے امام احمد اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ نے تمہارے اوپر حج فرض کیا ہے۔ اس لیے تم لوگ حج کرو۔

اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ حاکم نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس آیت کریمہ میں (سبیل) سے کیا مراد ہے؟ تو

آپ نے فرمایا: راستے کا خرچ اور سواری۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔'' ❶

((قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيَ بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَيَقُوْلُ: مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟)) ❷

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندے کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو۔ پھر وہ فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟''

فائدہ:...... عرفہ حج کا بنیادی رکن ہے۔ میدانِ عرفہ میں حاجی آٹھ ذوالحجہ کو جمع ہوتے ہیں۔ وہاں خطبہ حج دیا جاتا ہے۔

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَرَى الجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: لٰكِنَّ أَفْضَلُ الجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ.)) ❸

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول! ہم جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتے ہیں، کیا ہم جہاد نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا: ''تمہارے لیے

---

❶ تيسير الرحمن: 195/1.

❷ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل يوم عرفة، رقم: 1348.

❸ صحيح بخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: 1520.

افضل جہاد حج مبرور ہے۔''

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ .)) ❶

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیادیں پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہیں۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: ((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَومٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .)) ❷

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش، بیہودہ بات نہیں کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی، تو وہ اس طرح (پاک ہوکر) لوٹتا ہے، جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔''

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب دعاء كم إيمانكم، رقم: 8، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام، رقم: 16.

❷ صحيح بخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: 1521، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب في فضل يوم عرفة، رقم: 1350.

عمرہ ادا کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ ﴾

(البقرة : 158)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کے مقرر کردہ نشانات ہیں، اس لیے جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے، اس کے لیے کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کے درمیان طواف کرے، اور جو شخص (اپنی خوشی سے) کوئی کارِ خیر کرے گا تو اللہ اس کا اچھا بدلہ دینے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حج کے ساتھ عمرہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ عمرہ حج کی نسبت مختصر ہوتا ہے کہ حالت احرام میں بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد، مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں ادا کر کے، صفا و مروہ کی سعی اور سر منڈوانا یا بال چھوٹے کرانا، یعنی عمرہ کے بنیادی کرنے والا امور یہ ہیں۔ باقی ان کے تحت دیگر امور علاوہ ہیں۔

مزید ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ ﴾ (البقرة : 196)

''اور حج و عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔''

((عنِ ابنِ عباسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَإِنَّ عُمْرَةً في رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً۔ أَوْ حَجَّةً مَعِي .)) [1]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب جزاء الصيد، باب حج النساء، رقم: 1863، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب العمرة فى رمضان، رقم: 1256 .

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ کرنا، حج کے برابر ہے یا (فرمایا، راوی کو شک ہے) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((العُمْرَةُ إِلى الـعُـمْـرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا ، والحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةَ .)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' ایک عمرہ دوسرے عمرے تک، درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔''

---

❶ صحيح بخاري، كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، رقم: 1773، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب في فضل الحج والعمرة ، رقم: 1349 .

17

صلح

''صلح'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی (1) میل ملاپ، دوستی، اتحاد (2) نئے سرے سے دوستی، آپ کی صفائی (3) امن وامان اور (4) قانون، تصفیۂ باہمی کے ہیں۔ اسی سے ہے ''صلح دوست'' وہ جو جھگڑے اور فساد کو پسند نہ کرے۔

''صلح کرنا'' محاورہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ملاپ کرنا، مل جانا، رنجش دُور کرنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ ؕ﴾ (النساء: 128)

''اور صلح اچھی چیز ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَ الصَّلَاةِ وَ الصَّدَقَةِ، قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَ فَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ.))[1]

''کیا میں تمہیں روزہ، صدقہ اور نماز سے افضل کام نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: آپس میں صلح رکھنا جب کہ آپس کا

[1] سنن ابو داود، کتاب الادب، رقم: 4919، سنن ترمذی، رقم: 2640۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

بگاڑ ایسی خصلت ہے جو دین اسلام کو ختم کر دیتی ہے۔''

معاشرہ کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے صلح کرنے کرانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ﴾

(الحجرات: 9)

''اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں برسر پیکار ہو جائیں تو تم لوگ ان کے درمیان صلح کراؤ۔''

اس آیت کریمہ سے علماء تفسیر نے استنباط کیا ہے کہ مسلمانوں کی جماعتوں کے درمیان صلح کرانا واجب ہے۔

امن و آشتی اور صلح کا ایک تاریخی معاہدہ ''صلح حدیبیہ'' تھا جس میں پیغمبر امن جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے عزیز ترین اصحاب کے اضطراب وقلق کے باوجود امن و امان کا پرچم بلند کیا، اور انتشار و اختلاف کی فضا کو ختم کرنے کے لیے بارہا اپنی بات منوانے پر اصرار کے بجائے قریش کے نمائندہ کی بات تسلیم کی۔

ذرا دیکھیے: رسول اللہ ﷺ نے صلح نامہ کی تحریر لکھواتے ہوئے فرمایا: ''لکھو! "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔''

نمائندہ قریش:...... میں اس کو نہیں جانتا، بِاِسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھیے۔

رسول اللہ ﷺ:...... ''ٹھیک ہے لکھ دیں۔''

پھر فرمایا: ''لکھو! یہ وہ صلح نامہ ہے جس کو محمد رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو سے طے کیا ہے۔

نمائندہ قریش:...... نہیں، محمد بن عبداللہ لکھو، کیونکہ اگر میں شہادت دیتا کہ آپ اللہ

کے رسول ہیں، تو میں آپ سے کبھی نہ لڑتا۔

پیغمبرِ رحمت:...... ''اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، گو تم نے مجھے جھٹلایا ہے، اچھا محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو۔'' ❶

بہر حال صلح نامہ لکھا گیا جس کی دفعات یہ تھیں:

❶ دس سال تک لڑائی بند رہے گی، امن وسکون سے زندگی بسر کریں گے۔

❷ مسلمان اس سال لوٹ جائیں، آئندہ سال آئیں اور تین دن مکہ میں رہ کر زیارت وطواف کر لیں۔ شرط یہ ہے کہ وہ صرف تلواریں لے کر آئیں، جو میانوں میں ہوں اور میانیں تھیلوں میں رہیں۔

❸ قریش کا کوئی آدمی ولی کی اجازت کے بغیر محمد (ﷺ) کے پاس پہنچ جائے گا تو اسے قریش کی طلب پر واپس کر دیا جائے گا۔ محمد (ﷺ) کا کوئی آدمی قریش کے پاس آ جائے گا تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔

❹ قریش اور مسلمان ایک دوسرے سے بدعہدی یا خیانت نہ کریں گے، دلوں کی کدورتیں ظاہر نہ کی جائیں گی۔

❺ جو فرد یا قبیلہ چاہے محمد (ﷺ) سے، اور جو چاہے قریش سے معاہدہ کر کے ان کا حلیف بن سکتا ہے، گویا وہ لوگ فریقین کی طرف سے شامل معاہدہ سمجھے جائیں گے، لہٰذا ایسے کسی قبیلے پر زیادتی ہوئی تو خود اس فریق پر زیادتی متصور ہوگی۔ ❷

بظاہر یہ شرائط مسلمانوں کے لیے سودمند نظر نہیں آتی تھیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں!

---

❶ مختصر سیرت الرسول ﷺ، ص: 479۔ سیرت ابن ہشام: 378/2۔

❷ سیرت ابن هشام: 278/2.

عرض کیا: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں! عرض کیا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں یہ ذلت آمیز شرائط کیوں مانتے ہیں؟ فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، اس کی نافرمانی نہیں کرتا، اور وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔ ❶

مذکورہ بالا مکالمہ مسلمانوں کے اس صلح پر عدمِ اطمینان کا آئینہ دار ہے، لیکن رسول کریم ﷺ نے قیامِ امن کی خاطر اپنے جانثار ساتھیوں کو صبر کی تلقین کی اور صلح کے معاہدہ کو منظور کر لیا۔

❶ صحیح بخاری: 378/1، فتح الباری: 349/7، الرحیق المختوم، ص: 564، مختصر سیرت الرسول: 482.

18

اخلاقِ حسنہ

اخلاق، خلق کی جمع ہے اس کے معانی ہیں:

1: پسندیدہ عادتیں، اچھی خصلتیں

2: خوش خوئی، اچھا برتاؤ، ملنساری، کشادہ پیشانی، خاطر و مدارات، آؤ بھگت۔

اخلاق حسنہ کا معنی ہوا: عمدہ عادتیں۔

حسن اخلاق کیا ہے؟ اس کی تعریف جناب عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے بایں الفاظ کی ہے:

((هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ وَ بَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَ كَفُّ الْاَذٰى .))

''یعنی حسن اخلاق نام ہے خوش خوئی کا، معروف کا طریقہ اختیار کرنے کا اور کسی کو تکلیف نہ دینے کا۔''

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کا حکم فرمایا ہے:

﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ﴾ (البقرة: 83)

''اور لوگوں کے ساتھ اچھی بات کرو۔''

امام حسن بصری کہتے ہیں کہ اس میں لوگوں کو معروف کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بدرجہ اولیٰ شامل ہے۔

کلمہ (الناس) سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس حکم میں سبھی لوگ حتیٰ کہ

کفار بھی شامل ہیں۔ اگر مخاطب مسلمان ہے تو اسے سلام کیا جائے اور ہنستے چہرے کے ساتھ بات کی جائے اور اگر کافر ہے تب بھی اس کے ساتھ اچھے انداز میں گفتگو کی جائے، کیونکہ مسلمان بدزبان، گالی گلوچ دینے والا اور جھگڑالونہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا ، وَ لَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ .))❶

''چھوٹی سی چھوٹی ''معروف'' نیکی کو بھی حقیر نہ جانو، چاہے معروف یہی ہو کہ تم اپنے بھائی کے ساتھ مسکراتے چہرے کے ساتھ ملو۔''

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كَانَ آخِرُ مَا وَصَّانِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِيْ فِي الْغَرْزِ اَنْ قَالَ: يَا مُعَاذُ! اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ .))❷

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجتے وقت جو آخری وصیت رکاب پر پاؤں رکھتے ہوئے فرمائی، وہ یہ تھی کہ ''لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔''

رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ونمونہ بھی یہی تھا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ فَاحِشًا ، وَ لَا مَتَفَحِّشًا ، وَ كَانَ يَقُوْلُ ، اِنَّ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة، رقم: 6690.

❷ مؤطا امام مالك، كتاب حسن الخلق، رقم : 1.

مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا .)) ❶

''نبی کریم ﷺ نہ تو بے حیائی کی بات زبان سے نکالتے، اور نہ بے حیائی کا کام کرتے، اور نہ دوسروں کو برا بھلا کہتے، اور حضور ﷺ فرماتے تھے: ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اخلاق و معاملات کو درست کریں۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ .)) ❷

''مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے، تاکہ میں اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچاؤں۔''

چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے اخلاق کی بابت پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ .)) ❸

''آپ ﷺ کا خلق تو قرآن تھا۔''

عبدالرؤوف عثمان لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ جیسے صورت کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ کامل ترین تھے، اسی طرح اخلاق کے اعتبار سے بھی لوگوں میں سب سے زیادہ کامل تھے۔'' ❹

---

❶ صحيح بخاري، كتاب المناقب، رقم: 3559 .

❷ مسند احمد : 381/2، رقم: 8952، مؤطا امام مالك، كتاب حسن الخلق، رقم: 8۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ مسند أحمد : 91/6۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ محبة الرسول بين الاتباع: 22/1 .

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گہری حاشیہ دار نجرانی چادر تھی۔ تب ایک دیہاتی سامنے آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔ جس کے نتیجے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینے کی طرف جھک گئے۔ (ایسے تھا کہ گر جائیں) یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کے ایک طرف چادر کے کنارے کو زور سے کھینچنے کے سبب، رگڑ کا نشان دیکھا پھر دیہاتی نے کہا: اے محمد! آپ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے مجھے بھی کچھ دیں۔ چنانچہ آپ نے اس کی طرف دیکھا، مسکرائے اور اس کو کچھ عطا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔'' [1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ (القلم: 4)

''اور اے پیغمبر! بلاشبہ آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، رقم: 3149، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، رقم: 2439.

19

صلہ رحمی

صلہ رحمی کا معنی ہے عزیزوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِىءِ، وَ لٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِىْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا)) [1]

''وہ شخص جو بدلہ میں رشتہ داری کا لحاظ کرتا ہے، وہ مکمل درجہ کی صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، کمال درجہ کی صلہ رحمی یہ ہے کہ جب دوسرے رشتہ دار اس کے ساتھ بے تعلقی کریں تو یہ ان کے ساتھ اپنا تعلق جوڑے اور ان کا حق دے۔''

اس حدیث پاک کی روشنی میں صلہ رحمی کا معنی یہ ہوا کہ رشتہ داروں کے حسن سلوک کے جواب میں حسن سلوک کرنا یہ کمال درجہ کا حسن سلوک نہیں ہے۔ سب سے بڑا صلہ رحمی کرنے والا یقیناً وہ شخص ہے کہ رشتہ دار تو اس کو کاٹ رہے ہوں اور وہ ان سے جڑنے کی کوشش کرتا ہو، وہ اس کا کوئی حق ادا نہ کریں، یہ ان کے سارے حقوق ادا کرنے کے لیے تیار ہو، یہ ایک ایسی چیز ہے جو کمال درجہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم: 5991.

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ والدین، خویش و اقارب، دوست و احباب اور تمام لوگوں کے ساتھ حسب مراتب اپنا رشتہ صحیح رکھیں، اور سب کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ اہل ایمان ان حقوق کا خیال رکھتے ہیں اور حتی الوسع ہر رشتے کی حفاظت کرتے ہیں، لیکن اہل فسق تمام ہی رشتوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ درحقیقت یہی لوگ گھاٹا اٹھانے والے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے نقضِ عہد، قطع تعلقات اور فساد فی الارض کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾

(البقرة: 27)

''جو اللہ سے کیے گئے عہد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ .)) [1]

''قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

صلہ رحمی کرنا فراخی رزق کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُبْسِطَ لَهُ اللّٰهُ فِيْ رِزْقِهٖ وَ اَنْ يُنْسَأَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ

[1] صحيح بخاری، کتاب الادب، رقم: 5984.

فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ .))❶

''جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔''

جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے جوڑ رکھتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ ، فَقَالَ اللّٰهُ: مَنْ وَصَلَكَ وَصَلْتُهٗ وَ مَنْ قَطَعَكَ قَطَعْتُهٗ .))❷

''رحم کا تعلق رحمٰن سے جڑا ہوا ہے پس جو کوئی اس سے اپنے آپ کو جوڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں بھی اس کو اپنے سے جوڑ لیتا ہوں اور جو کوئی اسے توڑتا ہے میں بھی اپنے آپ کو اس سے توڑ لیتا ہوں۔''

یاد رہے کہ تمدن کی ابتداء اور حقیقت صلہ رحمی سے ہوتی ہے اگر باپ بیٹے کو، بھائی بھائی کو چھوڑ دے تو نوعِ انسانی جانوروں کا ایک ریوڑ بن جائے، اس بنا پر قرآن و حدیث دونوں میں صلہ رحمی کی نہایت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ فضیلت عموماً پائی جاتی تھی۔

حضرت مسطح رضی اللہ عنہ خلیفۂ اوّل بلافصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قرابت دار تھے اس لیے وہ ان کی کفالت کرتے تھے۔❸

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا گھر حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو عمر بھر کے

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 5985.

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 5988.

❸ صحیح بخاری، کتاب الشھادت، باب تعدیل النساء بعضھن بعضا، رقم: 2661.

لیے دے دیا تھا۔ ❶

ایک صحابی تھے جو اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور احسان کرتے تھے، اور ان کے ساتھ حلم و بردباری کے ساتھ پیش آتے تھے مگر ادھر سے تمام چیزوں کا جواب الٹا ملتا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو فرمایا:

''جب تک تم اس حالت کو قائم رکھو گے اللہ کی جانب سے ان کے مقابلہ میں تمہارا ایک مددگار رہے گا۔'' ❷

---

❶ مؤطا امام مالك، كتاب الاقضية، باب فى القضاء فى العمرى، رقم: 45.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة، باب 6، رقم: 22، مسند احمد: 300/2، الادب المفرد، باب فضل الرحم، رقم: 52.

20

والدین کے ساتھ حسن سلوک

حسن سلوک کا معنی ہے، برتاؤ کی اچھائی، اچھا رویہ اور اچھا اخلاق۔
اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ﴾ (العنکبوت: 8)
''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کی ہے۔''
رضائے الٰہی کے حصول کا راز والدین کی رضا مندی کے حصول سے منسلک ہے۔
چنانچہ حدیث میں آیا ہے:
((رِضَا الرَّبِّ فِيْ رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ.)) [1]
''رب تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے، اور رب تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔''
جناب ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا:
((اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ

[1] سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: 516.

اَوِ احْفَظْهُ .)) ❶

''والد جنت کے دروازوں میں سے بہت اچھا دروازہ ہے، پس اگر آپ چاہیں تو اس دروازے کی حفاظت کریں یا (اسے) ضائع کردیں۔''

اللہ تعالیٰ نے والدین کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ .)) ❷

''بے شک اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کردیا ہے۔''

سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرکے صراحت کے ساتھ توحید کا حکم دیا، اور اس کے بعد ہی والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کا حکم دے کر انسان کے دل و دماغ میں یہ بات بٹھانی چاہی کہ توحید باری تعالیٰ اور اس کے حقوق کی ادائیگی کے بعد، دنیا میں والدین کے حقوق سے بڑھ کر کوئی حق نہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ؕ﴾ (بنی اسرائیل: 23، 24)

''اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ لوگو! تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اگر ان میں سے ایک

---

❶ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: 1900، المشكاة، رقم: 4928، سلسلة الصحيحة، رقم: 910.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: 5970.

یا دونوں تمہاری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف نہ کہو، اور
انہیں ڈانٹو نہیں، اور ان کے ساتھ نرمی اور ادب و احترام کے ساتھ بات
کرو۔ اور جذبہ رحمت کے ساتھ، ان کے سامنے تواضع اور انکساری اختیار
کرو، اور دعا کرو کہ اے میرے رب! جس طرح ان دونوں نے بچپن میں
میری پرورش کی تھی تو ان پر رحم فرما دے۔''

اس کی وجہ غالبًا یہ ہے کہ اللہ تعالی انسان کا خالق وموجد ہے، اس لیے اس کی عبادت ضروری ہوئی، اور رحم مادر میں باپ کا نطفہ قرار پانے کے بعد، ماں اس کا بوجھ نو ماہ تک ہزار تکلیفیں برداشت کر کے ڈھوتی رہی، اور جب اللہ کی قدرت سے ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بالکل عاجز و کمزور ہوتا ہے اس میں حرکت کرنے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اس وقت سے ماں اور باپ، اللہ کے بعد اس کا سہارا بنتے ہیں، اس کی حفاظت کرنے کی خاطر دن کا چین اور رات کا سکون کھو دیتے ہیں اور ہر جتن کر کے اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں، اسے اپنی نگاہِ شفقت کے زیر سایہ پالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کا جو طریقہ سکھلایا اس سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے والدین کی تعظیم وتکریم اور خدمت کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھنی چاہیے۔ جب دونوں یا ان میں سے ایک بوڑھے ہو جائیں تو ان کی خدمت کرتے ہوئے اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اُف تک نہ کرے اور ان کے ساتھ غایت محبت و اکرام کا معاملہ کرے، ان کے سامنے اپنے آپ کو جھکا رکھے، سخت لہجہ میں بات نہ کرے آواز اونچی نہ کرے، ان کی خدمت کو دنیا و آخرت کی سعادت و نیک بختی سمجھے، اس لیے کہ آج وہ دونوں اس شخص کی مدد کے محتاج ہو گئے ہیں جو پیدائش کے بعد سے ان کی مدد کا محتاج ترین فرد تھا، یہاں تک کہ ان کے سایۂ عاطفت

میں پل بڑھ کر جوان ہو گیا۔

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ﴾ ''اور جذبۂ رحمت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع اور انکساری اختیار کرو۔'' کے تحت مفسر قفال نے لکھا ہے کہ جس طرح چڑیا غایت حفاظت کے پیش نظر اپنے چوزوں کو اپنے پر سے ڈھانک لیتی ہے اور جب پرواز سے فارغ ہو کر زمین پر اترنا چاہتی ہے تو اپنے پر سمیٹ لیتی ہے اس طرح لڑکا جب جوان ہو جائے اور والدین بوڑھے ہو جائیں تو ہر دم ان کی حفاظت کرتا رہے اور اُن کے سامنے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ رہے۔

سعید بن جبیر نے اس کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ اے انسان! تو اپنے والدین کے لیے اس طرح تواضع اور انکساری کا اظہار کر جس طرح غلام اپنے سخت مزاج اور سخت گیر آقا کے سامنے کرتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے گویا کہ یہ کہنا چاہا ہے کہ والدین کے لیے اپنی عارضی شفقت و محبت پر اکتفا نہ کرو، بلکہ جب تک زندہ رہو، روزانہ کم از کم پانچوں نمازوں میں ان کے حق میں دعا کرو کہ اللہ ان پر دائمی رحمت کرے، ان کی مغفرت فرما دے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے جس طرح انہوں نے غایت شفقت و محبت کے ساتھ تمہاری پرورش کی تھی جب تم چھوٹے تھے اور حرکت نہیں کر سکتے تھے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝﴾

(ابراهيم: 40، 41)

''اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا دے، اے ہمارے رب! اور میری دعا کو قبول فرما لے، اے ہمارے رب! تو مجھے میرے

والدین کو اور مومنوں کو اس دن معاف کر دے جب حساب ہوگا۔''

صحابہ کرام والدین کی خدمت، اطاعت اعانت اور ادب و احترام کا نہایت لحاظ کرتے تھے، ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ:

''میرے پاس دولت ہے اور میرا باپ اس کا محتاج ہے، ارشاد ہوا کہ تم اور تمہاری دولت دونوں تمہارے باپ کے ہیں۔'' ❶

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجل، یأکل من مال ولدہ، رقم: 3530۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

21

نیکی کا تصور اور معیار

نیکی، بھلائی، خوبی، عمدگی، کارخیر اور احسان کے معنی میں مستعمل ہے نیکی کے متضاد بدی ہے۔ نیکی کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩﴾ (الحج: 77)

''اور کارخیر کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَاَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ، وَاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَاءِ اَخِيْكَ)) [1]

''تو نیکی کے کام کو حقیر نہ سمجھ، تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملے، یہ بھی نیکی ہے اور اپنے بھائی کا ڈول اپنے بھائی کے برتن میں انڈیل دے یہ بھی نیکی ہے۔''

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَابَّتِهٖ

---

[1] صحيح مسلم: 26/2، رقم: 2626/144، مسند احمد: 273/5، المشكاة، رقم: 1894.

فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَلِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ .))❶

''دو آدمیوں کے درمیان صلح کرا دو، یہ بھی نیکی ہے، تم کسی کو اپنی سواری پر بٹھا لو یا اس کا بوجھ اپنی سواری پر رکھ لو یہ بھی نیکی ہے، اچھی بات کہنا بھی نیکی ہے، تمہارا ہر قدم جو نماز کے لیے اٹھتا ہے نیکی ہے، راستہ سے کانٹے پتھر ہٹا دینا بھی نیکی ہے۔''

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوا کہ تم اپنے جاہ و مرتبہ سے کسی آدمی کو فائدہ پہنچاؤ، یہ نیکی ہے۔ ایک آدمی اپنے مدعا کو عمدہ طریق سے بیان نہیں کرسکتا اور تمہیں یہ زبان بولنا آتی ہے تو اپنے بھائی کی وکالت کرنا اور ترجمانی کرنا یہ بھی نیکی ہے۔ تمہیں قوت دی گئی ہے تو کسی کمزور کی مدد کرو، یہ بھی نیکی ہے۔ تمہارے پاس علم ہے، تو دوسروں کو صحیح بات بتانی، یہ بھی نیکی ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ ، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ الْخَيْرِ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ .))❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: 2335.

❷ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: 2333.

''ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے۔تو میں نے کہا کہ اگر کسی کے پاس مال نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: وہ کمائے، خود کھائے اور غریبوں کو بھی دے، میں نے کہا: ''اگر وہ یہ نہ کر سکے تو؟'' آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو نیکی پر ابھارے۔ میں نے کہا: اگر اس نے یہ نہ کیا آپ نے فرمایا: کہ ''لوگوں کو تکلیف نہ دے، یہ بھی نیکی ہے۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ .)) ❶

''جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کے وقت اس کے کام آئے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کے وقت کام آئے گا۔''

قرآن وسنت کی نصوص سے پتا چلتا ہے کہ انسانوں کو لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔ جو لوگ دوسروں کی ضروریات پوری کر دیتے ہیں، روز قیامت اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

مثل مشہور ہے ؎

نیکی کی جڑ سدا ہری

نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والے کو، نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے:

((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ .)) ❷

❶ صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: 2442. ❷ صحیح مسلم، رقم: 1983.

''جو شخص کسی کی کار خیر کی طرف رہنمائی کرے، اس کو فاعل کے برابر اجر ملے گا۔''

قبیلہ اشعری کے لوگ مدینہ میں ہجرت کر کے آ گئے تھے ان لوگوں میں باہم اس قدر تعاون کا رواج تھا کہ جس غزوات میں ان کا زادِ راہ ختم ہو جاتا تھا یا خود حدت میں مبتلائے فقر و فاقہ ہو جاتے تھے تو ہر شخص کے گھر میں جو کچھ ہوتا تھا، وہ لا کر سب کے سامنے رکھ دیتا تھا، اور یہ سب لوگ اس کو برابر تقسیم کر لیتے تھے۔ ❶

❶ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فى فضائل الاشعربين، رقم : 6408.

22

محنت کی عظمت

محنت کے معانی:

1 ...... سرگرمی، کوشش، شفقت، ریاضت۔

2 ...... مزدوری، کام کاج۔

3 ...... کام کی اجرت۔

مثل مشہور ہے: محنت کو راحت ہے۔ یعنی محنت سے ہی انسان ترقی کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ (النجم: 39)

''اور یہ کہ انسان کو صرف اس کے اپنے ہی عمل اور محنت کا بدلہ ملے گا۔''

محنت کے ذریعہ سے انسان اپنی منزلِ مقصود پہ پہنچ جاتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (العنکبوت: 69)

''اور جو لوگ ہمارے دین کی خاطر کوشش کرتے ہیں، ہم انہیں اپنے راہِ راست پر ڈال دیتے ہیں، اور بے شک اللہ نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نصیحت کی کہ ہر کام میں محنت کریں:

﴿ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ ﴾ (الانشراح: 7، 8)

''جب آپ فارغ ہو جایئے تو (عبادت میں) محنت کیجئے اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جایئے۔''

یعنی جب آپ امور دنیا سے فارغ ہو جائیں، اور یکسوئی حاصل ہو جائے تو اپنے رب کی عبادت کے لیے کھڑے ہو جایئے، اور نماز، دعا اور تسبیح و استغفار میں خوب محنت کیجئے، اور تمام علائق دنیا سے الگ ہو کر صرف اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگ جایئے، اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جایئے جو فراغت کے اوقات لہو و لعب میں گزارتے ہیں، اور اپنے رب کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے نہیں کھایا، اور اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔'' ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ شخص جو لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اس سے بہتر ہے جو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے، چاہے وہ اسے کچھ دے دے یا نہ دے۔'' ❷

ان ہر دو احادیث مبارکہ سے مقصود گداگری اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے روکنا ہے اور اس بات کی تعلیم دینی ہے کہ آدمی کو اپنی مزدوری خود محنت سے کمانی چاہیے، کسی شخص پر بار بن کر زندگی نہیں گزارنی چاہیے۔

---

❶ صحيح بخاری، كتاب البيوع، رقم: 2072.

❷ صحيح بخاری، كتاب البيوع، رقم: 2074.

23

نیک لوگوں کا احترام

نیک لوگوں سے مراد وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ کی بندگی اور گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں۔ ولی، کا معنی ''قریب'' ہے۔ یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کار بند ہوتا ہے۔ اور شرک اور دوسرے گناہوں سے دور رہتا ہے۔ تو اللہ سے قریب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ ﴾ (يونس: 62، 63)

''خبردار! بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف لاحق ہوگا نہ کوئی غم۔ جو لوگ ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے۔''

مذکورہ آیت کریمہ میں اولیاء اللہ کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اہل ایمان ہوتے ہیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے تحت علماء نے لکھا ہے کہ ولایت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ولی مستجاب الدعوات ہوتا ہے، یعنی اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! اللہ کے اولیاء کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ

عَزَّ وَجَلَّ"، ''جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے۔''❶

اولیاء اللہ توحید باری تعالیٰ کا صحیح علم رکھنے کی وجہ سے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، صرف اس کی عبادت کرتے ہیں، اس پر توکل کرتے ہیں، اور زندگی کے تمام اُمور میں صرف اللہ کی جناب میں پناہ لیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة: 165)

''اور ایمان والے اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔''

اولیاء اللہ اپنے ایمان میں صادق ہوتے ہیں، عمل صالح کرتے ہیں، اور ایمان کے منافی کاموں سے بچتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنا ولی اور دوست بنا لیتا ہے، انہیں کفر اور شرک و بدعت کی تاریکیوں سے نکال کر کھلے اور واضح حق کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ﴾ (البقرة: 257)

''اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ایمان تک پہنچاتا ہے۔''

اولیاء اللہ کا احترام جزو ایمان ہے، حدیث قدسی میں آیا ہے:

((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ

❶ السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم: 11235، مجمع الزوائد: 78/10.

بِـهِ ، وَيَـدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا ، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا ، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَـيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَائَتَهُ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس کسی نے میرے کسی محبوب بندے سے دشمنی کی تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، اور فرائض سے زیادہ محبوب کسی چیز سے بندے نے میرا قرب حاصل نہیں کیا، میرا بندہ لگا تار نوافل کے ذریعے سے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے سنتا ہے، اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں اسے وہ چیز ضرور عطا کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں، اور مجھے اپنے کسی کام سے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا ایک مومن کی روح قبض کرنے سے ہوتا ہے، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ برا سلوک کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔''

---

❶ صحیح بخاری، رقم: 6502.

24

تقویٰ اختیار کرنا

تقویٰ کا معنی:

اللہ کا خوف، پرہیز گاری، پارسائی اور اپنے آپ کو گناہ سے بچانا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تقویٰ کے اصل معنی بری باتوں سے بچنے کے ہیں، دراصل یہ لفظ وقویٰ ہے جو وِقَـایَۃٌ سے مشتق ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: کیا آپ کو کبھی کانٹوں والے راستے پر چلنے کا اتفاق ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، تو پوچھا: آپ ایسے راستے پر چلتے ہوئے کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: دامن کو سمیٹ لیتا ہوں اور کوشش کر کے احتیاط سے گزر جاتا ہوں، فرمایا: بس ایسے ہی گناہوں سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (الحشر: 18)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر آدمی دیکھ لے کہ اس نے کل (یعنی

---

[1] تفسیر ابن کثیر (ملحض): 126/1، 127، تفسیر القرطبی: 161/1، الدارالمنشور: 57/1.

روز قیامت) کے لیے کیا تیاری کی ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔''

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ ''محاسبہ نفس'' کے باب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے اس میں نصیحت کی ہے کہ وہ ظاہر و پوشیدہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں، فرائض و واجبات کی ادائیگی کا اہتمام کریں اور محرمات وممنوعات سے بچتے رہیں، اور ہر وقت اپنی آخرت کی سدھار کی کوشش میں لگے رہیں، اور ہر دم یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، اور انہیں ریکارڈ میں لا رہا ہے، کوئی چیز اس کے علم سے مخفی نہیں ہے۔

تقویٰ اختیار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، وہ لوگ اللہ کے محبوب بندے بن جاتے ہیں، ارشاد فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (البقرة: 194)

''اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ.)) ❶

''بے شک اللہ متقی، غنی اور گم نام لوگوں سے محبت کرتا ہے۔''

ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے ہاں عزت کا معیار تقویٰ اور پرہیز گاری ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾

(الحجرات: 13)

---

❶ صحيح مسلم، رقم: 2965.

''بے شک اللہ کے نزدیک تم سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہیں، بے شک اللہ بڑا جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص زیادہ باعزت ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ .)) ❶

''اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے باعزت وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔''

امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔'' ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِأَمْرِكَ .)) ❸

''مجھے تجھے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، تقویٰ تیرے تمام تر امور کو مزین کر دے گا۔''

---

❶ صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم: 4689.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 2564/34.

❸ شعب الإيمان بيهقی: 242/4، رقم: 4942، المشكاة، رقم: 4466.

25

موت کو یاد کرنا

موت یعنی اجل، مرگ، قضا، وفات اور انتقال۔

محاورہ موت:

❶ خرابی، شامت۔ ❷ بربادی اور ❸ نیتی، نابودی اور زوال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے، وہی جسے چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے۔ اس کے سوا کوئی اس پر قادر نہیں۔ اس نے انسانوں کو زندگی دے کر دنیا میں بھیجا، اور انہیں خبر دی کہ ان کو موت لاحق ہوگی، اور وہ دار فانی سے کوچ کر کے دارِ آخرت کو سدھاریں گے۔ تو جو کوئی اس دارِ فانی میں اللہ کے اوامر کو بجا لائے گا، اور نواہی سے بچے گا، اسے اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اچھا بدلہ عطا کرے گا، اور جو کوئی یہاں اپنی شہوتوں کا غلام بن کر زندہ رہے گا اور اللہ کے اوامر کو پس پشت ڈال دے گا، اسے بدترین بدلہ ملے گا، ارشاد فرمایا:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُۨ ۝ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۝ ﴾

(الملك: 1، 2)

''بے حساب برکتوں والا ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں (سارے جہان

کی) بادشاہی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے، تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے، اور وہ زبردست بڑا معاف کرنے والا ہے۔''

سورۃ الانبیاء میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۳۵﴾ (الانبیاء: 34، 35)

''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو ہیشگی نہیں دی، کیا آپ اگر مرجائیں گے تو وہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے، اور ہم تمہیں برے اور بھلے حالات میں بطور آزمائش ڈالتے ہیں، اور تم تمام کو ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ بتلایا ہے کہ اس فانی دنیا میں کسی کو دوام حاصل نہیں ہوا ہے۔ سب کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ بھی وفات پا جائیں گے۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وفات سے پہلے دین اسلام پر چلنے پر وصیت کی:

﴿اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۱۳۳﴾

(البقرة: 133)

''کیا جب یعقوب کی موت قریب تھی تو تم لوگ وہاں موجود تھے؟ جب اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم لوگ کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ اور آپ کے آباء ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے معبود، ایک اللہ کی عبادت کریں گے، اور ہم اس (ایک اللہ) کی اطاعت گزار ہیں۔''

بالآخر آپ ﷺ کا بھی وصال ہوا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ ❶

امام زہری نے بطریق ابوسلمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: عمر بیٹھ جاؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: امابعد! جو سیدنا محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو سیدنا محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں، اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی تو زندہ ہے جس کو فنا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران: 144)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت فرمائی، لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کو حاصل کیا اور جس جس نے بھی

❶ صحیح بخاری، کتاب الغازی، رقم: 4466.

اس آیت کو سنا تو بے ساختہ اس کی تلاوت شروع کر دی۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تلاوت سنی تو میں کھڑے کا کھڑا رہ گیا میرے پاؤں مجھے اٹھا نہیں رہے تھے حتیٰ کہ میں گر گیا۔ ❶

پس معلوم ہوا کہ ہر ذی روح کو موت آئے گی حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کو مقام نبوت بھی موت سے نہ بچا سکا، صرف اور صرف اس اللہ کی ذات کو بقا ہے، اس کے سوا ہر چیز کو فنا لاحق ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ ﴾ (القصص: 88)

''اس کے سوا ہر چیز فنا ہو جائے گی۔''

یاد رہے کہ سب کو دوبارہ اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے، جہاں حساب و کتاب ہوگا، نیکی اور بدی کا بدلہ چکایا جائے گا۔ لہٰذا موت کو نہیں بھولنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ .)) ❷

''لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز یعنی موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کیا کرو۔''

اللہ تعالیٰ موت کی سختیوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

---

❶ صحيح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، رقم: 4404.

❷ سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: 2307، سنن ابن ماجه، رقم: 5258۔ امام ترمذی، اور محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' قرار دیا ہے۔

26

سُودی کاروبار

کسبِ حلال ونسبِ حلال عین عبادت ہے

سُود کی تعریف:

سُود کی تعریف علماء امت نے کچھ یوں فرمائی ہے:

((اَلزِّيَادَةُ عَلٰى رَأْسِ الْمَالِ قَلَّتْ أَوْ كَثُرَتْ .)) [1]

''اصل مال پہ بلاوجہ ہی تھوڑی یا زیادہ رقم وصول کر لینا۔''

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا .)) [2]

''ہر وہ قرض جس پر نفع وصول کیا جائے وہ سود ہوگا۔''

شرعی حکم:

سود شرعی طور پر حرام ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اس کو جائز قرار نہیں دیا۔ بلکہ تمام ادیان سماویہ میں یہ حرام ہی رہا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرما دیا کہ ''سُود کے ستر درجے ہیں اور ان میں سے کم درجہ کا گناہ اتنا ہے کہ جیسا کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے۔'' [3]

---

[1] فقه السنة: 155/1 . [2] فيض القدير شرح الجامع الصغير ، 40/5 .

[3] سنن ابن ماجه ، كتاب التجارات ، رقم : 2274۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

مفسر قرآن جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسلام ملک میں جو آدمی سود کو نہیں چھوڑتا تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ اس سے سود چھڑوائے۔ اگر سود خور باز نہ آئے تو اس کی گردن بھی قلم کی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِجْتَـنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَاهُنَّ؟ قَالَ: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَ السِّحْرُ، وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِـالْحَقِّ، وَ أَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَ أَكْلُ الرِّبَا، وَ التَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَ قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.)) [1]

''سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ سات باتیں کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدانِ کارزار سے بھاگنا اور پاک دامن مومن عورتوں پر بہتان باندھنا۔''

قرآن مجید سے سود کے متعلق وعید:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (البقرۃ: 275)

''سود کھانے والے نہ اٹھ سکیں گے قبروں سے مگر اس طرح کے جس طرح حواس باختہ جیسے شیطان نے اسے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ یہ

[1] صحیح بخاری، رقم: 2766.

(دنیا میں) کہا کرتے تھے کہ جی! تجارت وغیرہ بھی تو سود ہی کی مثل ہے جبکہ اللہ رب العالمین نے تجارت کو حلال (و جائز) قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔ پس جس شخص کے پاس آئی نصیحت اللہ عظیم بادشاہ کی طرف سے تو پس اس (عقلمند) آدمی نے سود کو ترک کر دیا تو اس کے لیے وہ ہے جو گزر گیا اور اس کا معاملہ اللہ رب رحمٰن کے سپرد اور جو (حرام) سود کا کاروبار دوبارہ کرنے لگا وہ دوزخی ہے اور ایسے سود خور ہمیشہ ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے۔''

مزید فرمایا:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝﴾ (البقرة: 276)

''اللہ تعالیٰ سود جیسی لعنت کو مٹاتا ہے اور صدقہ و خیرات کو مزید بڑھاتا ہے اور اللہ قہار و جبار کسی ناشکرے اور گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔''

سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (البقرة: 278)

''اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور جو باقی خبیث سود رہ گیا ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم سچ مچ پکے سچے مسلمان ہو۔''

مزید فرمایا:

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝﴾ (البقرة: 279)

''پس اگر سود حرام کو ترک نہیں کرو گے تو تیار ہو جاؤ اللہ رب العزت اور اس کے رسول محترم ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے۔ ہاں اگر تائب ہو کر سود جیسی لعنت کو چھوڑ دو گے تو تم کو اپنی اصل رقم اس طریقہ سے واپس لینے کا حق ہے کہ جس میں نہ غیروں کا نقصان ہو اور نہ تم کو نقصان پہنچے۔''

﴿ وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸۰ ﴾ (البقرۃ: 280)

''اور اگر مقروض تنگ دست کو آسانی تک مہلت دو، تو تمہارے لیے بہت ہی زیادہ اچھا ہے۔ اگر ہو تم جانتے۔''

27

اُکلِ حلال

کھانا، پینا، پہننا حلال کمائی کا ہو، اگر حرام کی آمیزش ہوگی تو کوئی بھی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور صرف پاک چیز کو قبول فرماتا ہے، اور اس نے اپنے رسولوں کو یہ حکم فرمایا تھا:

﴿ يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ ﴾ (المؤمنون: 51)

''اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ یقیناً میں اس کو جو تم عمل کرتے ہو خوب جاننے والا ہوں۔''

اور یقیناً یہی حکم اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی دیا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾ (البقرة: 172)

''اے ایمان والو! تم پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔''

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا:

((يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ ، وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ ، وَمَلْبَسُهٗ

حَرَامٌ ، وَغُذِّیَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ .))

'' جولمبا سفر کر کے غبار آلود، اور پراگندہ بال آتا ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتا ہے یارب! یارب! کہتا ہے، مگر حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کے کپڑے حرام، اور اس کا جسم حرام کی غذا سے پلا ہوا ہے، پس کس طرح اس آدمی کی دعا قبول ہوسکتی ہے۔'' ❶

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ''لقمہ حلال دعا اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے، اور لقمہ حرام عدم قبولیت کا۔'' ❷

سعید بن جبیر اور ضحاک فرماتے ہیں: ''((کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ)) ''تم پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ۔'' میں پاکیزہ چیزوں سے مراد رزق حلال ہے۔'' ❸

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ ، فَاِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَوْفِیَ رِزْقَهَا وَ اِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ ، خُذُوْا مَا حَلَّ وَ دَعُوْا مَا حَرُمَ .))❹

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقہ مت اختیار کرنا اس لیے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرسکتا جب تک کہ اسے

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰة، رقم: 1015، مسند احمد: 328/2.

❷ تفسیر ابن کثیر: 278/1، طبع مکتبه قدوسیه، لاهور.

❸ مختصر تفسیر ابن کثیر: 252/4، طبع دار السلام، لاهور.

❹ مصنف عبدالرزاق، الرقم: 20100، الترغیب و الترهیب: 534/2.

پورا رزق نہ مل جائے اگرچہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہوسکتی ہے۔ تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال روزی حاصل کرو اور حرام روزی کے قریب نہ جاؤ۔''

حرام مال سے صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حرام مال کمائے اور پھر اس سے صدقہ کرے تو وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا اور اگر اس سے خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔'' [1]

[1] مسند أحمد: 387/1، شرح السنة : 10/8، رقم : 2030، مستدرك حاكم: 33/1، 34۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

28

رِشوت لینا اور دینا

رشوت معاشرے کا ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے جو پورے معاشرے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ جب صدر سے لے کر چپڑاسی تک اور کارکنان حکومت سے لے کر ارباب اقتدار تک اس مرض کے مریض ہوں تو اس معاشرے کا پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ اس دور میں غریبوں کی کمائی لٹ جاتی ہے۔ ملک میں انصاف بکتا ہے۔

رشوت کا معنی:

رشوت کا لفظ "رشا" سے مشتق ہے اور "رشا" ڈول کی رسی یا صرف رسی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں "ارشت الدلو" میں نے ڈول میں رسی لگائی۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ "ارشی الرجل" یعنی اونٹنی کے بچے کی سرین کو کھجلایا تا کہ وہ تیز دوڑے۔ اور اونٹنی کے بچے کو بھی "رشی" کہتے ہیں۔ منذری نے ابوالعباس سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رشوت کا لفظ "رشاء الفرح" سے ماخوذ ہے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب چوزہ گردن بڑھا کر اپنا سر ماں کی طرف لے جاتا ہے تا کہ وہ اس کو چوگا دے۔ "رِشوۃ" را کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے جیسے "رشاہ رشوۃ" اس کو رشوت دی "ارتشٰی منہ رشوۃ" جب کوئی شخص رشوت لے۔ اس کی جمع "رُشا" آتی ہے۔

رشوت کا ہم معنی لفظ "برطیل" ہے (بمعنی رشوت اور) ایک سخت گول لمبا پتھر جو

بولنے والے کے منہ میں ڈال دیا جاتا ہے تا کہ وہ بات کرنے اور بولنے سے اس کو روکے رکھے اور ضرب المثل ہے "البراطيل تنصر الاباطيل" رشوت باطل کاموں کے لیے معاون اور مددگار رہوا کرتی ہے۔ ❶

علامہ سید مرتضٰی زبیدی رشوت کے مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کوئی شخص حاکم یا کسی اور کو کچھ چیز دے تا کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کر دے یا حاکم کو اپنی منشا پوری کرنے پر ابھار لے۔''

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

''کچھ پیسے دے کر اپنی حاجت پوری کرانا یہ رشوت ہے۔''

یہ تو رشوت کی لغوی تعریف تھی۔ رشوت کی اصطلاحی تعریف مختلف لوگوں نے مختلف کی ہے۔ ❷

لیکن سب سے اچھی اور جامع مانع تعریف علامہ ابن عابدین نے کی ہے کہ ''رشوت وہ چیز ہے جو آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس مقصد کے تحت دیتا ہے کہ فیصلہ اس کے حق میں ہو یا اس کے من پسند منصب پر اسے فائز کرے۔'' ❸

ملازمت کے حصول کے لیے رشوت دینا:

اس زمانہ میں ملازمت کا حصول بڑا مشکل ہے۔ ملازمت دینے والے افسران کو رشوت کی چاٹ لگی ہوئی ہے، حالانکہ شرعی طور پر سچے، امانت دار، مستقل مزاج، مقتدر

❶ تهذيب اللغة: 406/11، حاشيه ابن عابدين: 362/5، السياسة الشرعية فى حقوق الراعى و الرعية، ص: 50.

❷ الاصول القضائية فى المرافعات الشرعية، ص: 33، عون المعبود فى شرح ابى داؤد: 496/9، المحلى لابن حزم: 157/9.

❸ حاشية ابن عابدين: 322/5.

اور بے نیاز افراد کو سرکاری کاموں کی ذمہ داری سونپنا ایک اہم دینی فریضہ ہے، لیکن اس زمانہ میں رشوت کے ذریعہ لوگ پچھلے دروازوں سے اعلیٰ عہدوں اور بلند مرتبوں پر فائز ہو جاتے ہیں، اس لیے اسلام نے رشوت لینے والے، رشوت دینے والے اور درمیانی ایجنٹ کو جہنم کی بشارت دی ہے۔ ❶

اس قسم کی رشوت کو بھی اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ﴾ (النساء: 58)

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے سپرد کرو، اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔''

کسی منصب یا ملازمت کے حصول کے لیے رشوت دینا درحقیقت امانت کو نااہلوں کے سپرد کرنے کے مترادف ہے۔اس سے حکم خداوندی کی مخالفت لازم آتی ہے، اس لیے کسی بھی منصب یا ملازمت کو حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا حرام ہے۔

ابویعلی نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ:

''جس شخص نے دس آدمیوں پر کسی شخص کو کارگزار بنایا اور اسے معلوم ہے کہ اس گروہ میں اس سے بہتر بھی کوئی شخص ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت مسلمین کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوگا۔'' ❷

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ رد المختار: 306/4.

❷ الدراية فی تخريج الهداية: 165/2.

''ہر وہ والی (حکمران) جو مسلمان کی جماعت کی نگہداشت کرتا ہے، اگر وہ اس حال میں مرے کہ اس نے لوگوں کے ساتھ فریب اور دھوکہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔'' ❶

اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا والی ہوا، اور پھر اس نے کسی شخص کو باہم دوستی یا قرابت داری کی بنیاد پر کسی عہدہ یا منصب پر فائز کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔'' ❷

قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۱۸۸﴾

(البقرة: 188)

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رشوت کے طور پر) پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال میں تھوڑا بہت (جو کچھ ہاتھ لگے) اس کو جان بوجھ کر ناجائز طور پر کھا جاؤ۔''

اس آیت میں باطل طریقے سے مال کھانے کو منع کیا گیا اور مال کو باطل طریقے سے کھانے کی ایک صورت رشوت ستانی ہے جس کے ذریعہ سے حکام کو انصاف سے راستہ سے برگشتہ کیا جاتا ہے۔ کسی شے کی مخالفت اس کی حرمت کو چاہتی ہے، اس لیے رشوت حرام ہے۔ رشوت مال کھانے کے ہر ایسے طریقے کو حرام قرار دیتی ہے جو غیر

---

❶ فتح الباری: 246/16، السياسة الشرعية لابن تيمية، ص: 14.

❷ السياسة الشرعية لابن تيمية، ص: 10.

معتبر ہو، اور کسی ناقابل لحاظ چیز کے عوض اس کا لین دین ہوا ہو۔ ❶

اسی طرح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِي وَ الْمُرْتَشِيْ فِي الْحُكْمِ .)) ❷

''فیصلہ کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

لعنت، رحمت الٰہی سے دوری کو کہتے ہیں اور یہ دوری اور مہجوری کسی بڑی نافرمانی میں ہوا کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشوت بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نافرمانی میں ہوا کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشوت بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نافرمانی ہے، اس لیے وہ حرام ہے۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلرَّاشِيْ وَ الْمُرْتَشِيْ فِي النَّارِ .)) ❸

''رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔''

ایک اور روایت میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس قوم میں سود زیادہ ہو جاتا ہے وہ لوگ قحط سالی میں گرفتار کیے جاتے ہیں اور جس قوم میں رشوت ستانی عام ہو جاتی ہے انہیں مرعوبیت

---

❶ تفسیر المراغی: 80/2.

❷ مجمع الزوائد: 257/4، معجم الکبیر الطبرانی فی الکبیر: 398/23۔ علامہ ہیثمی نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں۔

❸ مجمع الزوائد: 257/4، کشف الاستار، رقم: 1355.

میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔'' ❶

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت لینے والے، اور دینے والے، اور ان دونوں کے درمیان سودا کرانے والے پر۔ ❷

یہ تو رشوت دے کر قاضی بننے کا حکم ہے، اسلام میں تو رشوت کے بغیر بھی امارت طلب کرنے سے منع فرمایا گیا اور رشوت دے کر اس کو حاصل کرنا اور بھی قابل ممانعت ہے، اور نہی کے بعد ممنوعہ شے اگر لی گئی تو فاسد ہوگی۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر جب دو آدمیوں نے آپ سے امارت طلب کی، فرمایا تھا:

((اِنَّا لَا نُوْتِیْ هٰذَا مَنْ سَاَلَهٗ وَ لَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ .)) ❸

''ہم یہ معاملہ کسی ایسے شخص کو نہیں دیتے جو اس کا سوال کرے یا اس کے دل میں اس کی حرص ہو۔''

جناب وہب بن منبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جس کام میں رشوت دینے والا گنہگار ہوتا ہے، یہ وہ نہیں ہے جو اپنی جان اور اپنے مال سے ظلم اور ضرر دور کرنے کے لیے دی جائے بلکہ رشوت وہ ہے جس میں رشوت دینے والا اس وقت گنہگار ہوتا ہے جب تم اس چیز کے لیے رشوت دو جس پر تمہارا حق نہیں ہے۔ ❹

---

❶ الفتح الربانی: 212/15.

❷ مجمع الزوائد: 256/4، معجم الکبیر، رقم: 1415، زوائد المسند، رقم: 2034، کشف الاستار، رقم: 1353.

❸ فتح الباری: 244/16، عون المعبود: 495/9.

❹ سنن الکبرٰی بیهقی: 139/10.

29

استاذ تعلیم کے لیے مناسب طریقہ اختیار کرے

استاذ تعلیم کی خاطر کوئی بھی مناسب طریقہ اختیار کرے۔ حدیث جبریل علیہ السلام کی روشنی میں اس بات کو اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے۔

((عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: سَلُونِی، فَهَابُوهُ أَنْ یَّسْأَلُوْهُ، فَجَآءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَیْهِ، فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: لَا تُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَتُقِیمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْإِیمَانُ؟ قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَآئِكَتِهٖ، وَكُتَابِهٖ، وَرُسُلِهٖ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهٖ. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: أَنْ تَخْشَی اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَّا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ یَرَاكَ. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَتٰی تَقُومُ السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ، وَسَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا، إِذَا رَأَیْتَ الْمَرْأَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا رَأَیْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوكَ الْأَرْضِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا رَأَیْتَ رِعَاءَ الْبُهْمِ

يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا .))❶

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ مجھ سے دین کی باتیں پوچھو۔'' لیکن لوگوں کے اندر ادب و تعظیم کی وجہ سے اس درجہ ہیبت بیٹھ گئی تھی کہ عام طور پر پوچھتے نہیں تھے (اور ہر ایک کے اندر یہ خواہش ہوتی کہ باہر سے کوئی پوچھنے والا آئے اور وہ سوال کرے تاکہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے مستفید ہوں)۔ چنانچہ ایک آدمی آیا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل، قریب بیٹھ گیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا، نماز قائم کرنا، مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب سن کر اس نے کہا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیک بتایا۔'' پھر اُس نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کو ماننا، ملائکہ کو ماننا، اس کی کتاب کو ماننا، اس کے رسولوں کو ماننا، مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لانا اور اس بات پر ایمان لانا کہ جو کچھ اس دنیا میں ہوتا ہے اللہ کی مشیت اور اس کے فیصلے کے تحت ہوتا ہے۔'' اس نے کہا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسری بات پوچھی کہ ''احسان کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ سے اس طرح ڈرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم

❶ صحيح بخاری، كتاب الايمان، رقم: 50، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 99 و اللفظ له .

نے سچ فرمایا۔'' پھر پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
''جس طرح تم اس سے ناواقف ہو اسی طرح میں بھی اس کے آنے کے مقررہ وقت سے ناواقف ہوں۔ البتہ میں تمہیں اس کے آنے کی علامتیں بتا سکتا ہوں۔'' جب تم دیکھو کہ عورت اپنے مالک کی ماں بن گئی ہے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے اور یہ اس کی علامت ہے۔ اور جب تم دیکھو ننگے پیر چلنے والوں کو، ننگے جسم رکھنے والوں کو جو بہرے اور گونگے ہیں ان کے ہاتھ میں اقتدار آ گیا ہے تو یہ بھی قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔ اور جب تم مویشیوں کے چرواہوں کو دیکھو کہ وہ بلند و بالا عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہوں تو یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے۔''

تشریح:

❁:...... ایمان کے لغوی معنی یقین اور اعتماد کے ہیں اور اسلام کے معنی اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینے کے ہیں اور احسان کے معنی کسی کام کو عمدگی اور سلیقے سے کرنے کے ہیں۔ تیسرے سوال کا منشا یہ ہے کہ کوئی آدمی اللہ کا بہتر اور متقی بندہ کس طرح بن سکتا ہے۔ اس کا جواب حضور ﷺ نے یہ دیا کہ حسن عمل اور حسن نیت کی دولت نہیں مل سکتی مگر اس صورت میں کہ آدمی پر ہر وقت یہ تصور چھایا رہے کہ گویا وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے، اللہ کے سامنے موجود ہے۔ یا پھر یہ سمجھے کہ اللہ تو بہرحال اسے دیکھ رہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یا تو اپنے آپ کو اللہ کے سامنے حاضر جانے یا اللہ کو اپنے پاس موجود ہونے کا یقین حاصل ہو۔ اس کے بغیر کسی نیک کام میں حسن نہیں پیدا ہو سکتا۔

❁:...... عورت کے اپنے مالک کی والدہ ہونے کا مطلب ہماری سمجھ میں یہ آتا

ہے کہ عورت اپنے شوہر کی نافرمان بن جائے، خادمہ اپنے مخدوم پر بڑائی جتانے لگے، بیٹے اپنے باپ کے سر چڑھ جائیں اور ہر چھوٹا اپنے بڑے کی عزت واحترام سے عاری ہو جائے، یہ ایک علامت ہوئی۔ دوسری علامت یہ ہے کہ تہذیب وشائستگی سے محروم اور عقل وفکر سے عاری لوگوں کے ہاتھ میں زمین کا اقتدار آ جائے۔ اور تیسری علامت یہ ہے کہ پست ذہنیت کے غریب لوگوں کے یہاں دولت کی کثرت ہو جائے اور دولت کی یہ کثرت اونچی اور شاندار عمارتوں کے بنانے اور دوسروں سے اس میں فوقیت لے جانے میں صرف ہو...... جب یہ علامتیں پائی جائیں تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے۔ رہا وقت کا تعین تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

❁:...... جبریل علیہ السلام کا نبی کریم ﷺ سے سوال کرنا اور آپ علیہ السلام کا جواب دینا، پھر جبریل علیہ السلام کا اس کی تصدیق کرنا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ استاد تعلیم کے لیے شاگرد سے سوال کرے، اور پھر اس کے جواب کی تصدیق کرے تاکہ دوسرے طالب علم اور حاضرین مجلس اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ یہ تعلیم کا انتہائی مناسب طریقہ ہے۔

30

حسن عمل کی برکت

ایمان لانے کے بعد عمل صالح کا اہتمام ضروری ہے، وگرنہ خسارہ اور گھاٹا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (العصر : 1، 3)

''زمانے کی قسم! کہ بے شک ہر انسان یقیناً گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔''

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَأَيْتَ مَا عَمِلْنَا فِي الشِّرْكِ نُؤَاخَذُ بِهٖ؟ قَالَ: مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الشِّرْكِ، وَ مَنْ اَسَآءَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِمَا عَمِلَ فِي الشِّرْكِ وَ الْاِسْلَامِ .))[1]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اسلام لانے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں جو عمل ہم نے کیے ہیں کیا ان سے

[1] مسند حمیدی، رقم: 108، مسند ابو یعلی، رقم: 5071، مسند احمد: 379/1۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

متعلق بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ اسلام لانے کے بعد نیک عمل کریں گے تو ان سے جاہلیت کے اعمال پر مواخذہ نہ ہوگا۔ البتہ جو لوگ اسلام لانے کے بعد برے کام کریں گے تو وہ دونوں زمانوں کے گناہوں میں پکڑے جائیں گے۔ (جو برے کام جاہلیت میں کیے ہیں ان پر بھی مواخذہ ہوگا اور اسلام لانے کے بعد کیے گئے برے اعمال پر بھی ان کی پکڑ ہوگی)۔''

((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْاَخِلَّاءُ ثَلَاثَةٌ، فَاَمَّا خَلِيْلٌ، فَيَقُوْلُ اَنَا مَعَكَ حَتّٰى تَاْتِىَ قَبْرَكَ، وَ اَمَّا خَلِيْلٌ فَيَقُوْلُ لَكَ مَا اَعْطَيْتَ، وَ مَا اَمْسَكْتَ فَلَيْسَ لَكَ فَذٰلِكَ مَالُكَ، وَ اَمَّا خَلِيْلٌ، فَيَقُوْلُ اَنَا مَعَكَ حَيْثُ دَخَلْتَ وَ حَيْثُ خَرَجْتَ، فَذٰلِكَ عَمَلُهٗ، فَيَقُوْلُ وَ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ مِنْ اَهْوَنِ الثَّلَاثَةِ عَلَىَّ.))[1]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دوست تین قسم کے ہیں۔ ایک دوست تم سے کہتا ہے ''میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تم قبر میں پہنچ جاؤ۔'' (اور جب آدمی قبر میں پہنچ جاتا ہے تو یہ دوست ساتھ چھوڑ دیتا ہے، یہ انسانی دوست کا حال ہے)۔ رہا دوسرا دوست تو وہ کہتا ہے: ''تمہارا بس اتنا حصہ ہے جتنا تم نے دوسروں کو دیا اور جو کچھ تم نے نہیں دیا بلکہ اپنے پاس رکھا تو وہ تمہارا نہیں ہے (بلکہ ورثہ کا ہے) اس دوست کا نام ''مال'' ہے۔ اور تیسرا دوست تم سے کہتا ہے کہ ''میں

[1] مستدرك حاكم: 74/1، الترغيب و الترهيب: 50/2۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

تمہارے ساتھ رہوں گا اس جگہ بھی جہاں تم داخل ہو گے یعنی قبر میں اور اس جگہ بھی جہاں تم قبر سے نکل جاؤ گے۔ اس دوست کا نام ''عمل'' ہے۔ آدمی حیران ہو کر عمل سے کہے گا کہ اللہ کی قسم! ان تینوں طرح کے دوستوں میں تم کو حقیر اور معمولی دوست سمجھتا تھا، (اور یہ میری بھول تھی، اعزا اور رشتہ داروں کے لیے سب کچھ کیا مگر کوئی کام نہیں آیا۔ صرف عمل ہی ساتھ رہا)۔''

عمل صالح انسان کو جنت کا راستہ بتاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾

(الاعراف : 43)

''اور انہیں پکار کر بتایا جائے گا کہ تمہیں تمہارے اعمال کی وجہ سے اس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے۔''

31

اچھی زندگی گزارنے کے لیے پانچ برے کاموں سے بچو

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ! خِصَالٌ خَمْسٌ: اِنِ ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ وَ نَزَلْنَ بِكُمْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ، لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِىْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْاَوْجَاعُ الَّتِىْ لَمْ تَكُنْ فِىْ اَسْلَافِهِمْ، وَ لَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَ شِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَ جَوْرِ السُّلْطَان، وَ لَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَ لَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا، وَ لَا نَقَضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَ عَهْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوٌّ مِنْ غَيْرِهِمْ فَيَاْخُذُ بَعْضَ مَا فِىْ اَيْدِيْهِمْ، وَ مَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا جُعِلَ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ.))[1]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''پانچ برائیاں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہوئے اور یہ تمہارے اندر گھس آئیں تو بہت برا ہوگا۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ پانچوں برائیاں تمہارے اندر پیدا ہوں۔

[1] سنن ابن ماجه، باب العقوبات، رقم: 4009، سلسلة الصحيحة، رقم: 106.

❶ زنا: یہ اگر کسی گروہ میں علانیہ ہونے لگے تو انہیں ایسی ایسی بیماریاں لاحق ہوں گی جو پہلوں میں نہ تھیں۔ ❷ ناپ اور تول میں کمی: یہ برائی کسی قوم میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر قحط اور خشک سالی مسلط کرتا ہے اور ظالم اقتدار کے ظلم کا نشانہ بنتی ہے۔ ❸ زکاۃ نہ دینا: یہ خرابی جن لوگوں میں پیدا ہوتی ہے ان پر آسمان سے برسنے والی بارانِ رحمت رک جاتی ہے، اور اگر اس علاقے میں جانور یا چڑیاں نہ ہوں تو ذرا بھی بارش نہ ہو۔ ❹ اللہ و رسول ﷺ سے غداری اور عہد شکنی: یہ خرابی جب رونما ہوتی ہے تو اللہ ان کے اوپر غیر مسلم دشمن کو مسلط کر دیتا ہے جو ان کی بہت کچھ چیزیں چھین لیتا ہے۔ ❺ اگر مسلمان حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق حکومت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ مسلم معاشرہ میں پھوٹ ڈال دیتا ہے اور وہ آپس میں کشت وخون کرنے لگتے ہیں۔‘‘

قارئین! یہ باتیں مہاجرین کے سامنے حضور ﷺ نے اس وجہ سے ارشاد فرمائیں کہ اسلامی حکومت کی باگ ڈور انہیں کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور یہ اس لیے کہ یہ لوگ کتاب وسنت کا علم انصار کے مقابلے میں زیادہ رکھتے تھے۔ انتظامی صلاحیت بھی مجموعی لحاظ سے ان میں زیادہ تھی، نیز زمانہ جاہلیت میں یہی لوگ عرب قبائل کے حکمران تھے اور اسلامی معاشرہ میں انہی کو زیادہ اعتماد حاصل تھا۔ یہ ہدایات پوری امت کے لیے ہیں۔

32

صحیفہ ابراہیم اور صحیفہ موسیٰ کی تعلیمات اور حضور ﷺ کی دس وصیتیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ؕ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۫ۖ﴿۱۶﴾ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ؕ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۙ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى ﴿۱۹﴾﴾ (الاعلیٰ : 14- 19)

''بے شک وہ کامیاب ہوگیا جو پاک ہوگیا۔ اور اس نے اپنے رب کا نام یاد کیا، پس نماز پڑھی۔ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہ بات یقیناً پہلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔''

یہ باتیں صحائف ابراہیم (جن کی تعداد دس تھی) اور صحیفہ موسیٰ یعنی تورات میں بھی مذکور تھیں۔ بعض مفسرین نے اس سے مراد وہ تمام باتیں لی ہیں جو اس سورت میں بیان کی گئی ہیں۔

((عَنِ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا كَانَتْ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: كَانَتْ أَمْثَالًا كُلُّهَا، أَيُّهَا الْمَلِكُ الْمُسَلَّطُ الْمُبْتَلَى الْمَغْرُورُ: إِنِّي لَمْ أَبْعَثْكَ لِتَجْمَعَ الدُّنْيَا

بَـعْـضَهَـا عَـلَـى بَـعْـضٍ ، وَلٰكِنِّى بَعَثْتُكَ لِتَرُدَّ عَنِّى دَعْوَةَ الْـمَـظْـلُـومِ ، فَـإِنِّى لَا أَرُدُّهَا وَلَوْ كَانَتْ مِنْ كَافِرٍ ، وَعَلَى الْـعَاقِلِ مَا لَمْ يَكُنْ مَغْلُوبًا عَلَى عَقْلِهِ أَنْ يَكُونَ لَهُ سَاعَاتٌ: فَسَـاعَةٌ يُـنَـاجِـى فِيهَـا رَبَّهُ ، وَسَاعَةٌ يُحَاسِبُ فِيهَا نَفْسَهُ ، وَسَـاعَةٌ يَتَـفَـكَّـرُ فِيهَـا فِـى صُنْعِ اللّٰهِ ، وَسَاعَةٌ يَخْلُو فِيهَا لِـحَـاجَتِـهِ مِـنَ الْـمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ ، وَعَلَى الْعَاقِلِ أَنْ لَا يَكُونَ ظَاعِنًا إِلَّا لِثَلَاثٍ: تَزَوُّدٍ لِمَعَادٍ ، أَوْ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ ، أَوْ لَذَّةٍ فِـى غَيْـرِ مُـحَرَّمٍ ، وَعَلَى الْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ بَصِيرًا بِزَمَانِهِ ، مُـقْبِلًا عَلَى شَأْنِهِ ، حَافِظًا لِلِسَانِهِ ، وَمَنْ حَسَبَ كَلَامَهُ مِنْ عَـمَـلِهِ ، قَلَّ كَلَامُهُ إِلَّا فِيمَا يَعْنِيهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَمَا كَانَتْ صُحُفُ مُوسَى؟ قَالَ: كَانَتْ عِبَرًا كُلُّهَا: عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ ، ثُمَّ يَفْرَحُ ، عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالنَّارِ ، ثُمَّ هُوَ يَـضْـحَكُ ، عَـجِبْـتُ لِـمَـنْ أَيْـقَنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ هُوَ يَنْصَبُ ، عَـجِبْتُ لِمَنْ رَأَى الدُّنْيَا وَتَقَلُّبَهَا بِأَهْلِهَا ، ثُمَّ اطْمَأَنَّ إِلَيْهَا ، عَـجِبْـتُ لِـمَـنْ أَيْـقَنَ بِالْحِسَابِ غَدًا ثُمَّ لَا يَعْمَلُ قُلْتُ: يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ ، أَوْصِـنِى ، قَالَ: أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ ، فَإِنَّهُ رَأْسُ الْأَمْرِ كُلِّهِ ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، زِدْنِى ، قَالَ: عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْـقُـرْآنِ ، وَذِكْـرِ الـلّٰهِ ، فَإِنَّهُ نُورٌ لَكَ فِى الْأَرْضِ ، وَذُخْـرٌ لَكَ فِى السَّمَاءِ . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، زِدْنِى ، قَالَ: إِيَّـاكَ وَكَثْـرَةَ الضَّحِكِ ، فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ ، وَيَذْهَبُ بِنُورِ

الْوَجْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، زِدْنِي، قَالَ: عَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ أُمَّتِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، زِدْنِي، قَالَ: أَحِبَّ الْمَسَاكِينَ وَجَالِسْهُمْ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ زِدْنِي، قَالَ: انْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ تَحْتَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى مَا هُوَ فَوْقَكَ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تُزْدَرِي نِعْمَةُ اللّٰهِ عِنْدَكَ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ زِدْنِي، قَالَ: قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ زِدْنِي، قَالَ: لِيَرُدَّكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُهُ مِنْ نَفْسِكَ وَلَا تَجِدْ عَلَيْهِمْ فِيمَا تَأْتِي، وَكَفَى بِكَ عَيْبًا أَنْ تَعْرِفَ مِنَ النَّاسِ مَا تَجْهَلُهُ مِنْ نَفْسِكَ، وَتَجِدَ عَلَيْهِمْ فِيمَا تَأْتِي ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى صَدْرِي، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ، وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ، وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ.)) [1]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صحیفہ ابراہیمی کی کل تعلیمات تمثیل کی زبان میں پیش کی گئی تھیں اور وہ یہ ہیں: اے فریب خوردہ بادشاہ، تجھ کو اقتدار دے کر آزمائش میں ڈالا گیا ہے، میں نے تجھ کو اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ دنیا کا مال جمع کر کے ڈھیر لگائے بلکہ میں نے تجھ کو اس لیے بادشاہ بنایا ہے تاکہ تو اپنے

[1] صحیح ابن حبان، رقم: 94، معجم کبیر للطبرانی: 168/2، کنز العمال، رقم: 44158۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

انصاف کے ذریعے مظلوموں کی دعا کو مجھ تک پہنچنے سے روکے، کیونکہ مظلوم کی پکار کو میں ردّ نہیں کرتا اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور عقل مند کے لیے جب تک وہ ہوش وحواس میں ہے ضروری ہے اپنے اوقات کی تقسیم کر لے، کچھ وقت اللہ سے دعا ومناجات میں لگائے، کچھ وقت اپنا آپ احتساب کرے، کچھ وقت اللہ کی قدرت کے کرشموں میں اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں پر غور وفکر کرے اور کچھ وقت ایسا ہو جس میں کھانے پینے کی فکر کرے اور عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ صرف تین چیزوں کے لیے سفر کرے۔ آخرت کا توشہ جمع کرنے کے لیے یا اپنی معاش کی درستگی کے لیے یا حلال لذت کے حصول کے لیے اور عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح حال کی طرف متوجہ رہے، اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔ جو شخص اپنی زبان سے نکلی ہوئی بات کا محاسبہ کرے گا، تو صرف وہی باتیں اس کی زبان سے نکلیں گی جو مفید ہوں گی، (لایعنی باتوں سے اپنی زبان بند رکھے گا)۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کُل کی کُل عبرت اور موعظت پر مشتمل ہیں مثلاً: اس میں یہ ہے: ان لوگوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے جنہیں موت کا یقین ہو اور دنیا کے مال ومتاع پر نازاں ہوں، اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جسے جہنم کا یقین ہو اور اسے ہنسی آتی ہو، اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے کہ جو تقدیر (اللہ کے فیصلے) پر بھی یقین رکھتا ہے پھر وہ حصولِ دنیا میں ہلکان ہوتا ہے۔ اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جو کل قیامت کے دن کے محاسبہ کا یقین رکھتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے۔ اس کے بعد میں

نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لیے کہ یہ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کچھ اور فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر (نماز) کو اپنے لیے لازم کرلو۔ یہ چیز زمین میں تمہارے لیے روشنی ثابت ہوگی۔ (اس کے ذریعہ دنیا میں راہِ حق پر چل سکو گے) اور آسمان میں تمہارے کام آئے گی۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! مزید ارشاد ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہت زیادہ ہنسنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لیے کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کے نور کو ختم کر دیتا ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ اور نصیحت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کو اپنے اوپر لازم کرو، یہ جہاد میری امت کے رہبانیت ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ اور نصیحت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: غریبوں سے محبت کرو اور ان کی صحبت اختیار کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ اور۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ تم سے مال و جاہ کے لحاظ سے کم ہوں ان کی طرف دیکھو اور ان لوگوں پر نظر نہ ڈالو جو دنیاوی جاہ و مرتبہ میں تم سے بڑھے ہوئے ہوں، اس لیے کہ اس سے تمہارے دل میں اللہ کی نعمت کی ناقدری کا جذبہ نہیں پیدا ہوگا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ مزید ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک بات کہا کرو اگرچہ وہ لوگوں کو بری لگے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اندر جو عیوب اور کمزوریاں ہیں جن کو تم

خوب جانتے ہو ان پر نظر رکھو اور لوگوں کے عیوب نہ ڈھونڈو اور وہ کام جو تم کرو اگر دوسرے کریں تو ان پر تمہیں غصہ نہیں آنا چاہیے اور آدمی کے لیے یہ عیب کافی ہے کہ وہ اپنے عیوب کو نہ پہچانے اور دوسروں کے عیوب ڈھونڈتا پھرے اور جو کام خود کرتا ہے اس کے کرنے پر دوسروں سے ناراض ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور ارشاد فرمایا: اے ابوذر! بڑا عقل مند وہ ہے جو مدبر ہو، انجام کو سوچ کر کام کرنے والا ہو، اور سب سے بڑی پرہیزگاری حرام سے بچنا ہے، اور سب سے بڑی شرافت حسن اخلاق ہے۔"

33

شکر

یوں تو امت مسلمہ کے ہر فرد میں اس صفت کا ہونا ضروری ہے، لیکن جو لوگ اس بگڑے ہوئے ماحول میں دین کو زندہ کرنے کے لیے اٹھیں، ان کے لیے تو یہ توشہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا ناگزیر ہے۔

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا کہ اس دنیا میں آنے سے پہلے شکم مادر کے اندھیروں میں ہوا اور غذا پہنچائی۔ پھر جب میں دنیا میں آیا تو اس نے میری پرورش کے کیا کیا انتظامات کیے۔ میں بالکل لاچار تھا، زبان تھی نہ ہاتھ پیر تھے۔ پھر میرے رب نے مجھے پالا پوسا۔ میرے جسم کو طاقت دی، سوچنے سمجھنے اور بولنے کی قوت دی۔ پھر آسمان و زمین کی پوری مشین میرے لیے ہر وقت چلا رہا ہے تاکہ مجھے خوراک اور ہوا ملے۔

ایک طرف اپنی لاچاریاں اور کمزوریاں دیکھتا ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت کی یہ بارش دیکھتا ہے تو اس سے اس کے دل میں اپنے منعم و محسن کی محبت جاگ اٹھتی ہے، تب اس کی زبان پر اس کی تعریف کا کلمہ جاری ہوتا ہے اور جسم کی ساری قوتیں مالک کو خوش کرنے اور اس کی خوشی کی راہ میں دوڑنے کے لیے وقف ہو جاتی ہے۔

اسی کیفیت اور جذبہ کا نام شکر و حمد ہے اور یہ تمام بھلائیوں کی جان ہے۔ اسی جذبہ کو زندہ کرنے اور ابھارنے کے لیے کتابیں اور رسول آتے رہے ہیں اور اسی جذبہ

کو ختم کرنا ابلیس کی اصلی مہم ہے۔

سوال یہ ہے کہ آدم علیہ السلام جانتے تھے کہ ان کے رب نے فلاں درخت کے پاس جانے سے منع کیا ہے تو کیوں اس ممانعت کے حکم کو توڑ بیٹھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس نے انہیں ایک لمبی مدت تک پرچایا۔ پوری کوشش کی کہ رب کی ربوبیت (پروردگاری) اور اس کے انعام کا احساس جو ان کے اندر زندہ ہے، کمزور ہو کر دب جائے، چنانچہ جب یہ شعور دب گیا تب ہی درخت کی طرف لپکے۔

غرض یہ شعور جتنا زندہ ہوگا، اتنا ہی آدمی اللہ کی فرمانبرداری میں آگے ہوگا، اور جب یہ شعور دب جائے، تب ہی آدمی کے لیے گناہ کی طرف جانا ممکن ہوگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں عورت کے بہائے ہوئے طوفان سے بخیریت بچ نکلے، صرف اس وجہ سے کہ انہیں اپنے رب کی ربوبیت یاد آئی۔ انہیں یاد آیا کہ میرے رب کا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اور میں اس کی نافرمانی کروں۔

﴿ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (یوسف: 23)

شکر کا جذبہ جب آدمی کے دل میں جاگ اٹھتا ہے تو اس کی زندگی بندگی کی راہ پر لگ جاتی ہے۔

شکر بحیثیت کفارہ گناہ:

((عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.)) [1]

''حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

[1] سنن ابو داود، کتاب اللباس، رقم: 4023۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

کہ ''جو شخص کھائے اور پھر یہ کہے: ''شکر ہے اللہ کا، جس نے مجھے یہ کھانا دیا بغیر میری اپنی تدبیر اور طاقت کے۔'' تو اس سے جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں، معاف ہو جائیں گے۔''

ایک شخص کھانا کھا کر یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے منعم و محسن نے مجھے کھانا بخشا، اس میں میری اپنی تدبیر اور جسمانی اور ذہنی قوت کا کیا دخل؟ ''اپنی تدبیر'' کیسی؟ اپنی قوت کیا؟ میں نہایت درجہ لاچار مخلوق ہوں اور جو کچھ میرے پاس ہے، وہ سب پروردگار ہی کی بخشش ہے اور یہ کھانا بھی اسی کی بخشش ہے، اگر وہ نہ دیتا تو مجھے کہاں سے ملتا۔

جس آدمی کا یہ حال ہو کہ محنت کر کے کماتا ہے اور کمائی سامنے آتی ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ میرے رب کی بخشش ہے تو سوچنے کی بات ہے کہ وہ جان بوجھ کر گناہ کرے گا؟ اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً معافی کے لیے اپنے رب سے درخواست نہ کرے گا؟ اس کے گناہ معاف نہ ہوں گے تو اور کس کے ہوں گے؟

نئے لباس پر شکر گزاری:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاِسْمِهٖ عَمَامَةً اَوْ قَمِیْصًا اَوْ رِدَاءً یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِیْهِ، اَسْئَلُكَ خَیْرَهٗ وَ خَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ.)) [1]

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے، عمامہ، کرتا یا چادر تو اس کا نام لے کر فرماتے: ''اے اللہ! تیرا

[1] سنن ابو داود، کتاب اللباس، رقم: 4020۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

شکر ہے کہ تو نے مجھے پہنایا، میں تجھ سے اس کی خیر کا طلب گار ہوں اور میں تیری پناہ میں اپنے آپ کو دیتا ہوں، اس کپڑے کی برائی سے اور اس کے مقصد کے برے پہلو سے جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔''

کپڑا ہو یا کوئی دوسری چیز، اس کا استعمال برائی میں بھی ہوسکتا ہے اور بھلائی میں بھی۔ مومن کپڑے کو اللہ کا انعام جانتا ہے اور اس کے ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ میں یہ نعمت استعمال کرتے ہوئے برا کام نہ کروں، کسی برے مقصد کے لیے اسے استعمال نہ کروں۔ بلکہ مجھے اس کی توفیق ملے کہ اس کا استعمال اچھے مقصد کے لیے ہو۔ اس کا یہ سوچنے کا ڈھنگ صرف کپڑے کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا بلکہ ہر نعمت پا کر وہ یوں سوچتا ہے اور اسی طرح کی دعا مانگتا ہے۔

سوار ہوتے وقت شکر ادا کرنا:

((عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ .))[1]

''علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس سواری کا جانور لایا گیا تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت

[1] سنن أبوداؤد، كتاب الجهاد، رقم: 2602، سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: 3446، مستدرك حاكم: 199/2۔ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

فرمایا: ''اللہ کے نام سے۔'' پھر جب اس کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ گئے تو فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے قابو میں اس کو دیا، ہم اپنی طاقت کے بل پر اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور ہم اپنے رب کے پاس پلٹ کر جانے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اونٹوں، گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو انسان کے لیے مسخر نہ کیا ہوتا تو انسان جو ان سے طاقت میں کم اور جسم میں چھوٹا ہے، کیسے قابو میں لا سکتا تھا؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسا قانون بنایا ہے کہ نہایت آسانی سے قابو میں آجاتے ہیں۔ مومن اس پر شکر ادا کرتا ہے اور اس کا ذہن فوراً آخرت کی طرف پلٹ جاتا ہے کہ اللہ نے مجھے یہ سب نعمتیں بخشیں، ان کا وہ مجھ سے حساب لے گا......غور کیجیے جس کے سوچنے کا ڈھنگ یہ ہو وہ عمل کے میدان میں کتنا آگے ہوگا؟

شکر کا بدلہ (بیت الحمد):

((عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَلَائِکَتِهٖ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ، فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَیَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ، فَیَقُوْلُ: فَمَا ذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَ اسْتَرْجَعَ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِبْنُوْ لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ سَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ.))[1]

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی بندے کا کوئی لڑکا مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا

[1] سنن ترمذی، کتاب الجنائز، رقم: 1001، سلسلة الصحیحة، رقم: 1408.

ہے: ''کیا تم نے میرے بندے کے لڑکے کی جان قبض کر لی؟'' وہ کہتے ہیں: ''ہاں۔'' پھر وہ ان سے پوچھتا ہے: ''تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان قبض کر لی؟'' وہ کہتے ہیں: ''ہاں۔'' پھر وہ ان سے پوچھتا ہے کہ ''میرے بندے نے کیا کہا؟'' وہ کہتے ہیں کہ اس مصیبت پر اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا۔ تب اللہ تعالیٰ ان سے کہتا ہے کہ میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔''

اس بندہ مومن نے حمد کی، یعنی یہ کہا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے میں بیٹے کے چھن جانے پر تجھ سے بدگمان نہیں ہوں، تو جو کچھ کرتا ہے وہ ظلم و ناانصافی نہیں کرتا۔ اپنی چیز اگر کوئی لے لے تو اس سے ناراضی کیوں۔

اِنَّـا لِـلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ یہ صبر کا کلمہ ہے اور انسان کو صبر کی تعلیم دیتا ہے، کیونکہ اس کے معنی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے غلام اور بندے ہیں۔ ہمارا کام اس کی منشا کے مطابق دنیا میں زندگی گزارنا ہے اور اسی کے پاس لوٹ کر جائیں گے۔ اگر انہوں نے مصیبت پر صبر کیا تو اچھا بدلہ ملے گا ورنہ برے بدلے سے دوچار ہوں گے۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ اس طرح کا سوچنا مصیبت کو آسان کر دیتا ہے۔

صبر و شکر......خیر کثیر:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَ لَيْسَ ذٰلِكَ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ ، اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ ، وَ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ .))[1]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد، رقم: 7500.

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مومن کی حالت بھی عجب ہوتی ہے، وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے اس سے خیر اور بھلائی ہی سمیٹتا ہے اور یہ مومن کے سوا کسی کو نصیب نہیں۔ اگر وہ تنگ دستی، بیماری اور دکھ کی حالت میں ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور کشادگی کی حالت میں ہوتا ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ دونوں حالتیں اس کے لیے بھلائی کا سبب بنتی ہیں۔''

جذبہ شکر پیدا کرنے کی تدبیر:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَ لَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ.))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ لوگ جو تم سے مال و دولت اور دنیاوی جاہ و مرتبہ میں کم ہیں، ان کی طرف دیکھو (تو تمہارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہوگا) اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھو جو تم سے مال و دولت میں اور دنیاوی ساز و سامان میں بڑھے ہوئے ہیں، تاکہ جو نعمتیں تمہیں اس وقت ملی ہوئی ہیں، وہ تمہاری نگاہ میں حقیر نہ ہوں۔ (ورنہ اللہ کی ناشکری کا جذبہ ابھر آئے گا)۔''

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر دو مرتبہ ارشاد فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، پھر فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا ترک نہ کرنا اسے ضرور پڑھنا۔

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد، رقم: 7430، سنن ترمذی، رقم: 4142.

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ .)) ❶

''اے اللہ! تو میری مدد فرما اپنا ذکر کرنے، اپنا شکر ادا کرنے اور اچھے انداز سے عبادت ادا کرنے پر۔''

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، باب الإستغفار، رقم: 1522۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

34

صبر واستقامت

حالتِ خوشی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اور آزمائش، مصیبت اور پریشانی میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ صبر وشکر بڑی عظیم عبادات ہیں۔ مثل مشہور ہے:

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے

صبر......بہترین نیکی:

((قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَ مَا أُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَّ اَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.)) ❶

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو صبر دے گا، اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔''

جو شخص آزمائش میں پڑنے پر صبر کرتا ہے تو اس وقت تک صبر نہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ پر اس کو اعتماد اور یقین نہ ہو۔ پھر وہ شخص ہرگز صبر نہیں کرسکتا جس کے اندر شکر کی صفت نہ پائی جاتی ہو۔ اس طرح غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ صبر کی صفت اپنے ساتھ کتنی خوبیاں سمیٹتی ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الزکاة، رقم: 1469.

فطری رنج اور صبر:

((عَنْ أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّ ابْنِیْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا ، فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ: اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَ لْتَحْتَسِبْ ، فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَاتِيَنَّهَا ، فَقَامَ وَ مَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَ اُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ وَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ رِجَالٌ رضی اللہ عنہم فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّبِیُّ فَاَقْعَدَهٗ فِیْ حِجْرِهٖ وَ نَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هٰذَا؟ فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ .))❶

''حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی صاحب زادی نے پیغام بھیجا کہ میرا لڑکا جان کنی کی حالت میں ہے، تشریف لائیں، آپ ﷺ نے سلام کہلا بھیجا اور یہ کہ ''جو کچھ اللہ تعالیٰ لیتا ہے وہ اسی کا ہے اور جو کچھ دیتا ہے وہ اسی کا ہے اور ہر چیز اس کے یہاں طے شدہ ہوتی ہے اور ہر ایک کی مدت مقرر ہوتی ہے۔ تو تم آخرت میں اجر پانے کی نیت سے صبر کرو۔ پھر انہوں نے اس تاکید کے ساتھ کہلا بھیجا کہ ضرور تشریف لائیں۔ تب آپ ﷺ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے۔ بچے کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے گود میں اٹھا لیا۔ اس وقت اس کا دم نکل رہا تھا۔ اس

❶ صحيح بخاری، كتاب الجنائز، رقم: 1284.

منظر کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے، تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے (یعنی آپ ﷺ روتے ہیں، کیا یہ صبر کے خلاف بات نہیں ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں یہ صبر کے خلاف نہیں ہے یہ رحم کا جذبہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے۔''

صبر...... گناہوں کا کفارہ:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَ الْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِهٖ، وَ وَلَدِهٖ وَ مَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَ مَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ .))❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن مردوں اور عورتوں پر وقتاً فوقتاً آزمائشیں آتی رہتی ہیں۔ کبھی خود اس پر مصیبت آتی ہے، کبھی اس کا لڑکا مر جاتا ہے، کبھی اس کا مال تباہ ہو جاتا ہے (اور وہ ان تمام مصیبتوں میں صبر اختیار کر لیتا ہے اور اس طرح اس کے قلب کی صفائی ہوتی رہتی ہے اور برائیوں سے دور ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے تو اس حال میں ملتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔''

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّ لَا وَصَبٍ وَ لَا هَمٍّ وَ لَا حُزْنٍ وَ لَا اَذًى وَ لَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ مِنْ خَطَايَاهُ .))❷

❶ سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: 2399، سلسلة الصحيحة، رقم: 2280.

❷ صحيح بخاری، كتاب المرضى، رقم: 5641 و 5642، صحيح مسلم، رقم: 2573.

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کسی مسلمان کو کوئی قلبی تکلیف، کوئی جسمانی بیماری، کوئی دکھ اور غم پہنچتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ بھی اس کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔''

آزمائش میں تسلیم و رضا:

((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ .))❶

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آزمائش جتنی سخت ہوگی اتنا ہی بڑا انعام ملے گا (بشرطیکہ آدمی مصیبت سے گھبرا کر راہ حق سے بھاگ نہ کھڑا ہو) اور اللہ تعالیٰ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور صاف کرنے کے لیے) آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہیں اور صبر کریں تو اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوتا ہے اور جو لوگ اس آزمائش میں اللہ تعالیٰ سے ناراض رہیں، تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے۔''

استقامت......ایک جامع ہدایت:

((عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْ لِّيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ، قَالَ: قُلْ:

❶ سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: 2396، سنن ابن ماجة، رقم: 1431۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ .))❶

''حضرت سفیان بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اسلام کے سلسلہ میں ایسی جامع بات مجھے بتا دیجیے کہ پھر کسی اور سے مجھے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ''((اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ)) کہواور پھراس پر جم جاؤ۔''

یعنی دین توحید (اسلام) کو آدمی اختیار کرے، اسے اپنی زندگی کا دین بنائے اور پھر کیسے ہی ناسازگار حالات سے گزرنا پڑے، اس پر جما رہے، یہ ہے دنیا اور آخرت میں کامیابی کی کنجی۔

صابر، خوش بخت انسان:

((عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ السَّعِيْدَ لِمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ (ثَلَاثًا) وَ لَمَنِ ابْتُلِىَ فَصَبَرَ فَوَاهًا .))❷

''حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ''بلاشبہ خوش نصیب ہے وہ شخص جو فتنوں سے محفوظ رہا''...... (یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی)، لیکن جو امتحان اور آزمائش میں ڈالا گیا، پھر بھی حق پر جما رہا تو اس کے کیا کہنے۔ایسے آدمی کے لیے شاباش ہے۔''

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: 159.

❷ سنن ابو داود، کتاب الفتن و الملاحم، رقم: 4263، سلسلة الصحيحة، رقم: 973.

مشکلات پر صبر:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ایک ایسا وقت آ جائے گا جس میں اہل دین کے لیے صبر کرنا انگارے کو ہاتھ میں لینے کی طرح ہو گا۔''

مطلب یہ کہ حالات انتہائی ناسازگار ہوں گے۔ باطل کا غلبہ ہو گا۔ حق مغلوب ہو گا، لوگوں کی اکثریت دنیا پرست ہو جائے گی۔ ایسی حالت میں دین پر جمنے والوں کو خوشخبری دی گئی ہے، انگاروں سے کھیلنا بہادری کا کام ہو سکتا ہے، بزدل لوگ اس طرح کا کھیل نہیں کھیلا کرتے۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرائے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الفتن، رقم: 2260، سلسلة الصحيحة، رقم: 975.

35

توکل

توکل کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل بنانا اور اس پر پورا اعتماد کرنا اور وکیل کہتے ہیں سرپرست کو اور سرپرست اس کو کہتے ہیں جو بہتری اور بھلائی کی بات سوچے اور خرابیوں سے بچائے۔ مومن کا وکیل اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ آئے، وہ بھلائی ہے، اسی میں میری بہتری ہے، اللہ جس حال میں رکھے گا، میں اس سے خوش ہوں۔ مومن اپنی سی کوشش کرتا ہے اور پھر اپنے معاملہ کو اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اے رب! تیرے کمزور بندے نے اس کام کے کرنے میں اپنی پوری کوشش کر لی، میں کمزور اور ناتواں ہوں۔ اس کام میں جو کوتاہی رہ گئی ہے وہ تو پوری کر دے۔ تو غالب اور طاقتور ہے۔

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر فیصلہ اس کی تیزی کا اللہ کے حوالے کر

جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول ہے:

''اللہ کی ذات پر توکل ہی ایمان کی جڑ اور بنیاد ہے۔''[1]

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا

[1] مصنف ابن أبی شیبة : 202/6.

يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا .))❶

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ''تم لوگ اگر اللہ تعالیٰ پر ٹھیک سے توکل کرو تو وہ تمہیں روزی دے گا، جیسے کہ وہ چڑیوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو جب روزی کی تلاش میں گھونسلوں سے روانہ ہوتی ہیں تو ان کے پیٹ پچکے ہوئے ہوتے ہیں اور شام کو جب اپنے گھونسلوں میں آتی ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔''

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَ مِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهٗ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ، وَ مِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ .))❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی خوش نصیبی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اس کے لیے فیصلہ کرے، اس سے راضی ہو۔ اس پر قناعت کرے اور آدمی کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی کی دعا نہ کرے اور آدمی کی بدنصیبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر ناراض ہو۔''

تدبیر و توکل:

((قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَعْقِلُهَا وَ اَتَوَكَّلُ؟ اَوْ اُطْلِقُهَا وَ اَتَوَكَّلُ؟ قَالَ اِعْقِلْهَا وَ تَوَكَّلْ .))❸

❶ سنن ترمذی، کتاب الزھد، رقم: 2344۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ سنن ترمذی، کتاب القدر، رقم: 2151، التعلیق الرغیب: 244/1.
❸ سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة و الرقائق، رقم: 2517۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنی اونٹنی کو باندھوں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کروں یا اسے چھوڑ دوں اور توکل کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔''

کسی چیز کو حاصل کرنے کی جو تدبیر ہوسکتی ہے وہ پوری طرح کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ میں نے تو ممکن تدبیر کر لی اب تو مدد فرما، یہ ہے توکل۔

توکل ذریعہ اطمینان:

((عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ! اِنَّ قَلْبَ ابْنَ آدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ، وَ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ.))[1]

''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''آدمی کا دل ہر وادی میں بھٹکتا رہتا ہے، تو جو شخص اپنے دل کو وادیوں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دے گا تو اللہ تعالیٰ کو پروا نہ ہوگی کہ اس کو کون سی وادی تباہ کرتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان وادیوں اور راستوں میں بھٹکنے اور تباہ ہونے سے بچائے گا۔''

اگر آدمی اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل اور سرپرست نہیں بناتا تو اس کا دل ہمیشہ پریشان رہے گا اور مختلف قسم کے جذبات کا گھر بنا رہے گا۔ لیکن جو شخص اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف موڑ دے گا اس کو یکسوئی حاصل ہوگی۔

بایں وجہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمایا:

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم: 4166، المشكاة، رقم: 5309.

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴾ (التوبة : 129)

''پھر بھی اگر وہ پھریں تو کہہ دیجیے: مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔''

36

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو

اصلاح نفس کے لیے ضروری ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((اِغْتَنِمْ خَمْسًا: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ، وَ غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَ فِرَاغَكَ قَبْلَ شَغْلِكَ، وَ حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ .))[1]

''تم پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: ◈ اپنی جوانی کو انتہائی بڑھاپا آنے سے پہلے ◈ اپنی صحت کو بیماری کے آنے سے پہلے ◈ اپنی فراغت کو مشغولیت سے پہلے ◈ اپنی خوشحالی کو اپنی محتاجی سے پہلے اور ◈ اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔''

یعنی جوانی میں خوب عمل کرلو کیوں کہ سخت بڑھاپے کی حالت میں باوجود خواہش کے کچھ نہیں کرسکو گے اور اپنی تندرستی کو آخرت کی تیاری میں لگا دو۔ ہوسکتا ہے کہ بیمار پڑ جاؤ اور کچھ نہ کرسکو اور جب اللہ خوشحالی دے تو اس سے آخرت کا کام لو، ہوسکتا ہے کہ تم غریب ہو جاؤ اور پھر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا موقع ہی نہ رہے۔ غرض یہ کہ اس پوری زندگی کو اللہ کے کام میں لگاؤ۔ ورنہ موت آ کر عمل کے سارے امکانات کو ختم کر دے گی۔

---

[1] شرح السنة للبغوی: رقم: 4021، مشکوة، رقم: 5174.

37

پانچ باتوں کی جواب طلبی کے لیے تیار رہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا۝۱۳ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۝۱۴ؕ﴾

(بنی اسرائیل : 13، 14)

''اور ہم نے ہر انسان کا عمل (نامہ) اس کی گردن سے لگا دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کے لیے ایک کتاب نکالیں گے جس سے وہ ملے گا جبکہ وہ کھلی ہوگی۔ (کہا جائے گا:) اپنا اعمال نامہ پڑھ، آج تیرا نفس ہی تیرا حساب لینے والا کافی ہے۔''

((عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ ، عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ ، وَ عَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَا فَعَلَ ، وَ عَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اِكْتَسَبَهٗ وَ فِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَ عَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ .)) [1]

''حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة و الرقائق، رقم: 2415- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت سے آدمی نہیں ہٹ سکتا جب تک اس سے پانچ باتوں کے بارے میں حساب نہیں لے لیا جاتا، اس سے پوچھا جائے گا کہ عمر کن مشاغل میں گزاری؟ دین کا علم حاصل کیا تو اس پر کہاں تک عمل کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور جسم کو کس کام میں گھلایا؟''

پس ضروری ہے کہ آپ اپنے نفس کو ماریں، نفس کا جہاد کریں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ .))❶

''مجاہد وہ ہے جس نے اپنے اللہ کی اطاعت پر جھکانے کے لیے جہاد کیا۔''

---

❶ سنن ترمذی، رقم: 1621، مسند أحمد: 20/6، 22، سلسلة الصحيحة، رقم: 549.

38

غصب وخیانت

ظلم کی سزا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ .))❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص کسی بالشت بھر زمین ظلماً (زبردستی) لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالے گا۔''

غصب کی حرمت:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا لَا تَظْلِمُوْا، اَلَا لَا يَحِلُّ مَالَ امْرِئٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ .))❷

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سنو! ظلم نہ کرو، خبردار! کسی آدمی کا مال جائز نہیں ہے مگر اس وقت جب کہ صاحب مال اپنی خوشی سے دے۔''

مختلف مالی معاملات میں ارشادات:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْعَارِيَةُ مُّوَدَّاةٌ، اَلْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ، وَ

❶ صحيح بخاری، كتاب بدء الخلق، رقم: 3198.

❷ مسند احمد: 72/5، المشكوة، رقم: 2946۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اَلدَّيْنَ مَقْضِيٌّ ، الزَّعِيْمُ غَارِمٌ .))❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عــــــاریۃً لی گئی چیز ادا کی جائے گی اور "مـنحـه" واپس کی جائے گی اور قرض ادا کیا جائے گا اور ضمانت لینے والا ضمانت ادا کرے گا۔''

عاریۃً کے معنی منگنی کے ہیں یعنی جو چیز کسی سے آپ بطور منگنی کے مانگ لائیں تو اسے ادا کرنا ہوگا اور "مـنـحۃً" کے معنی دودھاری اونٹنی کے ہیں۔ عرب میں دستور تھا کہ مال دار لوگ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں یا دوستوں کو دودھ استعمال کرنے کے لیے اونٹنی دیتے تھے۔ تو آپ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ دودھ پینے کے لیے جو جانور کسی کو دیا جائے تو جب اس کا دودھ ختم ہو جائے تو جانور اصل مالک کو لوٹایا جائے گا اور قرضہ ادا کیا جائے گا۔ اسے ہضم نہیں کیا جا سکتا اور جو کوئی شخص کسی کا ضامن ہے تو اس سے وصول کیا جائے گا۔

خائن سے بھی خیانت کرنے کی ممانعت:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ .))❷

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے تمہیں قابل اعتماد جان کر اپنی امانت تمہارے پاس رکھی ہے، اس کی امانت واپس کر دو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو۔'' (بلکہ اپنے حق کو وصول کرنے کے لیے دوسرے جائز طریقے اختیار کرو)۔

❶ سنن ترمذی ، کتاب الوصایا ، رقم: 2120 .
❷ سنن ترمذی ، کتاب البیوع ، رقم: 124 .

خیانت میں شیطان کے لیے کشش:

((قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ: اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَا لَمْ یَخُنْ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ، فَاِذَا خَانَہٗ، خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِھِمَا (وَ فِیْ رِوَایَۃٍ) وَ جَاءَ الشَّیْطَانَ .))[1]

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب تک کسی کاروبار کے دو ساجھی باہم خیانت نہ کریں، میں ان کے ساتھ رہتا ہوں، لیکن جب ایک شریک دوسرے شریک سے خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے نکل آتا ہوں (اور ایک روایت میں ہے) اور شیطان آ جاتا ہے۔''

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کاروبار میں شریک لوگ جب تک آپس میں خیانت اور چال بازی نہیں کرتے، تب تک میں ان کی مدد کرتا ہوں اور ان کے کاروبار میں اور باہمی تعلقات میں برکت عطا کرتا ہوں لیکن جب ان میں سے کسی کی نیت بد ہو جاتی ہے اور خیانت کرنے لگ جاتا ہے تب میں اپنی رحمت اور مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہوں اور پھر شیطان آ جاتا ہے جو ان کو اور ان کے کاروبار کو تباہی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

[1] سنن ابو داود، کتاب البیوع، رقم: 3383، ارواء الغلیل، رقم: 1468.

39

تنگدست کو قرض دینا

تنگ دست قرض دار کو مہلت دینے کا اجر:

((اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ .))❶

''نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی لوگوں کو قرضہ دیا کرتا تھا پھر وہ اپنے کارندے کو جسے وہ قرضہ کی وصولی کے لیے بھیجتا، یہی ہدایت دیتا کہ اگر تو کسی تنگ دست قرض دار کے پاس پہنچے تو اس کو معاف کر دینا، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ درگزر کا معاملہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص جب اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ کیا۔''

قیامت کے دن غم اور گھٹن سے بچنے کا طریقہ:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ .))❷

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے

❶ صحيح بخاری ، كتاب احاديث الانبياء ، رقم: 348 .
❷ صحيح مسلم ، كتاب المساقاة ، رقم ، 4000 .

قیامت کے دن غم اور گھٹن سے بچائے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے اوپر سے اتار دے۔''

مسلمان بھائی کے قرض کی ادائیگی:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِجَنَازَةٍ لِّیُصَلِّیَ عَلَیْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلٰی صَاحِبِکُمْ دَیْنٌ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ هَلْ تَرَكَ لَهٗ مِنْ وَفَاءٍ؟ قَالُوْا لا، قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ قَالَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیَّ دَیْنُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ وَ فِیْ رِوَایَةٍ مَعْنَاهُ. وَ قَالَ فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَكَ مِنَ النَّارِ كَمَا فَكَّتَ رِهَانَ اَخِیْكَ الْمُسْلِمِ، لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ یُقْضِیْ عَنْ اَخِیْهِ دَیْنَهٗ اِلَّا فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.)) [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نماز پڑھانے کے لیے ایک جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس مرنے والے پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں! اس پر قرض ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ''اس نے کچھ مال چھوڑا ہے کہ جس سے یہ قرض ادا کیا جا سکے؟'' لوگوں نے کہا: ''نہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا۔)'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس قرض کو ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ تب آپ ﷺ آگے بڑھے

[1] شرح السنة: 213/8، رقم: 2155، سنن دارقطنی: 78/3، رقم: 291.

اور نماز پڑھائی اور فرمایا: (جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے) ''اے علی! اللہ تعالیٰ تجھے آگ سے بچائے اور تیری جان بخشی ہو جیسے کہ تو نے اپنے اس مسلمان بھائی کے قرض کی ذمہ داری لیکر اس کی جان چھڑائی۔ کوئی بھی مسلمان آدمی ایسا نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رہائی بخشے گا۔''

قیامت میں مقروض کی معافی نہیں:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: یُغْفَرُ لِلشَّہِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ .)) [1]

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں جان دی ہے اس کا ہر گناہ معاف ہو جائے گا سوائے قرض کے۔''

اوپر کی دونوں حدیثیں قرض ادا کرنے کی اہمیت کو خوب واضح کرتی ہیں۔ جس شخص نے اپنی جان تک اللہ کی راہ میں قربان کر دی، اس کے اوپر اگر کسی کا قرضہ ہے اور دے کر نہیں آیا ہے، وہ معاف نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ بندے کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے۔ جب تک قرض خواہ معاف نہ کرے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرے گا۔ اگر آدمی دینے کی نیت رکھتا ہو اور مر جائے اور ادا نہ کر سکے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صاحب حق کو بلائے گا اور معاف کرنے کے لیے اس سے کہے گا اور اس کے بدلے اسے جنت کی نعمتیں دینے کا وعدہ کرے گا تو صاحب حق اپنے حق کو معاف کر دے گا۔ لیکن اگر کسی نے قدرت رکھنے کے باوجود ادا نہ کیا اور صاحب حق کو اس کا حق نہیں لوٹایا، دنیا میں اس سے معاف نہیں کرایا تو اس کی معافی کی قیامت میں کوئی

[1] صحيح مسلم، كتاب الامارة، رقم: 4883.

صورت نہیں۔

حسن ادائیگی:

((عَنْ اَبِی رَافِعٍ قَالَ: اِسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَكْرًا فَجَاءَ تْهُ اِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ ، فَاَمَرَنِی اَنْ اَقْضِیَ الرَّجُلَ بَكْرَهٗ فَقُلْتُ: لَا اَجِدُ اِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رُبَاعِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَعْطِهٖ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً .))❶

''حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نوعمر اونٹ کسی سے قرض لیا، پھر آپ ﷺ کے پاس زکوٰۃ کے کچھ اونٹ آئے، تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس آدمی کا نوعمر اونٹ ادا کروں۔ میں نے کہا ان اونٹوں میں صرف ایک اونٹ ہے جو بہت عمدہ ہے اور سات سال کا ہے۔'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہی اسے دے دو، اس لیے کہ بہترین آدمی وہ ہے جو بہترین طریقہ پر قرض ادا کرتا ہو۔''

مال دار کی ٹال مٹول ظلم:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ، فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيْءٍ فَلْيَتْبَعْ .))❷

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال دار قرض دار کا قرضہ ادا کرنے میں ٹال مٹول ظلم ہے اور اگر قرض دار کہے کہ تم اپنا قرضہ فلاں خوشحال آدمی سے لے لو، تو خواہ مخواہ قرض دار کے سر پر سوار نہ رہنا چاہیے، اس کی یہ بات

❶ صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، رقم: 4108.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، رقم: 4002.

مان لے اور جس کا اس نے حوالہ دیا ہے اس سے جا کر لے لے۔''

مطلب یہ ہے کہ آدمی کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے اور وہ کہتا ہے کہ جاؤ فلاں شخص سے لے لو، ہمارے اس کے درمیان بات چیت ہو چکی ہے، وہ ادا کرنے پر راضی ہے تو قرض خواہ کو نہ چاہیے کہ وہ کہے کہ میں تو تجھی سے لوں گا میں کسی اور کو کیا جانوں، بلکہ اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے، جس کا وہ حوالہ دے رہا ہے، اس سے وصول کرے۔

ادائیگی قرض میں نیت کا اثر:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَ هَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ ، وَ مَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ .))❶

''نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''جو لوگوں کا مال (بطورِ قرض) لے اور وہ نیت اس کے ادا کرنے کی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دے گا اور جس شخص نے مال بطور قرض لیا اور نیت ادا کرنے کی نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس کی وجہ سے تباہ کر دے گا۔''

ٹال مٹول کی قانونی سزا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ وَ عُقُوْبَتَهٗ .))❷

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قرض ادا کر سکنے والے کا ٹال مٹول حلال کر دیتا ہے اس کی آبرو کو اور اس کی سزا کو۔''

❶ صحیح بخاری، كتاب المساقاة، رقم: 2387.

❷ سنن ابو داود، اول كتاب الاقضية، رقم: 3628۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

''آبرو'' کے حلال کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرض لے اور باوجود قدرت کے ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اس کا یہ جرم ایسا ہے کہ سوسائٹی کی نگاہ میں اس کو گرایا جا سکتا ہے اور اس کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اگر اسلامی نظام کسی ملک میں قائم ہے اور وہاں کوئی ایسا شخص پایا جائے تو اسلامی نظام کے کارندے اس کو سزا دے سکتے ہیں اور اس کو ذلیل کرنے کے دوسرے طریقے بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

40

مزدور کی اجرت ادا کرو

مزدور کے حقوق:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَجِفَّ عَرَقُهٗ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو۔''

کیوں کہ مزدور کہتے ہیں اس شخص کو جسے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے روز محنت کرنا پڑتی ہے۔ اب اگر اس کی مزدوری کسی دوسرے دن پر ٹال دی جائے یا مار لی جائے تو وہ شام کو کیا کھائے گا اور اپنے بچوں کو کیا کھلائے گا۔

مزدور کی وکالت اللہ تعالیٰ کرے گا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ اَعْطٰى بِیْ ثُمَّ غَدَرَ، وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ، وَ رَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَ لَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ .)) ❷

❶ سنن ابن ماجه، کتاب الحقوق، رقم: 2443، ارواء الغليل، رقم: 1498۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاجارة، رقم: 2270.

’’رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ ’’تین آدمی ہیں جن سے قیامت کے دن میرا جھگڑا ہوگا، ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر کوئی معاہدہ کیا پھر اس عہد کو توڑ ڈالا، دوسرا وہ شخص جس نے کسی شریف اور آزاد آدمی کو (اغوا کر کے) اسے بیچا اور اس کی قیمت لگائی۔ تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا پھر اس سے پورا کام لیا اور کام لینے کے بعد اس کو اس کی مزدوری نہیں دی۔‘‘

41

ناجائز وصیت

ناجائز وصیت کی سزا دوزخ ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَ الْمَرْاَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّ اِنَّ فِی الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ، ثُمَّ قَرَاَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (النساء : 12) .))[1]

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت میں گزارتے ہیں، پھر ان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ ورثا کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان دونوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں یہ آیت پڑھی: ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ﴾ سے لے کر ﴿وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ تک۔''

---

[1] سنن ابو داود، کتاب الوصایا، رقم: 2867، سنن ترمذی، کتاب الوصایا، رقم: 2117- امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

نیک آدمی بھی اپنے عزیزوں، رشتہ داروں سے خفا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے ترکہ میں سے انہیں کچھ نہ ملے تو مرتے وقت اپنے سارے مال کے بارے میں ایسی وصیت کر جاتا ہے جس سے یہ کہ ایک وارث یا تمام وارث محروم ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی ﷺ کی تشریحات کی رُو سے اسے حصہ ملنا چاہیے، ایسے مرد اور عورت کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کے باوجود آخر میں جہنم کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے اس مضمون کی تائید میں جو آیت پڑھی، وہ سورہ نساء کے دوسرے رکوع میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حصہ داروں کا حصہ مقرر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حصے میت کی وصیت کو اور قرضہ ادا کرنے کے بعد ورثا میں تقسیم ہوں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا خبردار! وصیت کے ذریعہ ورثا کو نقصان مت پہنچانا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا تاکیدی فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ علم اور حکمت والا ہے۔ اس نے یہ جو قانون بنایا ہے، وہ جہالت پر مبنی نہیں ہے بلکہ علم پر مبنی ہے اور اس میں حکمت کام کر رہی ہے، ناانصافی اور ظلم کا شائبہ تک نہیں ہے، لہٰذا قانون کو خوش دلی سے قبول کرو۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی بات مانیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول کی نافرمانی کریں گے اور اس کی مقرر کردہ حدوں کو توڑیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب ہوگا۔

وراثت سے محروم کرنا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))❶

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے وارث کو وراثت سے محروم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کی میراث سے محروم کر دے گا۔''

وارث کے حق میں وصیت کا جائز نہ ہونا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَجُوْزُ وَصِيَّةٌ لِّوَارِثٍ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ الْوَرَثَةُ .))❷

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''کسی وارث کے حق میں مرنے والے کی وصیت جاری نہ ہوگی مگر جب کہ دوسرے ورثا چاہیں۔''

وصیت کی آخری حد:

((عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ: عَادَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَا مَرِيْضٌ فَقَالَ اَوْصَيْتَ؟ قُلْتُ نَعَمْ ، قَالَ بِكَمْ؟ قُلْتُ بِمَالِیْ كُلِّهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، قَالَ فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ؟ قُلْتُ هُمْ اَغْنِيَاءُ بِخَيْرٍ ، فَقَالَ اَوْصِ بِالْعَشْرِ ، فَمَازِلْتُ اُنَاقِصُهٗ

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الوصاويا، رقم: 2703، المشكاة، رقم: 3078.

❷ سنن دارقطني: 37/4، رقم: 89، مشكوة، رقم: 3074۔ مجموعی طرق کے ساتھ یہ روایت صحیح ہے۔

حَتّٰى قَالَ: اَوْصِ بِالثُّلُثِ وَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ .))❶

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ''کیا تو نے وصیت کی ہے؟'' میں نے کہا: ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کتنے کی وصیت کی ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی راہ میں، میں نے اپنے پورے مال کی وصیت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر اپنے بچوں کے لیے کیا چھوڑا؟ میں نے کہا: وہ مال دار ہیں، اچھی حالت میں ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کر۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں برابر کہتا رہا کہ حضور! یہ تو بہت کم ہے کچھ اور بڑھایئے۔ بالآخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا اپنے مال کے تہائی کی وصیت کرو اور یہ بہت ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے والا اپنے مال کے صرف ایک تہائی میں وصیت کر سکتا ہے۔ اس میں اس کو اختیار ہے کہ چاہے کسی مدرسہ یا مسجد کے لیے وقف کرے یا کسی بھی ضرورت مند مسلمان کے حق میں وصیت کرے، اس کو آزادی ہے۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ وہ پہلے یہ دیکھے کہ عزیزوں، رشتہ داروں میں سے کس کو حصہ نہیں ملا ہے اور اس کی حالت کیسے ہے۔ اگر کوئی ایسا ہے جس کو قانون کی رُو سے وراثت میں حصہ نہیں ملا اور بال بچوں والا ہے اور مالی حالت اچھی نہیں ہے تو اس کے حق میں وصیت کرنا زیادہ باعثِ ثواب ہوگا۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، رقم: 975، سنن نسائی، کتاب الوصایا، رقم: 3631۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

42

مشتبہات سے پرہیز

شبہات میں مبتلا کرنے والے اُمور سے بچنا دوا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝﴾ (آل عمران : 7)

''وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی جس میں کچھ آیات محکم (واضح) ہیں جو اس کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور کچھ دوسری متشابہات (غیر واضح) ہیں، پھر جن لوگوں کے دل میں ٹیڑھ ہے وہ ان میں سے انھی آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ (غیر واضح) ہیں، ان کا مقصد محض فتنے اور تاویل کی تلاش ہوتا ہے، حالانکہ اللہ کے سوا کوئی بھی ان کی تاویل نہیں جانتا، اور جو لوگ علم پختہ ہیں وہ کہتے ہیں: ہمارا ان (متشابہات) پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں۔''

((عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ ، وَ

الْـحَـرَامُ بَيِّـنٌ ، وَ بَيْنَهُمَا أُمُوْرٌ مُشْتَبِهَةٌ ، فَمَنْ تَرَكَ مَا يَشْتَبِهُ عَـلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لَمَّا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ ، وَ مَنِ اجْتَرَءَ عَلٰى مَا يَشُكُّ فِيْــهِ مِـنَ الْإِثْـمِ ، أَوْ شَكَّ أَنْ يُـوَاقِعَ مَـا اسْتَبَـانَ ، وَ الْـمَـعَـاصِيْ حِمَى اللّٰهِ ، مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوْشَكُ أَنْ يُوَاقِعَهٗ .))[1]

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں، تو جو شخص مشتبہ گناہ سے بچے گا وہ بدرجہ اولیٰ کھلے ہوئے گناہوں سے بچے گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کے کر ڈالنے میں جرأت دکھائے گا تو کھلے ہوئے گناہوں میں اس کا پڑ جانا بہت زیادہ متوقع ہے اور معصیتیں اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ ہیں (جس کے اندر جانے کی اجازت نہیں اور اس کے اندر بلا اجازت گھس جانا جرم ہے) جو جانور ممنوعہ علاقہ کے آس پاس چرتا ہے، اس کا ممنوعہ علاقہ میں جا پڑنا بہت زیادہ متوقع ہے۔''

حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز جس کا نہ تو حرام ہونا قطعی طور پر معلوم ہو اور نہ حلال ہونا صاف صاف معلوم ہو، اس کے بعض پہلو حلال معلوم ہوں اور بعض حرام دکھائی دیتے ہوئے، تو مومن کا کام یہ ہے کہ اس کے پاس نہ جائے اور ظاہر ہے کہ جو مشتبہ چیزوں سے دور بھاگتا ہو وہ کھلے ہوئے حرام کام کیسے کر سکتا ہے؟ اس کے برعکس جو مشتبہ چیزوں کے ناجائز پہلوؤں کے دیکھنے کے باوجود اسے اختیار کرتا

[1] صحيح بخاری، کتاب البيوع، رقم: 2051.

ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دل کھلے ہوئے حرام کو اختیار کرنے پر دلیر ہو جائے گا اور یہ دل کی نہایت خطرناک حالت ہے۔

((عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِهٖ حَذْرًا لِمَابِهِ الْبَاْسُ.)) [1]

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اللہ کے متقی بندوں کی فہرست میں نہیں آ سکتا، جب تک کہ گناہ میں پڑنے کے ڈر سے وہ چیز نہ چھوڑ دے جس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ ایک چیز جو مباح کے درجہ کی ہے جس کے کرنے میں گناہ نہیں ہے لیکن اس کی سرحد گناہ سے ملی ہوئی ہے۔ آدمی محسوس کرتا ہے کہ اگر میں اس مباح کی منڈیر پر گشت لگاتا رہوں تو ممکن ہے قدم پھسل جائے اور میں گناہ میں گر پڑوں، اس ڈر سے وہ مباح سے فائدہ اٹھانا چھوڑ دیتا ہے۔ دل کی یہی وہ حالت ہے جس کو شریعت کی زبان میں تقویٰ کا نام دیا گیا ہے اور ایسا صاحب دل آدمی حقیقتاً متقی ہے۔ قرآن مجید میں جہاں احکام کی خلاف ورزی سے روکنا مقصود ہے وہاں وہ یہ نہیں کہتا کہ ''میری مقررہ کی ہوئی حدوں کو نہ پھلانگنا'' بلکہ یوں کہتا ہے کہ ''یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، ان کے قریب نہ جانا۔''

---

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة و الرقائق و الورع، رقم: 2451، سنن ابن ماجه، رقم: 4215۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

43

بیمار کی عیادت

عیادت سے مراد صرف کسی مریض کے یہاں چلا جانا اور مزاج پرسی کرنا ہی نہیں ہے بلکہ بیمار کی حقیقی اور اصل عیادت یہ ہے کہ اگر وہ غریب ہو تو اس کے لیے دوا دارو کا انتظام کیا جائے۔ یا غریب تو نہیں ہے، مگر کوئی وقت پر دوا لانے اور پلانے والا نہیں ہے تو اس کی فکر کی جائے۔

عیادت اور تعلق باللہ:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَابْنَ اٰدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِىْ، قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ؟ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ، قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِىْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِىْ عِنْدَهٗ؟)) [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تھا تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔'' تو وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا، تو رب العالمین ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو تو

[1] صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة، رقم: 6556.

نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو اس کے پاس مجھے پاتا۔''

مریض، بھوکے اور قیدی سے حسنِ سلوک:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَ عُوْدُوا الْمَرِيْضَ، وَ فُكُّوا الْعَانِيَ .)) ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیمار کی عیادت کرو، اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کی رہائی کا انتظام کرو۔''

غیر مسلم کی عیادت:

((كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدَمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهِ فَقَالَ لَهُ: اَسْلِمْ، فَنَظَرَ اِلَى اَبِيْهِ وَ هُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، فَاَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَ هُوَ يَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ .)) ❷

''ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار پڑا تو حضور ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے بیٹھے اور اس سے کہا کہ ''تو اسلام لے آ۔'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں اس کے پاس تھا۔ اس نے کہا کہ تو ابو القاسم (محمد ﷺ) کا کہنا مان۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اس کے یہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے: ''شکر ہے اللہ کا جس نے جہنم سے اسے بچالیا۔''

❶ صحیح بخاری، کتاب المرضی، رقم: 5649.

❷ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: 1356.

حضور پاک ﷺ کی پاکیزہ سیرت سے دوست اور دشمن سب ہی واقف تھے۔ اس یہودی کو حضور ﷺ سے ذاتی تعلق تھا، اس لیے اس نے اپنے لڑکے کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔

عیادت کے آداب:

((قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَ قِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعَيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ.))[1]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ''مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلے میں شور وشغب نہ کرو اور کم بیٹھنا سنت ہے۔''

یہ ہدایت عام بیماروں کے لیے ہے، لیکن اگر کسی کا بے تکلف دوست بیمار پڑے اور اسے اندازہ ہو کہ وہ اس کے بیٹھنے کو پسند کرتا ہے، تب وہ بیٹھا رہ سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا اور اس کے لیے سات مرتبہ یہ دُعا مانگے، تو اللہ اس مریض کو شفا دے گا۔

((أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَشْفِيَكَ.))[2]

''میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو بڑا ہے، عرش عظیم کا رب ہے کہ وہ تجھے شفا دے دے۔''

---

[1] مشکوة، کتاب الجنائز، رقم: 1589.

[2] سنن ترمذی، کتاب الطب، رقم: 2083، المشکاة، رقم: 1553۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

44

ظلم سے بچنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ (الشوریٰ : 40)

''بے شک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

قیامت اور ظلم کی تاریکیاں:

((اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .))❶

''نبی ﷺ نے فرمایا: ''ظلم قیامت کے دن، ظالم کے لیے سخت اندھیرا بنے گا۔''

ظالم سے تعاون اسلام سے بغاوت ہے:

((عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِیْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ مَشٰـی مَعَ ظَالِمٍ لِّیُقَوِّیَهٗ وَ هُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ ، فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ .))❷

''حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو شخص کسی ظالم کا ساتھ دے کر اس کو قوت پہنچائے

❶ صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: 2747.

❷ شعب الایمان: 122/6، رقم: 7675، مشکوٰۃ، رقم: 5135.

گا، درآنحالیکہ وہ جانتا ہے کہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔''

مطلب یہ کہ جانتے بوجھتے کسی ظالم کی تائید کرنا اور اس کا ساتھ دینا ایمان واسلام کے خلاف بات ہے۔

حقیقی مفلس:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَ لَا مَتَاعَ، فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَ صِيَامٍ وَ زَكٰوةٍ، وَ يَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَ قَذَفَ هٰذَا، وَ اَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَ سَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَ ضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ.))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ دیوالیہ اور مفلس کون ہے؟'' لوگوں نے کہا کہ ''مفلس ہمارے یہاں وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس نہ تو درہم ہو اور نہ کوئی اور سامان۔'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس اور دیوالیہ وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوگا اور اسی کے ساتھ ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال مار کر کھایا ہو گا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو ناحق مارا ہوگا، تو ان تمام مظلوموں میں اس کی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، رقم: 6579، سنن ترمذی، رقم: 2418، مسند احمد: 303/2.

نیکیاں بانٹ دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور مظلوموں کے حقوق باقی رہے تو ان کی غلطیاں اس کے حساب میں ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

اس حدیث کے ذریعے حضور ﷺ حقوق العباد کی اہمیت واضح فرما رہے ہیں۔ لہٰذا جس شخص نے اللہ کے حقوق ادا کرنے ہوں تو چاہیے کہ وہ بندوں کی حق ماری نہ کرے ورنہ یہ نماز اور روزہ اور دوسرے نیک کام سب خطرے میں پڑ جائیں گے۔

مظلوم کی فریاد:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِيَّاكَ وَ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّمَا يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّهٗ، وَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مظلوم کی پکار سے بچو اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کسی صاحبِ حق کو اس کے حق سے محروم نہیں کرتا۔''

اس حدیث میں مظلوم کی آہ لینے سے روکا گیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں تمہارے ظلم کی داستان بیان کرے گا اور اللہ تعالیٰ عادل و منصف ہے۔ وہ کسی صاحب حق کو اس کے حق سے محروم نہیں کرتا اور اس وجہ سے وہ ظالم کو مختلف قسم کی آفتوں اور بے چینیوں میں مبتلا کرے گا۔

---

❶ مسند احمد: 343/2، شعب الایمان للبیھقی: 49/6، مشکوٰۃ، رقم: 5134۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

45

آدابِ مجلس کا خیال رکھنا

کسی بھی قوم کی مجالس اس قوم کی تہذیب وتمدن اور ان کی طرز معاشرت کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ کہ جس سے اس قوم کی عقل وشعور اور فہم وفراست کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چونکہ امت مسلمہ ایک امتیازی امت ہے۔ اس وجہ سے اس امت کو ہر اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ جو انسانیت کی عزت شرافت اور کمال عظمت کی نشانی ہو کیونکہ یہ امت رہتی دنیا تک کہ آنے والے انسانوں کی رہنما ومقتدی ہے اور قائد ورہبر اور رہنما ومقتدی کے اندر صفات کمال کا ہونا ضروری ہے اور ہر بری خصلت سے روکا گیا ہے۔ جو کہ اس کی شان و شوکت اور عظمت کے خلاف ہے۔ وہ چیزیں جو کہ عزت وعظمت اور ترقی کا نشان سمجھی جاتی ہیں ان میں سے ایک آدابِ مجلس بھی ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے آدابِ مجلس کو خوب اہمیت دی ہے، اور مجلس کے آداب کی طرف خوب توجہ دی ہے، اور ہر اس چیز سے منع فرمایا ہے کہ جس کو عقل سلیم آداب مجلس کے منافی سمجھتی ہے۔

((عَـنِ ابْـنِ عَبْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يُجْلَسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا .))❶

''سیدنا ابن عبدہ اپنے والد سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

❶ سنن ابوداؤد، كتاب الادب، باب فى الرجل يجلس بين الرجلين بغير اذنهما، رقم: 4844۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھا جائے۔''

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ دو افراد اگر بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے ہوں یا نہ کر رہے ہوں تو ان دونوں کے درمیان اجازت کے بغیر نہیں بیٹھنا چاہیے، یہ آداب مجلس کے خلاف ہے۔ اس طرح آداب مجلس میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کسی مقام پر تین افراد جمع ہوں تو دو افراد کو الگ ہو کر گفتگو اور سرگوشی نہیں کرنی چاہیے۔

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخِرِ حَتَى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ ، اَجْلَ اَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ .)) ❶

''سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم تین آدمی موجود ہو تو تب دو آدمی اپنے (تیسرے) ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں، اس لیے کہ ایسا کرنا اس (تیسرے) کو غمگین کر دے گا۔''

مجلس میں کشادگی پیدا کرنی چاہیے۔ نہ کہ کسی کو اٹھا کر خود بیٹھ جانا چاہیے۔ آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلَ: نَهَى النَّبِیُّ ﷺ اَنْ يُقِيْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِهِ وَيَجْلِسُ فِيْهِ .)) ❷

''کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ بلکہ مجلس کے دائرہ کو فراخ اور کشادہ کرے۔''

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب اذا کانوا اکثر من ثلاثة......، رقم: 6290.

❷ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب لا یقیم الرجل اخاه......، رقم : 911.

آداب مجلس میں سے یہ بھی ہے کہ مجلس میں چیخ وچلا کر بات نہ کی جائے کیونکہ اس اندازِ گفتگو میں بے ادبی کا عنصر موجود ہے۔ اس انداز کی گفتگو سے بچنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۟﴾ (لقمان : 19)

''اپنے چلنے میں میانہ روی رکھ۔ اور اپنی آواز پست کر۔ یقیناً سب سے بدتر واونچی آواز گدھے کی آواز ہے۔''

کفارۂ مجلس کی دُعا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ إِلَيْكَ .)) [1]

''اے اللہ! میں تیری ہی پاکیزگی بیان کرتا ہوں، اور تیری ہی خوبی بیان کرتا ہوں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبود برحق ہے، اور تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں، اور میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔''

ان کلمات کو ذکر کی مجلس میں کہے گا تو یہ کلمات اس مجلس کے اختتام پر مہر کی مانند ہوں گے، اور جو شخص ان کلمات کو لغو وغیرہ کی مجلس میں کہے گا تو یہ کلمات اس کے کیے (مجلس کے تمام گناہوں سے) کفارہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کلمات کو ایک دستاویز میں لکھ دیتا ہے، اور اس پر مہر لگا دی جاتی ہے جو تا روزِ قیامت نہیں ٹوٹ سکے گی۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم : 3432، مسند أحمد، رقم : 494، مستدرك حاكم : 537/1، صحيح الكلم الطيب، رقم : 186.

46

آدابِ گفتگو

کسی بھی شخص کی صلاحیت اور قابلیت کا اندازہ اس کی گفتگو سے ہوتا ہے۔ اگر اچھی اور عمدہ گفتگو کرتا ہوگا تو اس سے معلوم ہو جائے گا یہ شخص باسلیقہ اور اچھی صلاحیتوں کا حامل ہے لیکن اگر گفتگو غیر معیاری ہوگی تو اس سے معلوم ہو جائے کہ یہ شخص آدابِ گفتگو سے ناآشنا ہے کہ جس میں کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ اس وجہ سے حکماء کہتے ہیں: پہلے تولو پھر بولو۔ یعنی جب بھی کلام کرنا مقصود ہو تو سب سے پہلے سوچو غور و فکر کرو اور مقصد کے بیان کے لیے مناسب الفاظ کا چناؤ کرو۔ اس سے آپ کی شخصیت انتہائی نکھر جائے گی۔ اور آپ کو اچھا مقام دلائے گی۔ یہی امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"نَحْنُ اِلٰی قَلِیْلٍ مِنَ الْاَدَبِ اَحْوَجُ مِنَّا اِلٰی کَثِیْرٍ مِنْ الْعِلْمِ ." ❶

''ہمیں بہت زیادہ علم کی بجائے تھوڑے سے ادب کی زیادہ ضرورت ہے۔''

کیونکہ باادب گفتگو ایک انسان کو انتہائی عظیم بنا دیتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ .)) ❷

❶ مدارج السالکین، 356/2.

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق رقم الحدیث: 4798۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''بے شک ایک مومن اپنے عمدہ اخلاق کی بدولت روزہ دار اور تہجد گزار کا درجہ پالیتا ہے۔''

((عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَكُمْ مِنِّی، مَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا، وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّی، مَسَاوِئُكُمْ اَخْلَاقًا، اَلثَّارُوْنَ، اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ، اَلْمُتَفَیْهِقُوْنَ.)) ❶

''سیدنا ابوثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور (قیامت والے دن) میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے، جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے، اور تم میں سے سب سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ (اور قیامت والے دن) مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے، جو برے اخلاق والے ہوں گے، جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے، ٹھٹھہ لگانے والے اور بہت زیادہ باتیں کرنے والے ہیں۔''

((عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِی مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَیُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ.)) ❷

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مومن بندے کی

---

❶ مسند احمد 194/4۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح الإسناد'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، رقم: 2002، سلسلة الصحیحة، رقم: 876.

میزان میں حسن اخلاق سے بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی، اور یقیناً اللہ تعالیٰ بد زبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''

کلام اور گفتگو کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کلام اچھے انداز سے کی جائے یعنی کھلے ہوئے اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ۔ کیونکہ اس سے سامنے والے کو خوشی اور اطمینان حاصل ہوگا۔ اور وہ آپ کی بات پر سکون انداز سے سن سکے گا۔ اور خوب اچھے انداز سے سمجھ بھی سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((لَا تَـحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ .)) ❶

''کسی بھی نیکی کو ہرگز حقیر نہ جاننا اگرچہ تیرا اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا ہی کیوں نہ ہو۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة ، باب استحباب طلقة الوجه عند اللقاء، رقم : 2626.

47

مزاح اور خوش طبعی

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو کہ انسان کی ہر مشکل میں اور آسانی میں رہنمائی کرتا ہے۔ اور انسانی طبع کا ہر طور پر خیال کرتا ہے۔ یعنی اسلام دینِ فطرت ہے۔ اور انسان کو ہر وہ جائز کام کرنے کی اجازت دیتا ہے کہ جس سے انسان خوشی محسوس کرتا ہو۔ چنانچہ ایسے ہی امور میں سے خوش طبعی بھی ہے۔ خوش طبعی کا مطلب ہے مزاح یا مذاق کرنا۔ یعنی اپنے آپ کو یا دوسروں کو خوش کرنا، لیکن خوش کرنے میں دروغ گوئی اور جھوٹ کا سہارا نہ لیا جائے کیونکہ جھوٹ کے سہارے سے لوگوں کو خوش کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ .)) [1]

''اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

لہٰذا ایسا مذاق کہ جو جھوٹ پر مبنی ہو قطعاً نہیں کرنا چاہیے۔ شریعت اسلامیہ اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ ہاں! ایسا مذاق یا مزاح کہ جو حقیقت پر مبنی ہو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ رسول مکرم ﷺ ایسا مزاح خود بھی کیا کرتے تھے۔ اور صحابہ

[1] سنن الترمذی، کتاب الشهادات، رقم : 2315۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

((عَـنْ اَبِـیْ هُـرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ: اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا .))❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات ہمارے ساتھ خوش طبعی کی باتیں کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں حق بات ہی کہتا ہوں۔

((عَـنْ أَنَسٍ ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَـقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! احْمِلْنِی ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: إِنَّـا حَامِلُوكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ قَالَ: وَمَـا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ .))❷

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سواری کے لیے میں تجھ کو اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے کہا میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ کو بھی اونٹنی ہی جنتی ہے۔''

ایسے ہی ایک حدیث میں آتا ہے کہ: ''ایک بوڑھی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا

---

❶ سنن الترمذی، کتاب البر والصلاة، رقم: 1990، سلسلة الصحيحة، رقم: 1726.

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الادب، رقم: 4998۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فرما دیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((یَـــا أُمَّ فَلَانٍ! إِنَّ الْـجَنَّةَ لَا تَـدْخُـلُهَا عَـجُوْزٌ)) ''اے فلاں کی ماں! جنت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہیں ہوسکتی۔'' بڑھیا یہ سن کر رنجیدہ ہوگئی اور روتے ہوئے واپس ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((اَخْبِـرُوْهَـا اِنَّهَـا لَا تَـدْخُـلُهَا وَهِيَ عَجُوْزٌ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ۝ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝﴾ (الواقعہ:35 تا 37) ''اس خاتون کو خبر دو کہ وہ بوڑھی ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی (بلکہ جوان ہوکر داخل ہوگی)، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے ان (اہل جنت کی بیویوں) کو خاص طور پر بنایا ہے، اور ہم نے انھیں کنواریاں بنایا ہے، محبت والی اور ہم عمر ہیں۔''[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ سے خوش طبعی کر لیا کرتے تھے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ:

> ''سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((اُدْنُ فَـكُـلْ)) ''قریب ہو جاؤ اور کھاؤ۔'' چنانچہ میں کھجوریں کھانے لگا۔ مجھے آشوبِ چشم تھا اور میری ایک آنکھ سرخ تھی۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: ((تَـأْكُـلُ تَـمْـرًا وَبِكَ رَمَـدٌ)) ''کھجوریں کھا رہے ہو، حالانکہ تمھاری آنکھ خراب ہے!'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس آنکھ کی طرف سے نہیں کھا رہا ہوں جس

[1] الشمائل النبوية، للترمذي، رقم: 240، الدر المنثور، 158/6، مجمع الزوائد: 419/10۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

میں مرض لاحق ہے، بلکہ دوسری جانب سے کھا رہا ہوں ۔ اللہ کے رسول ﷺ میری بات سن کر مسکرانے لگے۔'' ❶

عام طور پر مذہبی پیشوا اپنے معتقدین کی مجلسوں میں خاموش بیٹھتے ہیں، ہنسی اور دل لگی کی باتیں ان سے نہیں کرتے۔ یہ حدیث کہتی ہے کہ خوش طبعی کی باتیں کرنا تقدس اور مشیخت کے منافی نہیں ہے۔

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الطب، رقم: 3443، البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

48

نیک لوگوں کی مجلس اختیار کرنا

طبعی طور پر انسان کو کسی نہ کسی سے محبت ضرور ہوتی ہے۔ یہ محبت اگر اچھے لوگوں کے ساتھ ہو تو اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے۔لیکن اگر محبت بُرے لوگوں کے ساتھ ہو تو انجام بھی برا ہوتا ہے۔سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ ، وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ ، لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ ، وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ ، أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً .))[1]

''اچھے اور بُرے دوست کی مثال ایسے ہے کہ جیسے ایک کستوری رکھنے والا اور دوسرا بھٹی میں آگ بھڑکانے والا ہے، کستوری والا تجھے کستوری کا تحفہ دے گا، یا تو اس سے کستوری خریدے گا یا پھر کم از کم تو اس سے بہترین خوشبو پائے گا۔ اور بھٹی کو بھڑکانے والا تیرا بدن یا کپڑے جلائے گا یا اس سے تو بدبو پائے گا۔''

نیک اور صالح لوگوں سے دوستی کا انجام اچھا ہے۔اسی وجہ سے مومنوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ نیک اور صالح لوگوں کو اپنا دوست بنایا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

---

[1] صحيح بخاری، كتاب البيوع، رقم : 2101.

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ.)) ❶

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف مومن آدمی کی صحبت اختیار کر، اور تیرا کھانا بھی کوئی متقی ہی کھائے۔''

اچھے لوگوں کو اپنی محبت اور دوستی کے لیے منتخب کرنا چاہیے۔ کیونکہ انہی کی دوستی مفید ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ، وَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ.)) ❷

''آدمی (قیامت کے دن میدان محشر اور انجام کے لحاظ سے) اس کا ساتھی ہو گا جس سے محبت رکھتا ہوگا، اور تو بھی اس کے ساتھ ہوگا جسے محبوب رکھے گا۔''

اس حدیث پر غور فرمائیں اور اس کے مفہوم پر بار بار غور کریں کہ دوستی اور محبت ایک انسان کے انجام پر کس قدر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر نیک لوگوں سے محبت ہے تو انجام اچھا ہے۔

﴿ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۶۷ یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۶۸ ﴾ (الزخرف: 67، 68)

''اس دن دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے اے میرے بندو! آج تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم ہے۔''

---

❶ سنن الترمذی، کتاب الزھد، رقم: 2395۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الزھد، رقم: 2385۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اور بُرے لوگوں سے محبت ہے تو انجام بھی بہت ہی بُرا ہے۔ لہٰذا پیار و محبت کے لیے ہمیشہ اچھے لوگوں کا انتخاب کریں کیونکہ ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اچھے لوگوں کی صحبت انسان کو اچھا بنا دیتی ہے، جبکہ بُرے لوگوں کی صحبت انسان کو بُرا بنا دیتی ہے۔ اس انجام پر غور و فکر کر کے دوستوں کا انتخاب کیجئے۔

49

خندہ پیشانی سے پیش آنا

ایک مسلمان کی اچھی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بھائی سے اچھے انداز کے ساتھ یعنی کھلے ہوئے اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملے۔ یہ عمل بھی اللہ کے نزدیک قابل قدر ہے۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَلَو اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ .))❶

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: نیکی میں کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو اگر چہ تو اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے۔''

یعنی خوش ہو کر ملنا بھی معمولی نیکی نہیں ہے۔ یہ نیکی بھی ایمان کی تصدیق ہے، اور صدقہ ہے۔

((عَنْ أَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَبَسُّمُكَ فِی وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِی أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِیءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ،

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 6226

وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنْ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ .))❶

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی سے ہنستے ہوئے ملنا ، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، بھٹکے ہوئے راہی اور کمزور نگاہ والے کی رہنمائی کرنا، اور راستے سے پتھر، کانٹے اور ہڈی جیسی ضرر رساں چیزوں کا ہٹا دینا صدقہ ہے، نیز اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔''

معلوم ہوا کہ مسکرا کر، خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے۔ جو کہ نیکیوں میں سے عظیم نیکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسکرا کر ملا کرتے تھے اور پیشانی پر کبھی تیور نہ ڈالتے تھے۔

((عن عبدالله بن الحارث رضی اللہ عنہ بن جزء يقول: مَارَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .))❷

''سیدنا عبداللہ بن الحارث بن جز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔''

---

❶ سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، رقم : 1956، سلسلة الصحيحة، رقم : 572.

❷ سنن الترمذی، كتاب المناقب، رقم : 3641، مسند احمد: 190/4، رقم : 17704۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

50

شرم وحیاء

شرم وحیاء زندہ قوموں، اور سلیم طبع لوگوں کی علامت ہے۔ اس لیے کہ جو قومیں مردار ہو جاتی ہیں ان میں شرم وحیاء نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اس لیے شریعت اسلامیہ شرم وحیاء کو خاص اہمیت دیتی ہے۔ بلکہ شرم وحیاء کو ایمان کا ایک حصہ قرار دیتی ہے۔

((عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال: اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَان .)) ❶

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں۔ اور حیا بھی ایمان کا حصہ ہے۔''

ایک دوسرے فرمان رسول ﷺ میں اس کی کھل کر وضاحت ہو جاتی ہے اور اس کے فوائد بھی سامنے آ جاتے ہیں۔

((عن ابی هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَان، وَ الْإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ .)) ❷

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الايمان، رقم : 9.

❷ سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، رقم : 2009، سلسلة الصحيحة، رقم : 2009.

حیاء ایمان سے ہے، اور ایمان جنت میں (لے جاتا) ہے۔ فحش گوئی جفاء سے ہے، اور جفاء جہنم میں (لے جاتی) ہے۔''

ان احادیث پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ شرم و حیاء ایمان ہے جبکہ بے حیائی، فحش گوئی ایمان کے منافی چیزیں ہیں۔ جو کہ جہنم میں لے جانے کا باعث ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ شرم و حیاء کو ہمیشہ اپنایا جائے۔ کیونکہ یہی اچھی صفت اور خوبی ہے۔ کہ جو قوموں کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے، اور ان کو زندہ جاوید بنا دیتی ہے، اور جس قوم میں شرم و حیاء ختم ہو جاتی ہے وہ قومیں کبھی زندہ نہیں رہا کرتیں۔

((عن ابی مسعود قال: قال رسول الله ﷺ: اِنْ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ : اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .))❶

''سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گزشتہ انبیاء کی تعلیمات میں سے جو بات لوگوں کے پاس محفوظ رہی ہے وہ یہی ہے کہ جب حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کر۔''

((عن انس قال: قال رسول الله ﷺ : اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا ، وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ اَلْحَيَاءُ .))❷

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک ہر دین کی ایک خصلت ہوتی ہے، اور اسلام کی خصلت حیا ہے۔''

---

❶ صحيح البخاری، كتاب أحاديث الأنبياء، رقم: 3483، 3484.

❷ سنن ابن ماجه، كتاب الذهد، رقم: 4181، سلسلة الصحيحة، رقم: 940.

51

اظہارِ ہمدردی

مصیبت زدہ شخص کو تسلی دینا، زندہ قوموں کی علامات میں سے ایک علامت ہے کہ ان کو ایک دوسرے کے درد کا احساس ہے۔ یہ کام بہت بڑے اجر وثواب کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ کہ جس نے اپنے مصیبت زدہ بھائی سے تعزیت کی تو اس کو اسی (مصیبت زدہ) کے برابر ثواب ملے گا۔ مصیبت پر صبر کرنے والے کا ثواب جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ تو یہی اجر وثواب تعزیت کرنے والے کو مل جائے گا۔ جس سے اس کو ایک خاص عزت وتکریم حاصل ہوگی۔ چنانچہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''جو کوئی مومن اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر اسے تسلی دیتا ہے تو اللہ رب العزت اسے روز قیامت کرامت (عزت وتکریم) والے لباسوں میں سے ایک لباس پہنائے گا۔''

یہ عزت وتکریم کہ اس کو عمدہ ترین لباس پہنایا جائے گا محض تعزیت کرنے کی وجہ

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، رقم: 1601، سنن الكبرى، للبيهقي: 59/4، محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

سے ہے۔ کیونکہ یہ مصیبت زدہ سے ہمدردی ہے۔ اور ہمدردی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ایسا ہی اجر وثواب دیا کرتا ہے۔ اس لیے اللہ کے بندوں نے ہمیشہ ہمدردی اور خیر خواہی کی ہے، اور مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ سے بہترین اجر وثواب پائیں۔ ہمدردی اور خیر خواہی پر مبنی انتہائی نصیحت آموز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

''عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بڑے مشہور محدث تھے۔ شام کے شہر طرسوس میں ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا، عموماً رقہ نامی جگہ پر قیام ہوتا۔ وہاں ایک نوجوان ان کے پاس آتا، ان کی خدمت کرتا، ان کے ضروری کام نمٹاتا، اور ان سے حدیث کا درس لیتا۔ اس طرح اس سے انہیں خاصا انس ہوگیا۔ ایک دفعہ تشریف لائے تو خلاف معمول وہ نوجوان نظر نہ آیا۔ جلدی میں تھے، قافلے کے ساتھ نکل گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس آئے تو آتے ہی لوگوں سے نوجوان کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ نوجوان مقروض تھا، جب قرض واپس نہ کر سکا تو قرض خواہوں نے اس پر مقدمہ کر دیا۔ چنانچہ اب وہ جیل میں ہے۔ سوال کیا کہ نوجوان پر کتنا قرض تھا؟ بتایا گیا کہ دس ہزار درہم تھا۔ اب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس آدمی کو تلاش کرنا شروع کیا جس کا اس نوجوان کے اوپر قرض تھا۔ رات گئے اس آدمی سے رابطہ ہو سکا، اس کو بلوایا، علیحدگی میں لے گئے اور کہنے لگے: میں تمہیں اس نوجوان کا قرض واپس کرنا چاہتا ہوں مگر اس کے لیے ایک شرط ہے۔ اس نے پوچھا: کیا شرط ہے؟ کہا: جب تک میں زندہ ہوں، اس نوجوان کو پتا نہیں چلنا چاہیے کہ اس کا قرض کس نے واپس کیا ہے۔ اس

نے کہا: مجھے کیا اعتراض ہے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ چنانچہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس کو دس ہزار درہم ادا کر دیے۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لیے اس نوجوان کی قید سے رہائی کے امکانات اگلے دن ہی ممکن تھے۔ خود عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اسی رات اس شہر سے اگلے سفر پر تشریف لے گئے۔ اگلے دن اس نوجوان کو قید خانے سے رہا کر دیا گیا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ادھر ہی تھے اور اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے تو اس کی محبت نے جوش مارا اور وہ اپنے استاد کو تلاش کرنے لگا۔ پوچھتا ہوا اگلی بستی میں ان سے جا ملا۔ انھوں نے پوچھا: نوجوان تم کہاں تھے؟ میں تمھاری بستی میں تھا، آپ نظر نہیں آئے۔ اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں قرض کی مصیبت میں پھنس گیا تھا، اس لیے مجھے جیل جانا پڑا۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے پوچھا: مگر یہ تو بتاؤ کہ تم جیل سے کیسے رہا ہوئے؟ نوجوان نے تفصیل بتائی: کوئی اللہ کا نیک بندہ تھا، میں اسے نہیں جانتا۔ اس نے میرا قرض ادا کر دیا تو میرا مقدمہ واپس ہو گیا اور مجھے جیل سے رہائی ہو گئی۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہنے لگے: میرے عزیز! اس شخص کے لیے دعا کرو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمھیں جیل سے رہا کیا۔ اس نوجوان کو انھوں نے احساس تک نہ ہونے دیا کہ اس کا قرض انھوں نے ادا کیا ہے۔ اسے قید خانے سے اپنی رہائی کی وجہ کا علم اس وقت ہوا جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔'' [1]

---

[1] سير اعلام النبلاء: 386/8، 387، تاريخ بغداد: 158/1.

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى .)) ❶

''مومنوں کی باہمی محبت کرنے، ایک دوسرے پر رحم کرنے اور شفقت و مہربانی کرنے میں تمثیل جسم انسانی کی طرح ہے، جب اس کا کوئی عضو بیمار پڑتا ہے، تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی خاطر سارا جسم بے خوابی اور بخار کو دعوت دیتا ہے، یعنی جسم کے باقی حصے بھی بے خوابی اور بخار میں شریک ہوجاتے ہیں۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 6586.

52

مسلمان کی عزت کی حفاظت اور اس کی پردہ پوشی

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت کا محافظ ہوتا ہے۔اس لیے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے کہ جس سے اس کی عزت پر حرف آتا ہو اور نہ کوئی ایسا کام کرے کہ جو اس کی عزت نفس مجروح کر سکتا ہو۔ وہ امور جو کسی بھی انسان کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا باعث بنتے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی بھی انسان کے عیبوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا ہے چونکہ یہ چیز ایک انسان کے لیے شرمندگی کا باعث ہے اس لیے شریعت اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتی بلکہ ایک مسلمان پہ اس بات کو لازم کرتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرے۔

((عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ، رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))❶

''سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا۔''

اس حدیث سے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرنے کی فضیلت کا اندازہ

❶ سنن ترمذی، ابواب البر الصلة، رقم: 1931- علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لگایا جا سکتا ہے کہ اس عمل کی وجہ سے اللہ جہنم سے نجات دے گا۔ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِی الدُّنْیَا، اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .)) ❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ کسی بندے (کے گناہوں و عیبوں) کی دنیا میں ستر پوشی کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

عَنِ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهُ وَلَا یُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِی حَاجَةِ أَخِیهِ، كَانَ اللّٰهُ فِی حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .)) ❷

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے، نہ اسے (بے یارومددگار چھوڑ کر) دشمن کے سپرد کرتا ہے۔ جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے، جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: 2590.
❷ صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: 2442.

قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرما دے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

مذکورہ دونوں احادیث اس بات کو واضح کر رہی ہیں کہ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی۔ اللہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

53

بڑوں کا احترام

کسی بھی معاشرے کی اچھی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ اس معاشرے میں بچوں سے پیار اور بڑوں کا احترام کیا جاتا ہو۔ جس معاشرہ میں بڑوں کا احترام نہ ہو۔ ایسے معاشرے بربادی کے دھانے پر پہنچ جایا کرتے ہیں کیونکہ بڑوں کے تجربات مفید ہوتے ہیں۔ اگر مفید کام کو چھوڑا جائے تو نقصان کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس نقصان سے بچانے کے لیے شریعت زبردست تاکید فرماتی ہے کہ بڑوں کا احترام کیا جائے۔

((عن عبداللہ ابن عمرو یرویه، قال ابن السرح: عن النبی ﷺ قال: مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیَعْرِفْ حَقَّ کَبِیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا .))❶

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔''

((عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ ﷺ: لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا .))❷

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: 4943۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة: رقم: 1919، سلسلة الصحیحة، رقم: 2196.

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور بڑوں کی عزت نہ کرے۔''

یہ دونوں حدیثیں اس بات کو لازم کرتی ہیں کہ بڑوں کا احترام کیا جائے بصورت دیگر ایسا شخص ہمارے مبارک طریقہ سے ہٹا ہوا ہوگا۔ جو کہ نقصان سے خالی نہیں ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حدیث میں اسی مفہوم کو واضح کرتی ہے کہ بڑوں کا احترام کیا جائے، اوران کو مقدم رکھا جائے۔

((عَنْ نَافِعٍ ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَرَانِی فِیْ الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ ، فَجَذَبَنِی رَجُلَان ، اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِی: كَبِّرْ ، فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ .))[1]

''نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں، پس میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی تو مجھے کہا گیا، بڑے کو دیں، تو میں نے بڑے کو دے دی۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، رقم : 7508.

54

ایفائے عہد

باضمیر اور اچھی قوموں کی علامت ہے کہ وہ قومیں ایفائے عہد کرتی ہیں۔ یعنی اپنے عہد و پیمان کو پورا کرتی ہیں۔ دین اسلام میں اس کی طرف خوب توجہ دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ:

﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: 34)

''تم اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ کیونکہ معاہدوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں کی علامت بھی یہی ہیں کہ وہ اپنے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ:

﴿وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ﴾ (البقرہ: 177)

''اللہ کے بندے وہ ہیں جب کوئی معاہدہ کرتے ہیں تو اس کو پورا کرتے ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ مومن اپنے معاہدے کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جو کہ انتہائی نصیحت آموز ہے۔

''اندلس کے دو حاکموں، حارس بن عباد اور عدی بن ابی ربیعہ میں لڑائی چھڑ گئی۔ حارس بن عباد کو عدی بن ابی ربیعہ کی تلاش تھی۔ ان دونوں کی آپس میں کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے۔ حارس بن عباد، عدی سے اپنی پرانی دشمنی کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ ابھی لڑائی

شروع نہیں ہوئی تھی کہ حارس کے فوجیوں نے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا۔
اسے حارس بن عباد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے قیدی سے پوچھا: مجھے بتاؤ عدی بن ابی ربیعہ کہاں ہے (وہ اس کی شکل نہیں پہچانتا تھا)؟ قیدی کہنے لگا: اگر میں تمہیں عدی کے بارے میں بتا دوں تو کیا مجھے آزاد کر دو گے؟ حارس نے کہا: ہاں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں رہا کر دوں گا۔ قیدی نے کہا: تو پھر سنو، میں ہی عدی بن ابی ربیعہ ہوں۔ حارس بن عباد نے اسے اپنے وعدے کی پاسداری کی خاطر رہا کر دیا۔'' ❶

غور فرمائیں! مومن اپنے وعدے کو وفا کیا کرتا ہے۔ کہ اپنے بدترین دشمن کو بھی محض وعدہ کر لینے کی بناء پر معاف کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ وعدہ خلافی مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔ بلکہ منافقین کی بری خصلتوں میں سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْـمُـنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ .)) ❷

''کہ منافق کی تین علامتیں ہیں ۔ جب بات کرے گا جھوٹ بولے گا، اور جب امانت رکھوائی جائے خیانت کرے گا، اور وعدہ کرے گا تو وعدے کی خلاف ورزی کرے گا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرماتے تھے:

---

❶ سنہرے اوراق: 244۔
❷ صحيح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6095.

((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ .)) ❶

''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں، اور اس شخص کا کوئی دین نہیں جو اپنے کیے وعدے کا پاسدار نہیں۔''

❶ مسند احمد : 153/3۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

55

نرمی

کسی بھی انسان کی اچھی اور بہت ہی عالی شان صفات میں سے نرم مزاجی بھی ہے۔ یہ ایسی عظیم صفت ہے کہ جس کی بدولت انسان دنیا اور آخرت کی بلندیوں کو پالیتا ہے۔ چونکہ شریعت اسلامیہ کا مقصد بھی انسان کی دنیا اور آخرت کی فلاح و کامیابی ہے۔ اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے نرم مزاجی کی انتہائی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ:

﴿ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝۲۸ ﴾ (بنی اسرائیل : 28)

''اگر آپ اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں ہیں جس کی آپ امید رکھتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیں، پس آپ ان سے تو نرمی کی بات کہہ دیا کریں۔''

﴿ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۴۳ۚۖ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝۴۴ ﴾ (طٰهٰ : 43، 44)

''(اے موسیٰ و ہارون) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے۔ تم اس کو نرم بات کہو شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے۔''

﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۱۵ۚ ﴾ (الشعراء : 215)

''اور اس کے لیے اپنے بازو جھکاؤ، جس نے تمھاری پیروی کی، مومنین میں سے۔''

ان تینوں آیات کے مفہوم پر غور فرمائیں، ان آیات میں نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ بتایا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ سامنے والا آپ کی نرمی کی وجہ سے آپ کی بات کو تسلیم کر لے۔ اس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان میں یوں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ:

((عَـنْ اَبِی مُوْسٰی قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِّـنْ اَصْـحَـابِـهٖ فِـی بَـعْـضِ اَمْرِهٖ قَالَ: بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا.))❶

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو جب اپنے کسی کام کے لیے بھیجا کرتے تھے تو انہیں فرماتے: خوشخبری دینے والے بننا، نفرت نہ دلانا، آسانی کرنا، تنگی اور مشقت میں نہ ڈالنا۔''

یعنی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نرم مزاجی میں انتہائی خیر ہے۔ اور اس کے بہت سے فوائد ہیں۔

((عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِاَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا اَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ.))❷

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی خاندان کے لیے بھلائی چاہتا ہے تو ان میں نرمی ڈال دیتا ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، رقم: 1732.

❷ مسند احمد، 171/6۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اسے بزار نے روایت کیا ہے، اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ مجمع الزوائد: 19/8.

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا
نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ
فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝﴾

(آل عمران: 159)

''آپ محض اللہ کی رحمت سے اُن لوگوں کے لیے نرم ہوئے ہیں، اور اگر آپ بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس چھٹ جاتے، پس آپ انہیں معاف کر دیجئے، اور ان کے لیے مغفرت طلب کیجئے، اور معاملات میں ان سے مشورہ لیجئے، پس جب آپ پختہ ارادہ کر لیجئے تو اللہ پر بھروسہ کیجئے، اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔''

اس آیتِ کریمہ میں اللہ نے فرمایا کہ اگر آپ بدخلق، سخت زبان، سخت دل ہوتے، اور اپنے صحابہ کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تو ایک ایک کرکے سب آپ سے الگ ہوجاتے اور دعوت کا کام رُک جاتا، لیکن اللہ نے آپ کو نرم خو، نرم زبان، خوش مزاج، اور رحم دل بنایا ہے۔

56

زبان کی حفاظت

اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں سے ایک نعمت زبان بھی ہے۔ یہ ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ جس پر دنیا اور آخرت کی کامیابی کا انحصار ہے۔

((عَـنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَـالَ: اَمْـلِكْ عَـلَيْكَ لِسَـانَكَ ، وَلِيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ .))❶

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: نجات کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:'' اپنی زبان پر کنٹرول رکھیں، اپنے گھر میں رہو، اور اپنے گناہوں پر روؤ۔''

غور فرمائیں کہ نجات کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کو کنٹرول میں رکھو۔ یعنی زبان کو روک کے رکھنا کامیابی ہے۔ جو دنیا کی بھی ہوسکتی ہے اور آخرت کی بھی۔ اس لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دو چیزوں کی حفاظت کا وعدہ مجھ سے کرے میں اس سے جنت کا وعدہ کرتا ہوں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ .))❷

---

❶ سنن الترمذی، کتاب الزهد، رقم: 2406، سلسلة الصحيحة، رقم: 888.

❷ صحيح البخاری، کتاب الرقاق، رقم: 6474.

''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے دے۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں بھی زبان کی حفاظت پر زور دیا۔

((عن البراء بن عازب، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِی عَمَلًا يُدْخِلُنِیْ الْجَنَّةَ (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ) قَالَ: فَاطْعِمِ الْجَائِعَ، وَاسْقِ الظَمْآنَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَاِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ، فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا مِنَ الْخَيْرِ.)) ❶

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بھوکے کو کھانا کھلاؤ، پیاسے کو پانی پلاؤ، بھلائی کے لیے کہو اور برائی سے روکو، اور یہ سب نہ کر سکو تو اپنی زبان کو بھلی بات کے علاوہ روکو۔ یعنی اچھی و نیکی کی بات کے علاوہ مت بولنا کہ جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝﴾ (ق: 18)

''وہ کوئی بھی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک تیار نگران ہوتا ہے۔''

---

❶ مسند احمد: 299/4، رقم: 18647، صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، رقم: 375، ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

57

تحفہ دینا

کسی بھی قوم کے اچھے اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں۔ اس فعل سے کسی بھی قوم میں آپس میں محبت پیدا ہو جاتی ہے، اور جب محبت پیدا ہو جاتی ہے تو معاشرہ امن وسکون اور پیار ومحبت کا گہوارہ بن جاتا ہے، اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے اس کی خوب ترغیب دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝﴾ (النساء : 86)

''اور جب تم کو کوئی تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ دو، یا اسی جیسا واپس کر دو۔ اس لیے کہ تحفہ وتحائف کے تبادلے سے پیار اور محبت پیدا ہوتی ہے۔''

چنانچہ:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَهَادُوْا تَحَابُّوا .))❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو اس سے باہمی محبت پیدا ہو گی۔''

❶ ادب المفرد للبخاری، باب قبول الهدية، رقم : 594، سنن الكبرىٰ بيهقی 169/6.

چونکہ تحفہ پیار اور محبت کو پیدا کرنے کا سبب ہے۔ اس وجہ سے اس کو قبول کرنا چاہیے، اور کبھی بھی تحفے کو رد نہیں کرنا چاہیے۔

((عن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ: اَجِيْبُوْا الدَاعِىَ وَلَا تَرُدُّوْا الْهَدَيَةَ ، وَلَا تَضْرِبُوا الْمُسْلِمِيْنَ .))❶

''سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرو، تحفہ مت لوٹاؤ اور مسلمانوں کو مت مارو۔''

تحفہ لو، دُعا دو:

تحفہ اور ہدیہ دینے والے کو یہ دعا دینی چاہیے:

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ .))❷

''اللہ تعالیٰ تیرے اہل و مال میں برکت دے۔''

---

❶ صحيح ابن حبان، كتاب الحظر و الاباحة، رقم: 5603۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن النسائی، كتاب الصدقات، رقم: 4683۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

58

چغلی کھانا

زبان کی تباہ کاریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان زبان سے غیبت کرتا ہے۔ اس غیبت کرنے کو معمولی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ گناہ انتہائی بڑا گناہ ہے۔ جس کی سزا بڑی ہی بھیانک ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾﴾

(القلم: 11، 12)

''جو بہت طعنہ دینے والا، چغلی میں بہت دوڑ دھوپ کرنے والا ہے۔ خیر کو بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گناہ گار ہے۔''

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ: "بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ.)) [1]

''سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت ﷺ کا دو قبروں کے

[1] صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب من الكبائر ان لا يستتر من بوله، رقم: 216، صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول، رقم: 292.

پاس سے گزر رہوا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور یہ عذاب کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا (پھر فرمایا) کیوں نہیں وہ بڑی بات ہی ہے۔ ان میں سے ایک چغلی کیا کرتا تھا، اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔''

اب سوال یہ ہے؟ کہ غیبت ہے کیا؟ تو اس کا جواب بھی ہمیں حدیث نبوی ﷺ سے ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَعْلَمُ . قَالَ: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهٗ قِيلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِي اَخِي مَا اَقُولُ؟ قَالَ: اِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهٗ ، وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ ، فَقَدْ بَهَتَّهٗ .)) ❶

''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرے۔ عرض کی گئی کہ اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جس کا میں ذکر کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس میں وہ بات موجود ہے تو تو نے اس کی غیبت کی، اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے جو تو نے اس کی بابت بیان کی تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الغيبة، رقم : 2589.

59

راز کی حفاظت

دین اسلام چونکہ خیر خواہی کا دین ہے جو ایک دوسرے کی بہتری چاہتا ہے، اور ہر اس کام سے منع کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے کسی کا بھی نقصان ہوسکتا ہو، یا اس کی عزت نفس مجروح ہوسکتی ہو جو امور کسی بھی شخص کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا باعث ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی کے راز کو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے۔ یعنی اگر کسی نے آپ سے کوئی بات کہی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اس بات کو اپنے پاس رکھو۔ اس کو دوسروں تک نہ پہنچاؤ، آپ ﷺ نے فرمایا: (کہ مجالس امانت ہوتی ہیں) [1] یعنی ایک مجلس کی بات دوسروں کو نہیں بتانی چاہیے، اس بات کا خیال ہر شخص کے ساتھ رکھنا چاہیے لیکن خاص طور سے میاں بیوی کو اپنے راز کسی کے سامنے بیان نہیں کرنے چاہئیں یعنی بیوی اپنے شوہر کے ساتھ قائم کیے گئے تعلقات کے بارے میں اپنی سہیلیوں کو بتاتی پھرے۔ ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

((عَـنْ أَبِـيْ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ مِـنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: 4686.

اِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا .))❶

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک قیامت کے روز امانت میں یہ بات بہت بڑی خیانت شمار ہوگی کہ مرد اپنی بیوی کے اور بیوی اپنے شوہر کے قریب ہو، اور پھر اس کے راز کو افشا کردے۔''

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ اَمَانَتُهُ .))❷

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی آدمی تم سے بات کرے اور اِدھر اُدھر مڑ کر دیکھے تو اس کی یہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ چاہے اس نے زبان سے نہ کہا ہو کہ اسے راز رکھنا، پھر بھی اس کی بات راز کی حیثیت رکھتی ہے، اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا صحیح نہیں ہے۔ یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ گفتگو کے درمیان اِدھر اُدھر دیکھنا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی بات پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔

❶ صحیح مسلم، كتاب النكاح، رقم: 1437.

❷ سنن ابو داود، كتاب الادب، رقم: 4868، سلسلة الصحيحة، رقم: 1089.

60

بداخلاقی کی مذمت

بداخلاقی کا مطلب ہے کہ تند و تیز لہجے کے ساتھ گفتگو کرنا یا سخت اندازِ گفتگو اپنانا۔ ایسا کرنا ایک اچھے انسان کی اچھی صفات کے منافی ہے۔ اور دوسروں کے مقابل اپنی بڑائی ظاہر کرنے کو واضح کرتا ہے۔ کہ جس سے دوسروں کی خفت اور حقارت یقینی ہے۔ کہ جس کی شریعت مطہرہ قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ اسی وجہ سے شریعت مطہرہ نے ترش اندازِ گفتگو کو انتہائی ناپسند کیا ہے اور ایسے شخص کے لیے جنت میں داخلہ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ فرمانِ رحمت دو عالم ہے:

((عن حارثة بن وهب قال: قال رسول الله ﷺ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ، وَلَا الْجَعْظَرِيُّ.)) [1]

''سیدنا حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ترش رو، بدمزاج جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔''

ہادی عالم ﷺ کا ایک اور فرمان ملاحظہ کریں۔

((عن حارثة بن وهب الخزاعی عن النبی ﷺ قال: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَضَاعِفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: 4801، مسند ابویعلی، رقم: 1476، مصنف أبي شيبه: 328/8، مستدرك حاكم: 60/1، 61۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

الـلّٰـهِ لَاَبَـرَّهُ، اَلَا اُخْبِـرُكُـمْ بِـاَهْـلِ النَّارِ؟ كُلِّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ .)) ❶

''سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں جنت والوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ ہر کمزور اور عاجزی کرنے والا، اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم کو پورا کر دے۔ کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ ہر سخت طبیعت، اکڑ کر چلنے والا اور متکبر۔''

((عـن ابـی الدرداء: ان النبی ﷺ قـال: مَـا شَـیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِیْـزَانِ الْـمُـوْمِـنِ یَـوْمَ الْـقِیَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَیُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّءَ .))❷

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت والے دن مومن بندے کے میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَیْـسَ الْـمُـؤْمِـنُ بِـالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا

❶ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الکبر، رقم: 6071.

❷ سنـن تـرمـذی، کتاب البروالصلة، رقم: 2002، سلسـلة الصحیحة، رقم: 816.

الْبَذِيِّ .)) ❶

''مومن آدمی نہ طعن وتشنیع کرنے والا ہوتا ہے اور نہ ہی لعنت کرنے والا اور نہ ہی فحش کلامی والا اور نہ ہی بدزبان گالی گلوچ بکنے والا ہوتا ہے۔''

❶ سنن ترمذی، کتاب الأشربة، رقم: 1977، سلسلة الصحیحة، رقم: 893.

61

فضول بحث وتکرار

حکمت و دانائی یہ ہے کہ بات سوچ سمجھ کر کی جائے۔فضول گفتگو بے مقصد بحث و تکرار کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ چنانچہ روایت میں آیا ہے۔

((اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ .)) ❶

''اپنی زبان پر کنٹرول رکھو(یعنی خاموش رہو)۔''

کیونکہ خاموشی بہتر اور کامیابی کی دلیل ہے۔

((عَنْ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ ، فَيَكْتُبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ .)) ❷

''بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا،تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا والی کوئی ایسی بات

---

❶ سنن الترمذی، کتاب الزهد، رقم: 2406، سلسلة الصحيحة، رقم: 888.

❷ سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء قلة الكلام، رقم: 2319۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کہہ جاتا ہے اور اسے اس کی عظمت کا احساس تک نہیں ہوتا، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی کوئی بات کہہ جاتا ہے، اور اسے اس کی سنگینی کا احساس تک نہیں ہوتا، مگر اس ایک بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر قیامت تک ناراض ہو جاتا ہے۔''

یہ ناراضگی محض ایک بات کی وجہ سے ہے کہ ایک بات ایسی کہی جو جہنم میں لے جانے کا سبب بن گئی۔ کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا، جس سے معلوم ہوا کہ بولنے میں انتہائی احتیاط اور ضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے، جہاں ضرورت ہے بولا جائے، لیکن جہاں ضرورت نہ ہو، بولنے سے قطعاً گریز کیا جائے، اور اللہ کے نیک وصالح بندے ہمیشہ بولنے میں احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور فضول بحث وتکرار میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴾ (الفرقان : 63)

''رحمٰن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین میں فروتنی و عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں سلام ہے۔''

62

خوشامد بری خصلت

خوشامد کا مطلب ہے چاپلوسی کرنا یعنی کسی کو خوش کرنے کے لیے حد سے بڑھ کر اس کی تعریف و توصیف بیان کرنا۔ تا کہ اس کو خوش کیا جا سکے اور اس سے کچھ فوائد حاصل کیے جائیں۔ ایسا کرنے میں چونکہ جھوٹ اور مبالغہ آرائی کا عنصر شامل ہوتا ہے، اور یہ دونوں ہی چیزیں ہلاکت و تباہی کا باعث ہیں۔ اسی وجہ سے شریعت مطہرہ اس خوشامد کی قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ بلکہ بڑی ہی سختی سے منع فرماتی ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ملاحظہ فرمائیں۔

((عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَاَثْنٰى عَلَى عُثْمَانَ فِي وَجْهِهِ، فَاَخَذَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ تُرَابًا فَحَثَا فِي وَجْهِهِ، وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : إِذَا لَقِيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِي وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ.)) [1]

''جناب ہمام (بن حارث رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے منہ پر ان کی تعریف شروع کر دی تو مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے مٹی اٹھائی اور اس کے منہ پر دے ماری، اور کہا کہ رسول

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: 4804 (واللفظ له)، صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقاق، رقم: 3002.

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تمہارا سامنا ایسے لوگوں سے ہو جو بہت زیادہ مدح سرائی اور خوشامد کرنے والے ہوں تو ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔''

کیونکہ خوشامدی لوگ ان لوگوں کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالنے والے ہوتے ہیں کہ جن کی وہ تعریف کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جن کی تعریف کی جاتی ہے ان میں تکبر اور غرور خود بخود آ جاتا ہے۔ کیونکہ انسانی طبع ہے ہی کچھ اس طرح کی کہ اس کو اپنی تعریف اچھی لگتی ہے۔ اور جب اس کی تعریف کی جائے تو یہ پھولنے لگ جاتا ہے، اس کا یہی عمل تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا بہت زیادہ تعریف کرنے والوں کے منہ پر مٹی ڈال دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتا کہ جو تعریف کے بھوکے ہوں اور تعریف کیے جانے کو ہی پسند کرتے ہوں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸۸﴾

(آل عمران: 188)

''وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں، اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں، آپ انہیں عذاب سے چھٹکارا میں نہ سمجھئے۔ ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ناکردہ کام کی تعریف حاصل کرنے والے اچھے لوگ نہیں ہیں یعنی جس تعریف کے قابل نہیں وہ ان کی تعریف کی جائے۔ قطعاً جرم ہے۔ ہاں۔ جو جائز تعریف ہے وہ کی جا سکتی ہے لیکن مبالغہ آرائی پر مبنی تعریف سے بچنا ہی بہت اچھا ہے۔

63

قول وفعل میں تضاد

قول وفعل کا ایک دوسرے کے مخالف ہونا قطعاً ناپسندیدہ ہے۔ ایسے شخص کو کوئی بھی پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ ایسے کردار کے حامل افراد کو انتہائی بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ کا قرآن تو ایسے لوگوں کو انتہائی بیوقوف قرار دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۴۴ ﴾ (البقرۃ: 44)

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو، اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب کو بھی پڑھتے ہو، کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو؟''

یعنی قول فعل کا تضاد تو بیوقوفوں کا کام ہے۔ مومنوں کو ایسا کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو منافقوں کا کام ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱ ﴾ (المنافقون: 1)

''تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسول ہیں۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔''

یعنی جو کچھ کہہ رہے ہیں نہ تو ان کا ویسا کردار ہے، اور نہ ہی دل میں اس کا یقین رکھتے ہیں، کیونکہ یقین کی وجہ سے عمل قول کے مطابق ہوتا ہے۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ان النبیﷺ قَالَ: مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُوْالْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ .)) ❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدترین ہے وہ آدمی جو دو رُخا ہو کہ ان کے پاس جائے تو ایک منہ ہو، اور دوسروں کے پاس جائے تو دوسرا منہ ہو۔''

یہ منافقانہ انداز ہے، اور قول وفعل کے تضاد اور ظاہر و باطن کے مخالف ہونے کا مظہر ہے۔ کہ جس کی سزا بدترین ہوگی۔

''نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا، اور آگ میں ڈال دیا جائے گا پس اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی، وہ انہیں لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی میں گھومتا ہے۔ جہنمی اس کے گرد جمع ہو جائیں گے، اور کہیں گے اے فلاں! تجھے کیا ہوا، کیا تو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ کہے گا، ہاں! میں لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا تھا، لیکن خود نہیں کرتا تھا، اور دوسروں کو برائی سے روکتا تھا، لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا۔'' ❷

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم : 2526.

❷ صحيح بخاری، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار، رقم: 3267، صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب عقوبة من يامر بالمعروف ولا يفعله، رقم: 2989.

64

لڑائی جھگڑا

لڑائی جھگڑا چونکہ معاشرہ کے امن و امان اور سکون کو برباد کر دیتا ہے کہ جس سے معاشرتی زندگی اجیرن بن جاتی ہے، اور ایک دوسرے کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسلامی معاشرے میں لڑائی جھگڑے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ دین اسلام لڑائی جھگڑے کو بڑا گناہ قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((عـن عبدالله: ان النبی ﷺ قـال: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ .))❶

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

اس وجہ سے لڑائی جھگڑا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، بلکہ یہ تو منافقین کی علامت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۞﴾ (البقرۃ : 204)

''بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں، اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے۔''

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم : 48.

یہ جھگڑا منافقین کی پہچان ہے، مومن جھگڑے سے بچتا ہے، کیونکہ جھگڑے میں تکبر اور غرور کا عنصر پایا جاتا ہے، حالانکہ یہ چیز انسان کو زیب نہیں دیتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيرُونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إِلَى حَبْلٍ مَعَهُ فَأَخَذَهُ فَفَزِعَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا.))[1]

''جناب عبدالرحمٰن بن ابولیلی روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ہمیں بیان کیا کہ وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے تو ان میں سے ایک آدمی سو گیا، اور دوسرا اس سے ایک رسی لینے لگا جو اس کے پاس تھی تو وہ ڈر گیا، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔''

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: 5004، مسند احمد: 362/5، رقم: 23064۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

65

عیب جوئی

کسی کی عیب جوئی سے یقیناً اس کی شخصیت آپ کے نزدیک مجروح ہو جائے گی کہ جس کی وجہ سے اس کی وہ عزت وتکریم آپ کے نزدیک نہیں رہے گی جو کہ دین اسلام ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے عیب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس فعل کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾

(الحجرات : 11)

''اے ایمان والو! کوئی مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو، اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ، اور نہ کسی کو بُرے لقب دو، ایمان کے بعد فسق بُرا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔''

اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے، بلکہ سراسر نقصان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

((اِنَّكَ اِنْ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدَتَّهُمْ اَوْكِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ .)) ❶

''اگر تم لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں لگو گے تو انہیں خراب کر دو گے یا خرابی کے قریب کر دو گے (کیونکہ جب ان کے عیوب ظاہر ہو جائیں گے تو وہ کھلم کھلا برائی کریں گے)۔''

جو لوگ دوسروں کے عیوب تلاش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

((عَنْ اَبِیْ بَرْزَةِ الْاَسْلَمِیْ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ قَلْبَهُ: لَا تَغْتَابُوْا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يُفْضِحُهُ فِيْ بَيْتِهِ .)) ❷

''سیدنا ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے وہ لوگو جو اپنی زبانوں سے ایمان لائے ہو مگر ایمان ان کے دلوں میں نہیں اترا ہے! مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو، اور نہ ان کے عیبوں کے درپے ہوا کرو۔ بلاشبہ جو ان کے عیبوں کے درپے ہوگا اللہ بھی اس کے عیبوں کے درپے ہوگا، اور اللہ جس کے عیبوں کے درپے ہو گیا تو اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دے گا۔''

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: 4888۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مسند احمد: 420/4، سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: 2032۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ .)) ❶

''طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جسے اس کے اپنے عیب (خامیاں) لوگوں کی عیب جوئی (خامیوں) سے روک دیں۔''

---

❶ حلية الاولياء: 202/3، فيض القدير: 281/4، بلوغ المرام، رقم: 1317۔ ابن حجر نے اس کو ''حسن'' کہا ہے۔

66

گھمنڈ

اپنے خاندان، حسب ونسب اور برادری پر گھمنڈ کرنا، اپنے خاندان کی وجہ سے اپنے آپ کو معزز جاننا قطعاً پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ بلکہ بہت بڑا جرم ہے۔ کہ جس کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرِهَا بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، اَنْتُمْ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ، لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِاَقْوَامٍ، اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ، اَوْلَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِی تَدْفَعُ بِاَنْفِهَا النَّتْنَ.))[1]

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کو دور کر دیا ہے۔ (تمہیں ایمان واسلام سے معزز بنایا ہے) (آدمی دو قسم کے ہیں): صاحب ایمان، متقی یا فاجر اور بدبخت۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھے۔ لوگوں کو قومی نخوت ترک کرنا پڑے گی وہ تو (کفر وشرک کے

---

[1] سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل الشام والیمن، رقم: 3955، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: 516۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

سبب) جہنم کے کوئلے بن چکے ورنہ یہ (قوم پر تکبر کرنے والے) اللہ کے ہاں گندگی کے کالے کیڑے سے بھی ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے گندگی کو دھکیلتا پھرتا ہے۔''

غور فرمائیں کہ خاندانی حسب ونسب پر فخر کرنے والے اللہ کے نزدیک ذلیل ترین لوگ ہیں کہ جو گندے کیڑوں سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ خاندانی حسب ونسب دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ دنیا کی حیثیت اللہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے، اور یہ دنیا کوئی عمدہ اور پائیدار چیز نہیں ہے بلکہ انتہائی منحوس اور ناپائیدار ہے۔ کہ جس پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۲۰ ﴾

(الحدید: 20)

''خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ، زینت اور آپس میں فخر و غرور اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو زرد رنگ میں اس کو تم دیکھتے ہو پھر وہ بالکل چورا چورا ہو جاتی ہے، اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ کی مغفرت اور رضا مندی ہے، اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے اور کچھ بھی تو نہیں۔''

67

دھوکہ

شریعت مطہرہ نے دھوکہ اور فراڈ سے روکا ہے۔ کیونکہ اس میں دوسروں کے حقوق کوغصب کرنا لازم آتا ہے۔ اور مومن کسی کے حقوق غصب کرنے والا نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ دھوکہ اور فراڈ کو منافقین کی علامت بتایا گیا ہے۔ یہ مسلمان کا قطعاً شیوہ نہیں ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ .))❶

''اور (منافق) جب معاہدہ کرتا ہے تو دھوکہ دے جاتا ہے۔''

یعنی منافق کی علامات میں سے یہ بھی ہے۔ کہ جب کوئی معاہدہ کرتا ہے تو دھوکہ دیتا ہے، غداری کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا .))❷

''جو شخص ہم (مسلمانوں) کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں۔''

یعنی ہمارے دین پر نہیں، ہمارے طریقہ کے مطابق نہیں ہے جو شخص بھی مسلمانوں والا طریقہ چھوڑ کر منافقوں والا کردار اپنائے گا یقیناً انتہائی بد بخت ہوگا۔

---

❶ صحيح البخاری، كتاب الايمان، رقم: 47، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 58.

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب قول النبی من غشنا منا ، رقم: 101.

((مَـا مِنْ وَالٍ يَلِيَ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٍ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .)) ❶

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ جس آدمی کو کسی رعیت کا ذمہ دار بنائے پھر وہ انہیں دھوکہ دیتے ہوئے مر جائے یعنی ان کے حقوق کی حفاظت کی کوشش نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، رقم: 7150، صحیح مسلم ، کتاب الإمارة ، رقم : 1829 .

68

حسد

شریعت مطہرہ نے حسد کی شدید ترین مذمت کی ہے، اور اس کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ھادی دو عالم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ ﷺ قَالَ: لَا يَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ: اَلْاِیْمَانُ وَالْحَسَدُ .))❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔''

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ : اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ ، هِیَ الْحَالِقَهُ ، لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنَّ تَحْلِقُ الدَّيْنَ .))❷

''تمہارے اندر پہلی امتوں والی بیماری حسد اور بغض سرایت کر گئی ہے۔ آپس میں بغض رکھنا مونڈنے والی بیماری ہے۔ بالوں کو مونڈنے والی نہیں، بلکہ دین کو مونڈنے والی یعنی ختم کر دینے والی ہے۔''

حسد اور حسد کرنے والوں سے بچیں۔ اور حسد کرنے والوں کے شر سے بچنے کے لیے

---

❶ سنن النسائی، کتاب الجهاد، رقم: 3109۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن الترمذی، صفة القيامة، باب فی فضل صلاح ذات البين، رقم: 2510، الارواء: 238/3، صحيح الأدب المفرد، رقم: 197.

دعائیں کیا کریں۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾ (الفلق : 5)

''اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

کیونکہ حسد کرنے والے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے بسااوقات نقصان بھی پہنچا دیا کرتے ہیں۔اسی وجہ سے ان کے شر سے بچنے کے لیے دعا کی تلقین کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ حسد کرنے والوں کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین!

نوٹ......: حاسد کے حسد سے بچاؤ کا حصار سورۃ الفلق کی تلاوت ہے۔

69

کینہ پروری

کینہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ نفرت سے ہی لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کی نوبت آتی ہے کہ جس سے معاشرے کا امن وسکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ بغض و کینہ چونکہ امن وسکون کی فضاء کے لیے زہر قاتل ہے، اس وجہ سے شریعت مطہرہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

بغض اور کینہ ایک وبال ہے۔ مصیبت ہے۔ کہ جس میں مبتلا انسان ہمیشہ پریشان رہتا ہے اور اللہ اس کی کسی نیکی کو بھی قبول نہیں فرماتے۔ جب تک بغض و کینہ کو ترک نہ کر دے چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: اُنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، اَنْظِرُوْا هٰذَيْنَ حَتَّى يَصْطَلِحَا، اُنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا.))❶

''سوموار اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور وہ تمام لوگ بخش دیئے جاتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 2565.

ٹھہراتے ، البتہ وہ دو شخص جو باہم کینہ رکھتے ہیں ان کی بخشش نہیں ہوتی ، حکم ہوتا ہے انہیں مہلت دے دو حتی کہ صلح کر لیں ، انہیں مہلت دے دو حتی کہ صلح کر لیں ، انہیں مہلت دے دو یہاں تک کہ صلح کر لیں۔''

یعنی مومن فی الفور نفرت و عداوت کو ختم کر دیتے ہیں یہی مومنوں کی شان اور ان کے ایمان کا تقاضا ہے ان کے برعکس کافروں کا شیوہ یہ ہے کہ وہ مومنوں کے خلاف اپنے دل میں نفرت رکھتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۱۸ ﴾

(آل عمران : 118)

''اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی اور کو نہ بناؤ تم تو نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے، اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے ہم نے تمھارے لیے آیتیں بیان کر دیں۔''

70

بدگمانی

بدگمانی یعنی دوسروں کے متعلق اپنے ذہن کو خراب کر لینا کہ وہ میرا نقصان کرنا چاہتا ہے۔ یا مجھے تکلیف دینا چاہتا ہے۔ یہ ایسی سوچ ہے کہ جس سے لڑائی جھگڑوں کی نوبت ضرور آتی ہے۔ اس وجہ سے دین اسلام نے بدگمانی سے ہی منع فرمایا ہے۔ تاکہ معاشرے کے امن وسکون کو قائم و دائم رکھا جا سکے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ﴾

(الحجرات : 12)

''اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو۔ یقیناً بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔''

یعنی بیٹھے بٹھائے دوسروں کے بارے میں غلط ذہن نہ بنا لیا کرو، بلکہ یہ سوچا کرو کہ میرا بھائی میرا نقصان نہیں کر سکتا، بلکہ وہ تو میرا خیر خواہ ہے میری بہتری چاہتا ہے۔ اس سے پیار ومحبت پیدا ہو گی لیکن اگر بیٹھے بٹھائے بغیر کسی وجہ کے غلط سوچیں سوچو گے تو نقصان کر بیٹھو گے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ .))[1]

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بدگمانی سے بچے رہو کہ وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6066، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: 2563.

71

فساد پھیلانا

دین اسلام امن و آشتی کا منبع اور مرکز ہے۔ جو ہر طرف امن وسکون اور سلامتی کو دیکھنا چاہتا ہے، اور کسی ایسے کام کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا کہ جو امن وسکون کے ماحول کو گزند پہنچا سکتا ہو۔ اور جو لوگ انسانیت کے امن وسکون کو برباد کرنے کی کوشش کریں ان کی انتہائی مذمت فرماتا ہے، اور ان کے لیے انتہائی سخت سزائیں، حدود اور تعزیرات تجویز کرتا ہے۔ تاکہ شر وفساد کے دلدادہ لوگ سزاؤں کی وجہ سے اپنی شرارتوں سے باز آجائیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ ﴾ (المائدۃ : 33)

''کہ بس ان لوگوں کی سزا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں، اور زمین میں فساد پھیلاتے پھریں یہی ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر مخالف سمتوں سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو دنیوی رسوائی ہے، اور آخرت میں بہت ہی بڑا عذاب ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝﴾

(البقرہ: 204، 205)

''بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں، اور وہ دل اپنے کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے۔ جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔''

سورۃ القصص میں ارشاد فرمایا:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (القصص: 83)

''وہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں نہ بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد، اور (اچھا) انجام تو پرہیز گاروں ہی کے لیے ہے۔''

72

ناروا غصہ

بیجا غصہ اور ناراضگی بھی معاشرے کے امن وسکون کے لیے ایک ناسور ہے کہ جس سے معاشرہ میں لڑائی اور جھگڑا کی نوبت آتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ غصہ کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَغْضَب .))

''غصہ مت کرو۔''

''اس صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مرتبہ درخواست کی، لیکن آپ کا جواب یہی کہ ناروا غصہ مت کرو۔''[1]

کیونکہ غصہ انسان کی عقل کو ماؤف بنا دیتا ہے۔ اور اس کو آپے سے باہر کر دیتا ہے جو کہ اس کے اور دوسروں کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے۔

دوران گفتگو اگر کوئی بات طبیعت پر بھاری بھی گزر جائے تو غصہ ناراضگی کی بجائے صبر وتحمل کی راہ اختیار کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ملاحظہ فرمائیں:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرُعَةِ ، اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ

[1] صحيح بخاري، كتاب الادب، رقم: 6116.

عِنْدَ الْغَضَبِ .)) ❶

''وہ طاقتور نہیں جو مقابل کو بچھاڑنے والا ہے۔ طاقتور صرف وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔''

اہل ایمان کی علامات میں سے ہے کہ وہ ناروا غصے سے اجتناب کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ۝۱۳۳ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳۴ ﴾

(آل عمران : 133، 134)

''اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی میں سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔''

❶ صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم: 6114.

73

بخل

بخل انسانی طبع میں پایا جانے والا بدترین عمل ہے کہ جس کی وجہ سے انسان اللہ پاک اور لوگوں سے دور ہو جاتا ہے۔ خود اپنے اور دوسروں کے اوپر ظلم کرتا ہے۔ اپنی کنجوس طبع کی وجہ سے ان لوگوں کے حق بھی ادا کرنے سے گریز کرتا ہے کہ جن کے حقوق ادا کرنا اس پر لازم اور ضروری ہیں۔ اس وجہ سے کنجوس آدمی ناکام ہو جاتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کیونکہ وہ حقوق کی ادائیگی نہیں کرتا۔ جبکہ حقوق کی ادائیگی لازم ہے۔ اس وجہ سے شریعت مطہرہ نے کنجوس شخص کی انتہائی برائی بیان کی ہے۔ اور کنجوسی کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے۔

چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا .)) [1]

''بخل اور ایمان کسی انسان کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔''

مزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِتَّقُوْا الظُّلْمَ ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَاتَّقُوْا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ

[1] سنن النسائی ، کتاب الجهاد: رقم : 3111۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ .))❶

''ظلم کرنے سے بچو، اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا۔ بخل اور حرص سے بچو، اس لیے کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا اور حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھا۔''

غور فرمائیں کہ حرص اور بخل لوگوں کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے۔ بالکل یہی مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا ہے۔

﴿وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَ مَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾﴾ (اللیل : 8 تا 11)

''لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی، اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کی تنگی ومشکل کے سامان میسر کر دیں گے، اس کا مال اس کے اوندھا گرنے کے کچھ کام نہیں آئے گا۔''

یعنی جس نے کنجوسی کا مظاہرہ کیا اس کے لیے دنیا میں مشکلات ہیں، اور کل قیامت کے دن اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ یعنی دنیا اور آخرت دونوں ہی جہانوں کا خسارہ ہے کہیں فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: 2578.

﴿يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝﴾

(النساء : 36 تا 37)

''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسی، اجنبی پڑوسی، پہلو کے ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور اپنی زیر ملکیت کنیزوں اور غلاموں سے بھی نیکی کرو۔ بے شک اللہ ہر اترانے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ایسے لوگ (بھی اللہ کو پسند نہیں) جو کنجوسی کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی کنجوسی کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو کچھ انھیں دیا ہے اسے چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

دعا:

بخل سے بچنے کے لیے یہ دُعا کرنی چاہیے:

((أَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوذُبِكَ مِنَ الهَمِّ وَالحُزْنِ، وَ العَجْزِوَالكَسل، وَ البُخْلِ وَالجُبْنِ، وَضَلَعَ الدَّينِ وَغَلَبَةِ الرجالَ.)) ❶

''اے اللہ! میں غم اور پریشانی سے، نکمے پن اور سستی سے، بخل اور بزدلی سے اور قرض اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

❶ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: 6369.

74

خواہشات پرستی

اللہ تعالیٰ نے انسانی طبیعت میں حرص ، لالچ ، بخل اور جھگڑالو پن اور جلد بازی رکھی ہے۔ مذکورہ صفات ایسی ہیں کہ جو انسان کو درندہ صفت اور خودغرض بنا دیتی ہے۔ اب اگر انسان اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرے گا، برائیوں میں بڑھ کر یقیناً تباہ و برباد ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ ۚ إِنَّ ٱلنَّفْسَ لَأَمَّارَةٌۢ بِٱلسُّوٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (یوسف : 53)

''میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا، بلاشبہ نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہے۔مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ بلاشبہ میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔''

اللہ کی عبادت کی جائے، اور اپنی خواہش کو پورا کرتے ہوئے غیر کی طرف نہ جایا جائے اللہ تعالیٰ نے بڑی سختی کے ساتھ اس سے منع کیا ہے۔ارشاد ربانی ہے کہ:

﴿ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ فَتَرْدَىٰ ﴾

(طٰہٰ : 16)

''اب اس کے یقین سے تمہیں کوئی ایسا شخص روک نہ دے جو اس پر یقین نہ رکھتا ہو۔ اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو۔ ورنہ تو آپ ہلاک ہو جائیں۔''

یعنی عبادت صرف رب کی کرو۔ اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے غیر کی عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس منع کرنے کے باوجود بھی اگر کوئی ایسا کرے گا تو یقیناً بڑا ہی بیوقوف ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ .)) [1]

''عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور بعد والی زندگی کی فکر کرے۔''

---

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، رقم: 2459، سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، رقم: 4260۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

75

مہمان نوازی

مہمان نوازی ایمان کا تقاضا:

اچھی قوموں کے امتیازی اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مہمان کی خوب عزت وتکریم و خاطر مدارت کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے بھی مہمان نوازی کی خوب تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ .)) ❶

''کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔''

اور ایک روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مہمان اپنی مہمان نوازی کے بقدر زبردستی بھی لے سکتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مہمان نوازی ضروری ہے، اور اس کی اپنی طاقت کے مطابق عزت وتکریم بھی ضروری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝﴾ (الحجر : 67، 69)

''شہری لوگ خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔ لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اور مجھے

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6019، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: 48.

رسوا نہ کرو۔''

یعنی مہمانوں کی قدر نہ کرنا ان کی عزت نہ کرنا ایک عار ہے۔تم میرے مہمانوں کو ذلیل کر کے مجھے رسوا تو نہ کرو، بلکہ ان کی عزت کرو، کیونکہ مہمان کی بقدر طاقت عزت کرنا اچھے لوگوں کی پہچان ہے۔

﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝﴾ (الذاريات : 24 تا 27)

''کیا تجھے ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر بھی پہنچی۔ جب ان کے ہاں پہنچے تو سلام کیا تو ابراہیم نے سلام کا جواب دیا، اور کہا یہ تو اجنبی لوگ ہیں۔ پھر چپ چاپ اپنے گھر والوں کی طرف گئے، اور ایک فربہ بچھڑا بُھون کر لائے، اور کہا تم اسے کھاتے کیوں نہیں ہو۔''

ان آیات پر غور فرمائیں! کہ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اپنے مہمانوں کی عزت وتکریم کیسے کرتے ہیں؟ کہ گھر میں موجود بچھڑے کو ذبح کر لیا۔ تاکہ مہمانوں کی مہمان نوازی خوب بہتر طریقے سے کی جا سکے۔ مہمان نوازی کے اس انداز میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ مہمان کی مہمان نوازی کے لیے جو کچھ اپنی طاقت کے مطابق کر سکتے ہو کر گزرو۔ ہاں! اگر یہ پوچھنا شروع کر دیا جائے کہ جی آپ کیا کھائیں گے، آپ کیا پئیں گے؟ اس طرح پوچھنا اگرچہ مہمان بے تکلف دوست ہے تو شاید ایسا کرنے میں حرج نہ ہو۔ بصورت دیگر یہ انداز قطعاً پسندیدہ یا اچھا نہیں ہے کیونکہ مشہور قول ہے کہ ''مہمان تو بے زبان ہوتا ہے'' مہمان بے چارہ اپنی شرما شرمی میں بھوکا ہی رہ جاتا ہے۔ اور میزبان اپنے اس انداز سے اپنے پیسے اور کھانا بچانے میں کامیاب

ہوجاتا ہے جو کہ قطعاً غلط ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اس انداز سے بچا جائے۔ اور مہمان نوازی خوب کی جائے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات نازل ہوں۔

مہمان نوازی کی مدت:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَ لَيْلَةٌ، وَ الضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ، وَ لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ.)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر کریں۔ پہلا دن انعام و عطیہ کا دن ہے جس میں مہمان کو عمدہ سے عمدہ کھانا کھلانا چاہیے اور مہمانی تین دن تک ہے (یعنی دوسرے اور تیسرے دن اس کی مہمانی میں تکلف کرنا اخلاقاً ضروری نہیں۔) اس کے بعد جو کچھ وہ کرے گا، وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا اور مہمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے میزبان کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اس کو ضیق اور پریشانی میں مبتلا کر دے۔''

اس حدیث میں میزبان اور مہمان دونوں کو ہدایت دی گئی ہے، میزبان کو اس بات کی وہ اپنے مہمان کی خاطر کرے۔ خاطر کرنے کا مطلب صرف کھلا پلا دینا نہیں ہے بلکہ ہنس کر بولنا، خندہ پیشانی سے پیش آنا سبھی کچھ مراد ہے اور مہمان کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جب کسی کے یہاں بطور مہمان کے جائے تو وہیں دھرنا مار کر بیٹھ نہ جائے کہ اس سے میزبان پریشانی میں پڑ جائے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6135، صحیح مسلم، رقم: 47.

76

وقار وسنجیدگی

وقار، سنجیدگی اور حلم بہت اعلیٰ خوبی ہے۔ جناب اسماعیل علیہ السلام کی صفت بھی ''حلیم'' بردبار، سنجیدہ اور پروقار بیان ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴾ (الصافات : 101)

''تو ہم نے انہیں ایک بہت بردبار لڑکے کی بشارت دی۔''

عبدالقیس کا جو وفد حضور ﷺ کے پاس آیا تھا، اس کے اور آدمی تو مدینہ پہنچتے ہی آپ ﷺ کو دوڑ پڑے۔ نہ نہایا نہ دھویا اور نہ اپنے سامان کو ٹھیک سے کہیں جمایا، حالانکہ دُور سے آئے تھے، گرد وغبار سے اٹے ہوئے تھے، ان کے برعکس ان کے سردار نے جلد بازی کا کوئی مظاہرہ نہ کیا۔ اطمینان سے اترے، سامان کو قرینے سے رکھا، سواریوں کو دانہ پانی دیا۔ پھر نہا دھوکر وقار کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِالْقَيْسِ: اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: اَلْحِلْمُ وَ الْاَنَاةُ.))[1]

نبی کریم ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کے وفد کے لیڈر کو (جس کا لقب اشج تھا) خطاب کر کے (تعریف کے طور پر) فرمایا: ''تمہارے اندر دو ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں، اور وہ ہیں بردباری (غیر جذباتیت) اور وقار وسنجیدگی۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: 117، 118.

77

سادگی وصفائی

سادگی، صفائی اور طہارت کے پسند لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ (البقرة : 222)

''بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَان .))❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سادہ زندگی گزارنا ایمان سے ہے۔''

یعنی سادہ حالت میں زندگی گزارنا مومنانہ اوصاف میں سے ہے۔ اسے تو اپنی آخرت بنانے اور سنوارنے کی فکر ہوتی ہے، اس کو دنیاوی آسائشوں سے دلچسپی نہیں ہوتی۔

سلیقہ وصفائی:

((عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرًا، فَرَاٰى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ، فَقَالَ: مَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهٖ رَاْسَهُ؟ وَ رَاٰى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ: مَا كَانَ يَجِدُ

❶ سنن ابو داود، كتاب الترجل، رقم: 1461۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

هٰذَا مَا يَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ .))❶

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے، جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (صابون وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا؟''

❶ سنن ابوداود، کتاب اللباس، رقم: 4062، مسند احمد: 357/3۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

78

بہترین اسلام......کثرتِ سلام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ﴾ (النساء : 86)

''اور جب تمھیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا وہی الفاظ لوٹا دو۔''

((اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمِ الطَّعَامَ، وَ تَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَ مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ .))❶

حضور ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا: ''اسلام کا کون سا کام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کو سلام کرنا، چاہے تو اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو، (یعنی پہلے سے دوستی اور بے تکلفی ہو یا نہ ہو۔)''

محبت کا گُر......سلام کرنا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُوْمِنُوْا، وَ لَا تُوْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، اَوَ لَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا

❶ صحيح بخاری، کتاب الایمان، رقم: 28.

فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَام بَيْنَكُمْ .)) ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ تدبیر نہ بتاؤں کہ جس کو اگر کرو تو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ ''آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں اور محبت سے پیش آئیں۔ یہ ان کے ایمان و اسلام کا مطالبہ ہے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ ان کے آپس میں سلام کرنے کا عام رواج ہو جائے۔ یہ نسخہ نہایت عمدہ ہے بشرطیکہ لوگوں کو سلام کے معنی معلوم ہوں اور السلام علیکم کی روح سے واقف ہوں۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 194.

79

شرم گاہ کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾ (المؤمنون : 5)

''اور وہ جو اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا﴾

(بنی اسرائیل : 32)

''اور تم زنا کے قریب مت جاؤ، یقیناً وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔''

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ .))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر کوئی شخص مجھے اپنی زبان اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے دے تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لے لوں گا۔''

انسان کے جسم میں یہ دو خطرناک اور کمزور مقام ہیں جہاں سے شیطان کو حملہ کرنے میں بڑی آسانی ہے۔ زیادہ تر گناہ ان ہی دونوں سے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شیطان کے حملوں سے ان کو بچا لے تو ظاہر ہے کہ اس کی قیام گاہ جنت ہی ہو گی۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: 6474.

80

غیر ذمہ دارانہ باتیں

اللہ تعالیٰ نے مومن لوگوں کی عالی صفات کا تذکرہ کرتے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝﴾ (المؤمنون : 3)

''اور وہ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔''

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ ایک بات اپنی زبان سے نکالتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوتی ہے، بندہ اس کا خیال نہیں کرتا (یعنی اس کو اہمیت نہیں دیتا) لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کی بدولت اس کے درجے بلند کرتا ہے۔ اسی طرح آدمی اللہ کو ناراض کرنے والی بات زبان سے لاپروائی کے ساتھ نکالتا ہے جو اسے جہنم میں گرا دیتی ہے۔''

حضور ﷺ کے اس ارشاد کا منشا یہ ہے کہ آدمی زبان کو بے لگام نہ چھوڑے، جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے، ایسی بات زبان سے نہ نکالے جو جہنم میں لے جانے والی ہو۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: 6478.

81

تواضع وخاکساری

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہوکر بھرا کرتی ہے پیمانے

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَا رُءِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا یَطَأُ عَقِبَهٗ رَجُلَانِ.)) ❶

''عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو کسی نے نہیں دیکھا کہ ٹیک لگا کر کھانا کھایا ہو (جیسا کہ بادشاہوں اور امیروں کا دستور ہے) اور کبھی کسی شخص نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ دو آدمی بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلتے ہوں (جیسا کہ بادشاہوں کا دستور ہے وہ اپنے ساتھ باڈی گارڈ رکھتے ہیں جو ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے ہیں)۔''

((عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَرْمِی الْجَمْرَةَ یَوْمَ النَّحْرِ عَلٰی نَاقَةٍ صَهْبَاءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَیْكَ اِلَیْكَ.)) ❷

---

❶ سنن ابو داود، كتاب الاطعمة، رقم: 3770۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ سنن ترمذی، كتاب الحج، رقم: 903، سنن ابن ماجة، كتاب المناسك، رقم: 3035، سنن دارمی: 87/2، مسند احمد: 412/3۔ 413۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''حضرت قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو قربانی کے دن بھورے رنگ کی اونٹنی پر سوار، کنکری مارتے دیکھا، نہ وہاں سپاہیوں کی مار پیٹ تھی اور نہ ہٹو بچو کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔''

یہ آخری حج کا واقعہ بیان ہو رہا ہے جب پورا ملکِ عرب آپ ﷺ کا ماتحت تھا، آپ ﷺ میں شاہانہ کروفر نام کو نہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ .)) ❶

''جو کوئی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرے گا اللہ کریم اس کو بلند کر دے گا۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 2588.

82

تعزیت کرنا

کوئی شخص فوت ہوجائے تو لواحقین سے تعزیت کرنا ان کے غم میں شریک ہونے کے مترادف ہے۔

((عَنْ مُّعَاذٍ اَنَّهٗ مَاتَ لَهٗ اِبْنٌ فَكَتَبَ اِلَيْهِ النَّبِیُّ ﷺ التَّعْزِيَةَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ ، فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ ، وَ اَلْهَمَكَ الصَّبْرَ ، وَ رَزَقَنَا وَ اِيَّاكَ الشُّكْرَ ، فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَ اَمْوَالَنَا وَ اَهْلَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِيْئَةَ وَ عَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةَ ، مَتَّعَكَ اللّٰهُ بِهٖ فِیْ غِبْطَةٍ وَ سُرُوْرٍ وَ قَبَضَهٗ مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِيْرٍ ، اَلصَّلٰوةُ وَ الرَّحْمَةُ وَ الْهُدٰى اِنِ احْتَسَبْتَهٗ ، فَاصْبِرْ وَ لَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ ، وَ اعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ مَيِّتًا وَ لَا يَدْفَعُ حَزَنًا وَ مَا هُوَ نَازِلٌ فَكَانَ قَدْ ، وَ السَّلَامُ .))[1]

''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا وفات پا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ

[1] كنز العمال: 15، رقم: 42621.

تعزیتی خط لکھا (غالباً وہ اس زمانے میں یمن میں تھے) خط کا مضمون یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام ہے، تم پر سلامتی ہو، میں اللہ کا شکر اور اس کی حمد تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تم بھی اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرو۔

اما بعد، اللہ تعالیٰ تمہیں اجرِ عظیم دے اور تمہیں صبر دے اور ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق بخشے۔ ہماری اپنی جانیں اور مال اور بال بچے یہ سب اللہ کی خوشگوار نعمتیں ہیں اور یہ ہمارے پاس اللہ کی رکھی ہوئی امانتیں ہیں۔ جب تک یہ تمہارے پاس رہیں مسرت اور خوشی تمہیں ملے اور ان کے چلے جانے کے بعد اللہ اجرِ عظیم سے نوازے۔ تمہارے لیے اللہ کی رحمت اور انعام اور ہدایت ہوا گر اجرِ آخرت کی نیت سے صبر کیا۔ پس تم صبر کرو اور دیکھو تمہاری بے قراری اور بے صبری تمہیں اجر سے محروم نہ کرے ورنہ پچھتاؤ گے اور اس بات کا یقین کرو کہ بے صبری سے کوئی مرنے والا لوٹ کر نہیں آ سکتا اور نہ غم دُور ہوسکتا ہے اور جو حادثہ واقع ہوا ہے اسے تو ہونا ہی تھا۔

((عَنْ قُرَّةَ ابْنِ اَيَاسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ جَلَسَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ ، فِيْهِمْ رَجُلٌ لَّهُ ابْنٌ صَغِيْرٌ يَاْتِيْهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهٖ فَيَقْعَدُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلَكَ فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ اَنْ يَحْضُرَ الْحَلَقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهٖ ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ، مَا لِيْ لَا اَرَى فُلَانًا؟ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، بُنَيُّهُ الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ هَلَكَ ، فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَاَلَهٗ عَنْ بُنَيِّهٖ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ هَلَكَ فَعَزَّاهُ

عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: يَا فُلَانُ! اَيُّمَا كَانَ اَحَبَّ اِلَيْكَ؟ اَنْ تَتَمَتَّعَ بِهٖ عُمْرَكَ ، اَوْ لَا تَاْتِيْ اِلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَّهٗ قَدْ سَبَقَكَ اِلَيْهِ يَفْتَحُهٗ لَكَ ، قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ، بَلْ يَسْبِقُنِيْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا ، لَهُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ قَالَ: فَذَاكَ لَكَ .))❶

''حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نشست فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ جاتے، ان بیٹھنے والوں میں ایک صاحب تھے جن کا ایک چھوٹا بچہ تھا، یہ بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی جانب سے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے سامنے بٹھا لیتے، پھر ایسا ہوا کہ وہ بچہ فوت ہو گیا تو بچے کا باپ اس کے غم میں کچھ دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں نہیں آیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ''وہ فلاں شخص کیوں نہیں آتا؟ کیا بات ہے؟'' لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ''اس کا چھوٹا بچہ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا اس کا انتقال ہو گیا (شاید اسی وجہ سے وہ نہیں آ رہا)۔'' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے ملاقات کی اور بچے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ جب اس صحابی نے بتایا کہ اس بچے کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلی دی پھر ارشاد فرمایا: ''بتاؤ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ کیا یہ بات پسند ہے کہ وہ بچہ زندہ رہے یا یہ پسند ہے کہ وہ بچہ پہلے جائے اور جنت کا دروازہ تمہارے لیے کھولے اور جب تم پہنچو تو وہ تمہارا استقبال

❶ سنن نسائی، کتاب الجنائز، رقم: 2088۔ محدث البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

کرے؟'' اس شخص نے کہا: ''اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے یہی بات پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت میں جائے اور میرے لیے جنت کا دروازہ کھولے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ بچہ اس لیے تمہارے زندگی میں فوت ہوا ہے تاکہ وہ تمہارے لیے جنت کا دروازہ کھولے۔''

سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی مسلمان کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا مانگے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے تو اللہ اس کو پہلے سے بہتر بدل عطا فرما دے گا۔

((اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اَجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاخْلُفْ لِىْ خَيْرًا مِنْهَا .)) ❶

''ہم اللہ کے لیے ہیں، اور ہم اللہ ہی کی طرف پلٹ کے جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض میں مجھے اس سے بہتر چیز عطا فرما۔''

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المرض، رقم: 5671، صحيح مسلم، رقم: 6814.

83

توبہ واستغفار

گناہوں کی نحوست سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ سے فی الفور اپنے گناہ کی معافی مانگی جائے ۔ معافی کے آداب میں یہ بھی ہے کہ گناہ کا اقرار کیا جائے۔ گناہ پر شرمندگی ہو۔ خالص دل سے گناہ چھوڑنے کا عزم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳﴾ (الأعراف: 23)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور با ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

اس آیت میں آدم علیہ السلام کے گناہ کا اقرار کرنے کا ذکر ہے۔

((عن عبداللہ بن معقل بن مقرن قال: دَخَلْتُ مَعَ اَبِی عَلَی عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: اَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ؟ قَالَ: نَعَمْ . وَقَالَ مَرَّۃً: سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ: اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ .))[1]

[1] مسند احمد 376/1، مصباح الزجاجة، رقم: 1521۔ حاکم، ذہبی اور بوصیری نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''عبداللہ بن معقل بن مقرن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ تو انہوں (میرے باپ) سے کہا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ندامت (گناہ پر شرمندگی) توبہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ اور ایک مرتبہ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ندامت توبہ ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ پر شرمندگی ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ خالص توبہ۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۸ ﴾ (التحریم : 8)

''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے، اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جس دن اللہ نبی کو، اور ایمان داروں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوانہ کرے گا، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں ضیاء عطا فرما، اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی کثرت کے ساتھ توبہ اور استغفار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّـهُ لَيُـغَانُ عَلَى قَلْبِىْ ، وَاِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ .))❶

''میرے دل پر کہیں زنگ نہ آ جائے، میں ایک دن میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔''

توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب رکھتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ (البقرہ: 222)

''بلاشبہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک و صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

﴿ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴾ (البروج : 14)

''اور وہی ہے جو بے حد بخشنے والا، نہایت محبت کرنے والا ہے۔''

جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے وہ انسان تو بڑا ہی عظیم انسان ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اپنے گناہوں کی کثرت کے ساتھ اپنے رب سے معافی مانگا کریں۔ کیونکہ اسی میں فلاح و کامیابی ہے۔ بصورت دیگر گناہ انسان کو لے ڈوبتے ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنا دیتے ہیں۔ اس چیز کو رسول مکرم ﷺ نے اپنی حدیث میں واضح فرمایا ہے۔

((اِنَّ الْـمُـؤْمِـنَ اِذَا اَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةً سَوْدَاءَ فِى قَلْبِهِ ، فَاِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ .))❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم: 2702.

❷ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الذنوب، رقم: 4244۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ واستغفار کر لے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔''

لیکن اگر توبہ نہ کرے تو سارے کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفر و نفاق کی مہر لگ جاتی ہے۔ پھر ایسے دل کو کوئی اچھی بات اچھی نہیں لگتی اور نہ ہی بُری بات سے کوئی نفرت ہوتی ہے۔ کیونکہ گناہوں کی وجہ سے ضمیر مردہ ہو جاتے ہیں۔ اور ضمیر کا مردہ ہو جانا ہی انسان کی حقیقی تباہی ہے۔ اس تباہی اور بربادی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار کیا کریں۔

دُعائے استغفار:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ .)) [1]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: 1517۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

84

میوزک سننا

کتاب و سنت سے پھرتے ہیں بھاگے
مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

ایسے جرائم کہ جن جرائم کی قباحت و گندگی ہمارے معاشرے سے ختم ہو گئی ہے۔ بلکہ معاشرہ والے ان جرائم کو جرائم ہی نہیں سمجھتے۔ ان میں سے ایک جرم ہے۔ میوزک، اور موسیقی سننا یہ جرم اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس گناہ کی پاداش میں اللہ تعالیٰ قوموں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ان کو زمین میں دھنسا دیتا ہے، اور ان کی شکلوں کو بگاڑ دیتا ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں نہ صرف اس گناہ کی برائی کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بلکہ لوگ اس میوزک و موسیقی کو روح کی غذا قرار دینے لگ گئے ہیں، اور اس میں اچھے خاصے سمجھدار لوگ بھی شامل ہو چکے ہیں۔ اور حد تو یہاں تک ہو گی کہ رسول اللہ کی تعریفات میں پڑھی جانے والی نعتوں میں بھی میوزک کا استعمال عام کر دیا گیا ہے، شاید ایسا اس وجہ سے کیا گیا ہے تا کہ لوگوں کو باور کرایا جا سکے کہ موسیقی پسندیدہ امر ہے۔ حالانکہ شریعت اس کو قطعاً پسند نہیں کرتی، خود جناب رسول مکرم ﷺ نے انتہائی نفرت اور بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔

((عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا قَالَ: فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ، وَقَالَ لِي: يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا؟ قَالَ: فَقُلْتُ:

لَا ، قَالَ: فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا .)) ❶

''جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر رکھ لیں، اور پھر مجھ سے پوچھا: اے نافع! کیا بھلا کچھ سن رہے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے اٹھا لیں، اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ ﷺ نے اس طرح کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔''

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک بانسری کی آواز سن کر اس قدر نفرت اور بیزاری کا اظہار فرمایا کہ اپنی دونوں انگلیوں کو کانوں میں ٹھونس لیا تا کہ بانسری کی آواز کان میں نہ آنے پائے۔ تو جب بانسری کے ساتھ دوسری میوزک کی چیزوں کو بھی ملا لیا جائے تو ذرا سوچیے کہ اس میوزک کے آلات کی مسحور کن آواز کس قدر ہلاکت خیز ہو گی۔ لیکن اس کے باوجود قوم گونگے بہروں کی طرح میوزک کے آلات کو قبول کر رہی ہے۔ اور اس کو روح کی غذا قرار دیکر گانوں کے ساتھ نعت رسول مقبول ﷺ میں بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ﴾ (لقمان : 6)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو لغو باتوں کو خرید لیتے ہیں کہ بے علمی کے

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، رقم : 4924، مسند احمد: 38/2، صحيح ابن حبان، رقم : 2013- ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ساتھ لوگوں کو بہکائیں، اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ جن کے لیے
رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

لغو بیکار باتوں کوخریدنے والوں کے لیے بدترین عذاب اورسزا کی دھمکی ہے۔لغو باتوں سے مراد گانے بجانے کے آلات اور موسیقی سننا ہے۔ جوکہ بدترین سزاؤں کا موجب ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے میوزک اور آلات موسیقی کو چھوڑا جائے، اور سننے سنانے سے قطعاً بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق نصیب فرمائے، اور ہمارے دلوں کو اپنے دین کی طرف موڑ دے۔ کیونکہ دلوں کا کنٹرول اللہ مہربان کے ہی پاس ہے۔جس طرف انسان جانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی کی طرف کی توفیق دے دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی طرف تو جانے کی توفیق نصیب فرمائے، اور برائی سے بچنے کی قوت بھی عطاء فرمائے۔ کیونکہ وہی قادر مطلق ہے۔آمین!

85

کسی کا مذاق اُڑانا

دوسرے کی تحقیر و تذلیل کرتے ہوئے مذاق اڑانا کہ جس سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ایسا کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اس کی شریعت مطہرہ قطعاً اجازت نہیں دیتی ہے۔ ایسا کرنے والوں کو مجرم اور عذاب جہنم کا مستحق قرار دیتی ہے۔ ارشار ربانی ہے:

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ ﴾ (التوبة : 65، 66)

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو تھے صرف شغل کے طور پر باتیں اور دل لگی کرتے، کہہ دیجئے کیا اللہ کے ساتھ، اور اس کی آیتوں، اور اس کے رسولوں کے ساتھ تھے تم مذاق کرتے (اب) نہ تم عذر پیش کرو۔ یقیناً تم نے کفر کیا ہے اپنے ایمان کے بعد اگر ہم معاف بھی کر دیں ایک گروہ کو تم میں سے ہم عذاب دیں گے ایک گروہ کو با سبب اس کے کہ بلاشبہ وہ ہیں مجرم۔''

اس آیتِ کریمہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مذاق کرنے کی سزا جہنم ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی تباہی بھی لازم ہے۔ اس وجہ سے کسی عقل و شعور والے انسان کو

قطعاً زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی کا مذاق اُڑائے۔ بلکہ یہ کام یکسر جہلاء کا ہے کہ جو عقل و شعور سے عاری ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝﴾

(البقرہ: 67)

''اس وقت کو یاد کرو کہ جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا۔ بلاشبہ اللہ تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تو انہوں نے (جواباً) کہا کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں تو موسیٰ نے جواب دیا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جہلاء میں سے ہو جاؤں۔''

86

جوا

اسلام نے ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بغاوت وغفلت میں مبتلا کرے، یا جس سے مسلم معاشرے میں فساد کا اندیشہ ہو، یا مسلمان کے آپس میں بغض، حسد، نفرت، غیبت کا باعث بنے سے منع فرمایا ہے۔ انہی امور سے ''جوا'' بھی ایک ہے۔ جس سے درج بالا تمام خرابیاں، برائیاں جنم لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں فرمان ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ۝۲۱۹﴾

(البقرة: 219)

''لوگ آپ سے شراب وجوا سے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ: ان دونوں میں بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے نفع (بھی) ہے۔ اور (یاد رہے) ان کا گناہ ان کے فائدے سے زیادہ ہے۔ اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ تو ارشاد فرما دیں کہ: جو مال زائد ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم غور وفکر کرو۔''

اس آیت مقدسہ میں رب العزت والکبریاء نے کمال حکمت کے ساتھ شراب و جوا

کے گناہ و نفع کو بیان فرمایا ہے۔ کہ کہیں کوئی ان کے فوائد گنوا گنوا کر لوگوں کو اس طرف نہ لائے، تو فوائد کا اقرار کر کے ساتھ یہ بیان کر دیا کہ اللہ تعالیٰ جو تم سے زیادہ علم، حکمت و دانائی والا ہے۔ وہ بھی ان فوائد سے با خبر ہے۔ لیکن شراب وجوا کے مضر اثرات و نقصانات کچھ اگر تم پر عیاں ہیں۔ تو اللہ علیم وخبیر ان نقصانات سے بھی آگاہ ملے جو تم سے مخفی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مزید ان کی قباحت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ۝ ﴾ (المائدۃ: 90، 91)

''اے ایمان والو! شراب، جوا، بت، اور تیروں سے فال نکالنا یہ تو گندے کام، شیطانی اعمال ہی ہیں۔ تم ان سے اجتناب کرو، تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کر دے۔ اور اللہ کی یاد سے اور نماز سے تم کو روکے رکھے، تو اب بھی تم باز آ جاؤ۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا وغیرہ کو گندگی قرار دیا ہے۔ اور اسے شیطانی عمل قرار دے کر یہ بتایا کہ شیطان اس کے ذریعے تمہاری اخوۃ، محبت کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، تمہارے درمیان اس کے برعکس بغض، کینہ، حسد جیسے معاشرے کو تباہ کر دینے والے اعمال سیئہ کا تم سے ارتکاب کروائے گا۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا:

((اِنْتَهَيْنَا رَبَّنَا .)) ''اے ہمارے رب ہم باز آ گئے، رک گئے۔'' ❶

شیطانی اعمال سے بچنے کا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ۭ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (النور: 21)

''اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا، تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے۔ اور اللہ سب سننے والا، سب جاننے والا ہے۔''

جوا میں دوسرے کا مال ناحق، ظلم و زیادتی کے ساتھ ہتھیا لیا جاتا ہے اور یہ حرام ہے۔ ایسے عمل سے اللہ تعالیٰ نے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرہ: 188)

''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، اور نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر لوگوں کا کچھ مال ظلم و ستم سے کھایا کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔''

اس بات کو رب العزت نے سورۃ النساء میں بیان فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ

---

❶ مسند احمد: 351/2۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝﴾ (النساء: 29)

''اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال نا جائز طریقے سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضا مندی سے خرید وفروخت ہو، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تم پر نہایت مہربان ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ''عبدالقیس'' کا وفد حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے جہاں انہیں مختلف قسم کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔ ساتھ ہی یہ بھی ارشادفرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حُرِّمَ، الْخَمْرَ، وَالْمَيْسِرَ وَ الْكَوْبَةَ، وَقَالَ: "وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ ابْنَ بَذِيْمَةَ عَنِ الْكُوْبَةِ؟ قَالَ: اَلطَّبْلُ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر (میری شریعت میں) حرام کیا یا (ارشاد فرمایا) حرام قرار دی گئی شراب، جوا اور کوبۃ'' اور ارشادفرمایا: ''ہر نشہ آور شے حرام ہے۔'' راوی حدیث سفیان کہتے ہیں۔ میں نے (اپنے استاد) علی بن بذیمہ سے سوال کیا کہ کوبہ کیا ہے؟ تو جواب دیا: طبلہ۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَ هَاتَانِ الْكَعْبَتَانِ الْمَوْسُوْمَتَانِ اللَّتَانِ تُزْجَرَانِ

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الاشربة، رقم: 3696، سلسله الصحیحه، رقم: 1806، 2425.

زَجْرًا ، فَإِنَّهَا مَيْسِرُ الْعَجَمِ .)) ❶

''تم ان دو پانسوں سے بچو جو غلطی کی صورت میں ممنوع قرار پاتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَى ، فَلْيَقُلْ: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرُكَ فَلْيَتَصَدَّقْ .)) ❷

''جس نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا: لات کی قسم، عزیٰ کی قسم، پس وہ "لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہے، اور جس نے اپنے دوست کو کہا کہ: آؤ جوا کھیلیں تو وہ صدقہ کرے۔''

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ لَعِبَ بِالْكَعَابِ فَقَدْ عَصٰى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ .)) ❸

''جو پانسوں کے ساتھ کھیلا تو یقیناً اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔''

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَ شِيْرِ ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرِ

---

❶ مسند احمد: 446/1، مجمع الزوائد: 113/8۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح البخاری، كتاب التفسير، رقم: 4860، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 1647.

❸ مسند احمد: 392/4، مستدرك حاكم: 50/1۔ حاکم اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

وَدَمِهِ .)) ❶

''جو پانسوں کے ساتھ کھیلا، تو گویا کہ اس نے خنزیر کے گوشت اور خون سے ہاتھ آلودہ کیے۔''

یہاں یہ بات یادر ہے کہ شطرنج، پانسے، تاش یا اس جیسی دیگر اشیاء ''جوئے'' میں استعمال ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کا استعمال ممنوع ہے۔

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہر وہ چیز جس میں جوئے کا شائبہ بھی ہو، وہ جوا ہے، حتیٰ کہ بچوں کا اخروٹ کے ساتھ کھیلنا بھی۔'' ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَلْقَمَارُ حَرَامٌ بِإِتِّفَاقٍ ، وَالدُّعَاءُ اِلٰی فِعْلِهِ حَرَامٌ .)) ❸

''جوا بالاتفاق حرام، اور اس کی طرف دعوت دینا بھی حرام ہے۔''

امام مالک رحمہ اللہ سے متعلق اسماعیل بن ابی اویس بیان کرتے ہیں کہ:

((كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يَكْرَهُ اللُّعْبَ بِالنَّرْدِ وَالشَّطْرَنْجِ .)) ❹

''امام مالک بن انس رحمہ اللہ پانسوں اور شطرنج سے کھیلنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔''

جوئے کے نقصانات:

① جوا شیطان کو راضی اور رحمٰن کو ناراض کرنے والا عمل ہے۔

② لوگوں کے درمیان دشمنی اور بغض کا باعث بنتا ہے۔ اور اختلاف کی خلیج کو وسیع

❶ صحیح مسلم، کتاب الشعر، رقم: 2260.

❷ لسان العرب: 298/5.

❸ فتح الباری: 478/8.

❹ مساوی الاخلاق، رقم: 262، موطا: 132/3.

کرتا ہے۔

③ جوا کھیلنے والوں کے درمیان حسد اور کینہ جنم لیتا ہے۔ اور نتیجہ قتل و غارت کی صورت میں نکلتا ہے۔

④ جوا نماز اور اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔

⑤ جوا اور شراب شیطانی چالوں میں سے ہیں۔ جو کہ انسان کو اللہ کی معصیت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

⑥ جوا میں انسان جیتنے اور کچھ حاصل کرنے کے جوش و جذبے میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات بعض شقی القلب اپنی بیوی تک داؤ پہ لگا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جوا جیسی لعنت سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین!

87

چوری

چوری کیا ہے؟

چوری کو عربی میں ”السَّـرِقَةُ“ کہتے ہیں۔ جس کا مادہ ”س۔ر۔ق“ ہے۔ لغت میں اس کا مطلب ہے ”مخفی طور پر کوئی چیز لینا“، یعنی کہ:

”السَّـرِقَةُ أَخْـذُ الشَّـىْءِ الَّذِيْ لَيْسَ لِلسَّارِقِ أَخَذَهُ فِی خِفَاءٍ، وَالسَّارِقُ عِنْدَ الْعَرَبِ: مَنْ جَاءَ مُسْتَتِرًا إِلٰی حَرَزٍ فَأَخَذَ مِنْهُ مَا لَيْسَ مِنْهُ.“

”چور کا کسی ایسی چیز کو جو کہ اس کی نہیں مخفی، پوشیدہ طور پر لینا چوری کہلاتا ہے، اور عرب کے نزدیک چور (کی تعریف) یہ ہے کہ: جو چھپ کر کسی محفوظ، مضبوط جگہ سے ایسی چیز اٹھائے جو اس کی نہیں، اسے چور کہتے ہیں۔“

”سـرقة“ کے اصطلاحی معنی علامہ راغب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: شرع میں ”سرقة“ کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسی چیز جو کسی اور کی ملکیت ہے، کو مخفی طور پر، چھپ کر حاصل کرنا، کسی خاص جگہ و خاص مقدار میں ”سرقة“ کہلاتا ہے۔ [1]

چوری، ڈاکہ اور قبر کشائی میں فرق:

چوری تو مخفی، چھپ کر کی جاتی ہے جبکہ اس کے برعکس کسی کا مال اس کی موجودگی

[1] المفردات: 231.

اور حالت بیداری میں جبکہ وہ مال کی حفاظت کرسکتا ہے، زبردستی چھین لینا، اسے ''ڈاکہ'' کہتے ہیں، اور یہ چوری سے زیادہ بڑا جرم ہے۔ قبر میں سے مردے کا کفن وغیرہ چرانا، جسے عربی میں ''اَلنَّبْش'' کہتے ہیں اور ''النباش'' کفن چور کو کہتے ہیں۔ جو کہ غیر محفوظ جگہ پر پڑے مال کو حاصل کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ڈاکہ زنی اور قبر کشائی یا کفن چوری کے درمیانی جرم کو ''سرقۃ یعنی چوری'' کہتے ہیں۔

چوری کا حکم:

چوری کبیرہ گناہ ہے، جس پر حد لازم ہے۔ امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے مال چوری کرنے والے کی سزا ہاتھ کاٹنا بیان فرمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ غالب ہے چوری کا بدلہ لینے میں، حکیم ہے اس بارے میں جس پر اُس نے ہاتھ کاٹنا لازم قرار دیا ہے اور چور کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ چوری شدہ مال واپس اس کے مالک کو لوٹا نہ دے۔'' [1]

قرآن میں چوری کی مذمت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

> ﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞﴾ (المائدہ: 38، 39)

> ''چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔ یہ بدلہ ہے

[1] الکبائر للذھبی: 98.

اس کا جو انہوں نے کیا، عبرت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ قوت و حکمت والا ہے۔ جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا، مہربانی کرنے والا ہے۔''

چوری ایسا قبیح جرم ہے کہ جب کوئی دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے، تو دیگر گناہوں و جرائم کے ساتھ ساتھ چوری سے اجتناب کا بھی عہد لیا جاتا، جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (الممتحنہ : 12)

''اے نبی (ﷺ)! جب مسلمان عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا کاری نہ کریں گی، اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں، اور کسی نیک کام میں تیری نافرمانی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کرلیا کریں، اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔''

احادیث میں چوری کی مذمت:

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا:

''میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، قتل نہ کرو، سوائے حق کے۔ تم زنا کرو گے، نہ چوری، نہ ہی تم نشہ آور چیز پیو گے۔ پس جس نے ان میں سے کوئی کام کیا تو اس پر حد قائم کی جائے گی جو کہ اس کے لیے کفارہ ہوگی، اور جس کے عیب پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا تو اس کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے، اور جس نے یہ کام نہ کیے تو میں اللہ کے ہاں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' ❶

چوری کی سزا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ .)) ❷

''اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے کہ وہ ایک انڈا چراتا ہے، تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، اور ایک رسی چوری کرتا ہے تو ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

اس حدیث میں چوری کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے کہ چور دنیا کی فانی چیزوں کو چراتا ہے، جن کا نعم البدل ہوسکتا ہے۔ نتیجہ میں وہ ہاتھ جیسی نعمت جس کا کوئی بدل نہیں کٹوا دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری دنیا کا مال بھی خرچ کردے، تو اللہ تعالیٰ کے

❶ طبرانی اوسط بحوالہ مجمع الزوائد: 104/1، 105.

❷ صحیح البخاری، کتاب الحدود، رقم: 6783، صحیح مسلم، کتاب الحدود، رقم: 1687.

عطا کردہ ہاتھ جیسا عضو وہ کہیں سے بھی حاصل نہیں کرسکتا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''چور کا ہاتھ جاہلیت میں بھی کاٹا جاتا تھا، اسے اسلام میں بھی چند شرائط کے اضافے کے ساتھ برقرار رکھا گیا، اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ: جاہلیت میں سب سے پہلے قریش نے ہاتھ کاٹا، انہوں نے کعبہ کا خزانہ چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا تھا۔'' ❶

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الکبائر'' میں چوری کو تیئسواں (23) کبیرہ گناہ ذکر کیا ہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں چوری جیسے قبیح و شنیع عمل سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

---

❶ تفسیر ابن کثیر : 5655/2.

❷ الکبائر : 97.

88

منشیات

عربی زبان میں اس کا مادہ ''ن۔ش۔و'' ہے جس کا معنی سکر ہے یعنی ثلاثی مجرد میں باب ''سَـمِـعَ یَسْمَعُ'' اورمزید فیہ میں بہت سے علماء کے مطابق باب تفعل اور افتعال سے مستعمل ہے۔ صاحب المنجد نے باب تفعیل کا بھی اضافہ کیا ہے، اس لیے منشیات لکھنا زیادہ صحیح ہے۔

اس میں ہر وہ چیز داخل ہوگی جو کہ کسی طور پہ بھی دماغ کو متاثر کر کے سوچ وچار میں فرق ڈال دے، اور انسان انسانیت سے ہٹ کر حیوانیت پر آ جائے، اس حوالہ سے ''فی زمانہ جواشیاء'' سب سے زیادہ معروف ہیں اس میں (1) شراب (2) بھنگ (3) ہیروئن (4) افیون (5) سگریٹ وحقہ۔

بھنگ اور اس جیسی دوسری بوٹیوں کے استعمال کا مسئلہ تو شراب پر قیاس ہوگا۔

ہر وہ چیز جو کہ نشہ آور ہوگی وہ مسکر ہے اس طرح جو چیز جسم میں وقتی نشاط اور قوت کا سبب بنے اور بعد میں زیادہ کمزوری پیدا کر دے جیسے افیون وغیرہ۔ یہ تمام اشیاء شرع میں مذموم ہیں۔ کیونکہ انسان کو مکلّف پیدا کیا گیا ہے۔ اور مکلّف کا تعلق عقل سے ہوتا ہے۔ اور جب عقل ہی نہ رہی تو تکلیف نہ رہی اور جب تکلیف نہ رہی تو شریعت کی بجا آوری نہ رہی تو کفر پیدا ہو گیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَمُوْتُ مُدْمِنُ خَمْرٍ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ كَعَابِدِ وَثْنٍ .)) [1]

''عادی شرابی کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ہوگی، جیسا کہ وہ بت پرست ہے۔''

اور دلیل میں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ:

﴿ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ﴾

(المائده: 90)

''شراب، جوا، بت اور تیروں سے فال نکالنا یہ تو گندے کام، شیطانی اعمال ہی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ﴾ (البقره: 219)

''لوگ آپ سے شراب اور جوا سے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں: ان دونوں میں بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے نفع (بھی) ہے اور (یادرہے) ان کا گناہ ان کے فائدے سے زیادہ ہے۔''

چونکہ شراب ''اُمّ الخبائث'' ہے۔ اور تمام نشہ آور اشیاء کی اصل ہے، اور عرب میں یہ کثرت سے استعمال ہوتی تھی، لہٰذا اللہ رب العزت نے اسے بالکل حرام قرار دے دیا کہ اس کے نقصانات، اس کے فوائد سے زیادہ اور پُر خطر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے گندگی، اور شیطانی عمل قرار دے دیا۔

کچھ لوگ شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کو بطور علاج استعمال کرتے ہیں اور ''علاج و

---

[1] الدرالمنثور: 318/2.

بیماری'' کو دلیل بناتے ہیں۔ حالانکہ نشہ آور چیز خواہ قلیل ہو، یا کثیر حرام ہے۔ جیسا کہ آگے دلائل ذکر کئے جائیں گے۔ اور حرام سے علاج اسلام میں حرام ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے خبیث دوا سے منع فرمایا ہے۔''

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے دو مرتبہ شراب کے متعلق سوال کیا گیا تو منع فرمایا۔ سیدنا سوید بن طارق یا طارق بن سوید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ تو دوا ہے۔ تو ارشاد فرمایا: ((لَا ، وَلٰكِنها دَاءٌ .)) ''نہیں، یہ تو بیماری ہے۔'' ❷

نصوص سے یہ بات ثابت ہے کہ جس چیز کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس میں کوئی نفع بھی نہیں ہے اور اس میں بیماروں کے لیے شفاء بھی نہیں یعنی کسی بھی چیز میں اللہ کی طرف سے شفاء نہیں ہے۔

سگریٹ میں کیفین (Cafin) نامی زہر کا وجود سگریٹ نوش کو اندرونی طور پر کھوکھلا کر دیتا ہے۔ تمباکو کے مضر اثرات صحت پر جس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ اب کسی سے مخفی نہیں رہا۔

وزارت صحت نے ہر ڈبیا پر یہ لکھ رکھا ہے کہ تمباکو نوشی صحت کے لیے مضر ہے، اس سے اجتناب کرو۔

لیکن ہماری یہاں بحث نشہ کے ضمن میں ہے۔ کیا سگریٹ نشہ آور ہے یا نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ایسے واقعات ضرور رونما ہوئے ہیں۔ کہ آدمی سگریٹ نوشی یا حقہ

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الطب، رقم: 3870۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ سنن ابی داؤد، رقم: 3873۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کشی میں منہمک رہا جب فارغ ہوا تو سر چکرانے لگا۔ اگر کسی ایک آدمی کو بھی سگریٹ یا حقہ نے مدہوش کر دیا ہے تو باقی لوگوں کے لیے جواز استعمال باقی نہ رہا۔

اوپر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ تمبا کو نوشی سے منہ سے نا قابل برداشت بو آتی ہے۔ جو کہ طہارت کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال کردہ ''لہسن اور پیاز'' فقط ان کی بو کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے تھے، اور ایسے افراد کو جو اس کا استعمال کرتے، مسجد میں آنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰـذِهِ الْبَـقْلَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا ، حَتّٰى يَذْهَبَ رِيْحُهَا)) يَعْنِيْ الثُّوْمَ .))❶

''جس نے اس سبزی کو کھایا تو وہ ہماری مساجد کے قریب جب تک اس کی بوختم نہ ہو، ہرگز قریب نہ آئے۔'' یعنی ''لہسن'' کھا کر نہ آئے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں فرمایا: ''وَلَا يُصَلِّيْ مَعَنَا'' ''اور ہمارے ساتھ نماز ادا نہ کرے۔''❷

جب حلال اشیاء سے متعلق اتنی شدت فرمائی تو تمبا کو، یا دیگر منشیات کی خرابی سے تو ہر عام و خاص واقف ہے۔ اسے استعمال کر کے مسجد میں آنا، نماز ادا کرنا کسی طور پر مستحسن نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ .))❸

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: 561.
❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: 562.
❸ صحيح مسلم، كتاب الاشربة، رقم: 2001.

''ہر پینے والی چیز جو نشہ دے، وہ حرام ہے۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.)) ❶

''ہر نشہ آور چیز شراب ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

بعض حضرات یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جی فلاں چیز کو آپ نشہ آور کہتے ہیں، جبکہ ہمیں تو اس سے نشہ نہیں آتا۔ تو اس بارہ میں عرض ہے کہ جو شراب کا رسیا عادی ہوتا ہے۔ اسے بھی شراب سے نشہ نہیں آتا تو کیا نشہ کسی کو نہ آنے کی وجہ سے شراب کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ ثانیاً: جس چیز سے نشہ نہ آنے کا دعویٰ ہے، کیا اس کی کثیر مقدار استعمال کرنے سے نشہ آئے گا، یا نہیں؟

یقیناً اس سوال کا جواب اثبات میں ہوگا تو غرض ہے کہ اسلام میں کثیر و قلیل ہر دو صورت میں نشہ آور چیز حرام ہے۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقِلِيْلُهُ حَرَامٌ.)) ❷

''جس چیز کی کثیر مقدار نشہ دے، پس اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

پھر بھی اگر اسے کوئی شخص نشہ آور نہ مانے اور حجت بازی قائم رکھے تو مندرجہ ذیل عیوب سے انکار نہیں ہوسکتا۔

(ا) بعض لوگ نشہ آور مواد کو سگریٹ کے ذریعہ کش لگا کر پیٹ میں داخل کرتے ہیں۔ (ب) صحت کے لیے نقصان دہ جس کا ہر عام و خاص کو اعتراف ہے۔ (ج)

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الاشربة، رقم: 2003.

❷ سنن ابی داؤد، كتاب الاشربة، رقم: 3681۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اسراف فی المال۔ مال وزر کی تباہی۔(د) منہ کی بدبو جس سے نماز پڑھتے وقت فرشتے بھاگ جاتے ہیں۔(ھ) اللہ تعالیٰ نے مطعومات کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے کچھ ماکولات ہیں کچھ مشروبات ہیں۔

یہ ایسی چیز ہے کہ نہ ماکولات میں شامل ہے کہ جسم کی غذا بن کر بھوک کو ختم کرنے میں مدد دے۔

اور نہ ہی ایسی چیز ہے جو کہ مشروبات میں شامل ہو کر پیٹ کو بھرے اور جسم کو تقویت دے۔یعنی ((لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ .)) نہ موٹا کرے نہ بھوک دور کرنے کی فہرست مذمومہ میں شامل ہو کر نہ تو ماکولات میں شامل ہوا اور نہ ہی مشروبات میں، اور قرآن مجید کے مطابق ایسی چیز کو اللہ تعالیٰ اسراف میں شامل کرتے ہیں۔اور مفسرین کے متعلق گواہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔گویا کہ سگریٹ نوشی اور حقہ کشی کرنے والے لوگ اس آیت کا صحیح مصداق ہیں۔

﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾

(الأعراف: 31)

''کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ بے شک وہ (اللہ) اسراف کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

یہاں مرادی معنی یہ ہوا کہ کھاؤ اور پیو، اسراف نہ کرو یعنی سگریٹ نوشی اور حقہ کشی نہ کرو۔

کیونکہ یہ بالکل اسراف ہے اور اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ﴾ (بنی اسرائیل: 27)

''بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔''

سگریٹ نوشی میں مال کا بھی ضیاع ہے جان کا بھی ضیاع میڈیکل کے حساب سے بھی صحت کے لیے بہت زیادہ مضر ہے۔ دل کی بیماریاں، پھیپھڑوں کی بیماریاں اور ان جیسی بیسیوں بیماریاں کینسر وغیرہ یہ سب سگریٹ نوشی کی وجہ سے ہی اکثر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ تو اس لیے ایسی تمام چیزیں چھوڑ دینی چاہیے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ .)) ❶

''آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بات ہے کہ فضول چیز کو چھوڑ دے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تمام منہیات، مشتبھات، فضولیات اور منشیات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

---

❶ سنن الترمذی، کتاب الزهد، رقم: 2317۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

89

تالیف قلب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ ﴾ (التوبة : 60)

''زکاۃ تو صرف فقیروں اور مسکینوں اور ان اہلکاروں کے لیے ہے جو اس (کی وصولی) پر مقرر ہیں اور ان کے لیے جن کی دلداری مقصود ہے۔''

((عَنْ اَنَسٍ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ، وَ لَقَدْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهٖ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ! اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءَ مَنْ لَا يَخْشَى الْفَقْرَ، وَ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يَلْبَثُ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا عَلَيْهَا .)) [1]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام سے قریب کرنے کی غرض سے حضور ﷺ لوگوں کو دیتے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے جو کچھ بھی مانگا گیا، آپ ﷺ نے مانگنے والوں کو وہ چیز ضرور دی۔ ایک دفعہ ایک آدمی

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الفضائل، رقم: 2312/57.

آپ ﷺ کے پاس آیا، تو آپ ﷺ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان چرنے والی سب بکریاں دے دیں۔تو وہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کے پاس پہنچا اور کہا: ''اے لوگو! اسلام لاؤ، اس لیے کہ محمد ﷺ اس شخص کی طرح دیتے ہیں جو فقر و فاقہ سے نہیں ڈرتا۔ راوی (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ آدمی صرف دنیا کی غرض سے ایمان لاتا لیکن زیادہ مدت نہ گزرتی کہ اسلام اس کی روح میں نبی ﷺ کی تعلیم وتربیت سے اتر جاتا اور دنیا اور اسباب دنیا سے اس کی نگاہ میں زیادہ محبوب ہو جاتا۔

90

لعنت والے کاموں سے بچیں

لوگوں کی گزرگاہ میں گندگی پھیلانا

﴿ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴾

(النساء : 118)

''اللہ نے اس پر لعنت کی ہے، اور اس نے کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ ضرور لے کر رہوں گا۔''

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ سَلَّ سَخِيْمَتَهُ عَلَى طَرِيْقٍ مِنْ طُرُقِ النَّاسِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ .))❶

''اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے گندگی کو مسلمانوں کے راستوں میں سے کسی راستے پر پھینکا اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں سمیت تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِتَّقُوْا

❶ مستدرك حاكم : 186/1، معجم صغير للطبراني : 18/2، مجمع الزوائد : 204/1- حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اللَّاعِنَيْنِ ، اَلَّذِيْ يَتَخَلَّى فِي طَرِيْقِ النَّاسِ ، أَوْفِيْ ظِلِّهِمْ .)) ❶

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دو چیزوں سے بچو جولعنت پر ابھارنے والی ہیں۔ ایک لوگوں کے راستے میں قضائے حاجت کرنا، دوسری ان کے سائے کی جگہ میں قضائے حاجت کرنا۔''

((وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِتَّقُوْا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: اَلْبَرَازَ فِيْ الْمَوَارِدِ ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ ، وَالظِّلِّ .)) ❷

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ان تینوں کاموں سے بچو جو باعث لعنت ہیں۔ ایک پانی کے گھاٹ میں بول و براز کرنا، دوسرا شاہراہ عام پر کرنا اور تیسرا سائے کے نیچے بول و براز کرنا۔''

قضائے حاجت کے دوران باتیں کرنا

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا تَغَوَّطَ الرَّجُلَان فَلْيَتَوَارَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ صَاحِبِهِ ، وَلَا يَتَحَدَّثَا ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلَى ذٰلِكَ .)) ❸

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: 618.

❷ سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: 26۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ سنن أبوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: 15، سنن ابن ماجة، رقم: 342، بلوغ المرام، رقم: 82۔ ابن سکن اور ابن قطان نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دو آدمی قضائے حاجت کے ارادہ سے جائیں تو ایک اپنے دوسرے ساتھی سے پردہ میں رہے۔ اور قضائے حاجت کے دوران آپس میں باتیں نہ کریں، ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔''

زمین کے نشانات اور حدود بدلنا

﴿وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۟﴾ (هود: 60)

''اور اس دنیا میں لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی اور روز قیامت کو بھی (لگی رہے گی۔) آگاہ رہو! بے شک (قوم) عاد نے اپنے رب کا انکار کیا۔ خبردار! دوری ہے ہود کی قوم عاد کے لیے۔''

((وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ.)) [1]

''اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین کے نشانات و حدود بدلنے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔''

قوم لوط کا فعل بد

﴿لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ۟ۙ﴾

(النساء: 118)

''اللہ نے اس پر لعنت کی ہے، اور اس نے کہا کہ میں تیرے بندوں میں

[1] صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، رقم: 5124.

سے ایک مقرر حصہ ضرور لے کر رہوں گا۔''

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْه ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَمَّهَ اَعْمٰى عَنِ السَّبِيْلِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ۔ قَالَهَا ثَلَاثًا .)) ❶

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات بدلے، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر لعنت کرے، جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا، اللہ ایسے غلام پر لعنت کرے جس نے اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا مالک بنایا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اندھے کو رستے سے بھٹکا دیا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے چوپائے سے بدفعلی کی اور اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قومِ لوط والا فعل کیا، یہ بت آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی۔''

غیر شرعی لباس پہننا

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ أُمَّتِيْ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ عَلَى

❶ مستدرك الحاكم، كتاب الحدود: 4/ 356، الفتح الربانی، رقم: 10015۔ شیخ شعیب نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

رُؤُوْسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعَنُوْهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُوْنَاتٌ .)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسی عورتیں ہوں گی جو لباس تو پہنتی ہوں گی مگر پھر بھی ننگی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کوہان کی طرح ہوں گے۔ ان پر لعنت بھیجو، یہ لعنت کی گئی ہیں۔''

---

❶ مسند احمد، رقم: 7083، مجمع الزوائد، کتاب اللباس: 5/ 137، صحیح الترغیب والترهیب، رقم: 2/ 2018.

91

پڑوسیوں کے حقوق

اذیت ہمسایہ منافی ایمان ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَ اللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَ اللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَ اللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ.)) [1]

''نبی کریم ﷺ نے تین بار فرمایا: اللہ کی قسم وہ ایمان نہیں رکھتا۔'' پوچھا گیا اے اللہ کے رسول! کون ایمان نہیں رکھتا؟ ارشاد فرمایا: ''وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ رہے۔''

پڑوسی کا مقام:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوْرِثُهٗ.)) [2]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام مجھ کو پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی برابر تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ پڑوسی کو پڑوسی کا وارث بنا دیں گے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6016.

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6015.

مومن کا پڑوسی بھوکا نہ رہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَيْسَ الْمُوْمِنُ بِالَّذِیْ يَشْبَعُ وَ جَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ .)) ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی جو اس کے پہلو میں رہتا ہے، بھوکا رہے۔''

پڑوسیوں کی خبر گیری:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مِرْقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا ، وَ تَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ .)) ❷

رسول اللہ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوذر! جب تو شوربا پکائے تو کچھ پانی زیادہ کر دے اور اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری کر۔''

پڑوسیوں کے مابین تحفوں کی اہمیت:

((كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا وَ لَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ .)) ❸

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینے کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ وہ ایک بکری کی کھری ہی کیوں نہ ہو۔''

---

❶ شعب الایمان للبیهقی: 31/5، رقم: 566، مسند احمد: 55/1۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، رقم: 6688.

❸ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6017.

عورتوں کی فطرت یہ ہوتی ہے کہ کوئی معمولی چیز اپنی پڑوسن کے گھر بھیجنا پسند نہیں کرتیں۔ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے یہاں کوئی اچھی چیز بھیجیں، اسی لیے آپ ﷺ نے عورتوں کو ہدایت فرمائی کہ معمولی سے معمولی ہدیہ بھی اپنے پڑوسیوں کے یہاں بھیجو اور جن عورتوں کے پاس پڑوس سے ہدیہ آئے اور وہ معمولی ہو تو انہیں محبت سے لے لینا چاہیے، اس کو حقیر نہ سمجھیں اور نہ تنقید کریں۔

مستحق ترین پڑوسی:

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ؟ قَالَ: اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.))❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میرے دو پڑوسی ہیں تو ان میں سے کس کے یہاں ہدیہ بھیجوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پڑوسی کے یہاں جس کا گھر تیرے گھر سے زیادہ قریب ہو۔''

پڑوسی کے ساتھ احسان کا رویہ:

((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّحِبَّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهُ اِذَا حَدَّثَ، وَ لْيُؤَدِّ اَمَانَتَهُ اِذَا ائْتُمِنَ، وَ لْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ.))❷

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کریں تو اس کو چاہیے کہ جب وہ گفتگو کرے تو سچ بولے اور اس کے پاس جب امانت رکھی جائے تو اپنے پاس رکھی گئی

❶ صحيح بخاري، كتاب الادب، رقم: 602.

❷ شعب الايمان: 201/2، رقم: 1533، مشكوة، رقم: 4990.

امانت کو مالک کے پاس بحفاظت لوٹائے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔''

پڑوسی کے ساتھ سلوک کا نتیجہ، جنت یا جہنم:

((قَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ فُلَانَۃً تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِہَا وَ صِیَامِہَا وَ صَدَقَتِہَا غَیْرَ اَنَّہَا تُوْذِیْ جِیْرَانَہَا بِلِسَانِہَا ، قَالَ: ہِیَ فِی النَّارِ ، قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَاِنَّ فُلَانَۃً تُذْکَرُ قِلَّۃِ صِیَامِہَا وَ صَدَقَتِہَا وَ صَلَاتِہَا وَ اِنَّہَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاِقِطِ وَ لَا تُوْذِیْ بِلِسَانِہَا جِیْرَانَہَا ، قَالَ: ہِیَ فِی الْجَنَّۃِ .))[1]

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا: فلاں عورت بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھتی، نفلی روزے رکھتی اور صدقہ کرتی ہے اور اس لحاظ سے وہ مشہور ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنم میں جائے گی۔ اس آدمی نے پھر کہا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کم نفل روزے رکھتی ہے اور بہت کم نفل نماز پڑھتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، لیکن اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ جنت میں جائے گی۔''

پہلی عورت جہنم میں اس لیے جائے گی کہ اس نے بندوں کے حق مارے ہیں۔

[1] مسند احمد: 440/2، شعب الایمان: 79/7، رقم: 5946، مشکوۃ، رقم: 4992۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اسے ایذا نہ دی جائے اور اُس نے یہ حق ادا نہ کیا اور دنیا میں اس نے اپنے پڑوسی سے معافی بھی نہیں مانگی۔ اس لیے اسے جہنم ہی میں جانا چاہیے۔

قیامت کا پہلا مقدمہ...... پڑوسیوں کا جھگڑا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ.)) [1]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن جن دو آدمیوں کا مقدمہ سب سے پہلے پیش ہوگا، وہ دو پڑوسی ہوں گے۔''

یعنی قیامت میں حقوق العباد کے سلسلے میں سب سے پہلے اللہ عظیم و برتر کے سامنے دو شخص پیش ہوں گے جو دنیا میں ایک دوسرے کے پڑوسی رہے اور ایک نے دوسرے کو ستایا اور ظلم کیا۔ ان دونوں کا مقدمہ سب سے پہلے پیش ہوگا۔

[1] مسند احمد: 151/4، مشکوۃ، رقم: 5000۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

92

میاں بیوی کا باہمی حقوق

میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۲۸ ﴾

(النسآء: 128)

''اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (النسآء: 19)

''اور عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهِ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ .)) [1]

''تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال سے اچھا برتاؤ کرتا ہے اور میں اپنے اہل و عیال سے تم سب میں سے بہترین ہوں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ شادی کرنے والے

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، رقم: 2008، سلسلة الصحيحة، رقم: 285.

جوڑے کو یوں دعا دیتے:

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ .)) ❶

''اللہ تیرے لیے برکت ڈالے اور تجھ پر اپنی برکات نازل کرے اور تم دونوں کو بھلائی کے ساتھ اکٹھے رہنے کی توفیق دے۔''

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔'' ❷

رسول اللہ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا کہ:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا .)) ❸

''مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے مکمل وہ ہے جو اخلاق کے لحاظ سے اچھا ہو اور تم میں سے بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک برتیں۔''

بیوی کا نفقہ صدقہ ہے:

ہر کسی کو چاہیے کہ وہ اپنی مقدور کے مطابق اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔ مال دار ہے تو خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لے، اور اگر تنگ دست ہے تو اپنے حسبِ

❶ سنن ابو داؤد، كتاب النكاح، رقم: 2130، سنن ترمذى، كتاب النكاح، رقم: 1091، سنن ابن ماجه، رقم: 1905۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخارى، كتاب النكاح، رقم: 5186.

❸ سنن ترمذى، كتاب الرضاع، رقم الحديث: 1162، سلسلة الصحيحة، رقم: 284.

حال خرچ کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ ﴾ (الطلاق: 7)

''مناسب یہ ہے کہ صاحبِ مقدور اپنی مقدور کے مطابق خرچ کرے، اور جو تنگ دست ہو تو اسی میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اُسے دیا ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ﴾ (البقرة: 233)

''اور باپ پر دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا کپڑا عرفِ عام کے مطابق واجب ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ .)) ❶

''جب مسلمان اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں بھی اس کو صدقے کا ثواب ملتا ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَ دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا اَلَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ .)) ❷

''ایک دینار وہ ہے جس کو تو نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو نے گردن آزاد کرنے میں خرچ کیا، اور ایک دینار وہ ہے

---

❶ صحيح بخاری، كتاب النفقات، رقم: 5351.

❷ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: 995/39، مسند احمد: 476/2.

جس کوتو نے کسی مسکین پر صدقہ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جس کوتو نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔ ان میں سے زیادہ ثواب اس دینار پر ملے گا جس کو تو نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔''

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ مَنْ يَمْلِكُ قُوْتَهُ .)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بھی شخص کو (ہلاک کرنے کے لیے) اتنا گناہ ہی کافی ہے کہ جس کا خرچ اس کے ذمہ ہے اسے خرچ نہ دے۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: هِنْدٌ اُمُّ مُعَاوِيَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ ، فَهَلْ عَلَىَّ اَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا؟ قَالَ: خُذِىْ اَنْتِ وَبَنُوْكِ مَا يَكْفِيْكِ بِالْمَعْرُوْفِ .)) ❷

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہند نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ''ابوسفیان بخیل آدمی ہے (یعنی حسب ضرورت خرچ نہیں کرتا) اگر میں اس کے مال سے بلا اجازت لے لوں تو مجھ سے پر کوئی گناہ ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دستور کے مطابق اپنا اور اولاد کا خرچ (بلا اجازت) لے لو۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں میری عیادت اور

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: 2312.

❷ صحيح بخارى، كتاب البيوع، رقم: 2211.

بیمار پرسی کے لیے آئے، آپ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی جس شہر سے ہجرت کر چکا ہے وہاں اس کی موت ہو، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن عفراء پر رحم کرے۔ سعد کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے پورے مال کی وصیت کر دوں، آپ نے کہا نہیں، پھر میں نے کہا کہ آدھے مال کی وصیت کر دوں، فرمایا نہیں۔ میں نے کہا، تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے کہا تہائی مال کی وصیت کر سکتے ہو، وہ تہائی بھی زیادہ ہے، دیکھو، اپنے وارثوں کو غیر محتاج چھوڑ کر مر جانا یہ اچھا ہے اس سے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلائیں، اور تم جو بھی کرچ کرو گے وہ تمہاری طرف سے صدقہ ہے یہاں تک کہ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالو گے تو وہ بھی صدقہ ہی ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس بیماری سے شفا دے اور اس کے بعد کچھ تم سے فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان اٹھائیں گے۔ ان دنوں ان کی اولاد میں صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ ❶

خاوند اور بیوی آپس میں دوستی کا ماحول پیدا کریں:

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: تین قسم کا لہو ولعب جائز ہے: [1] گھوڑے کی مشق۔ [2] آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ خوش مزاجی اور دل لگی کرنا اور [3] تیر کمان کی مشق کرنا۔ لہٰذا تیر اندازی سیکھ کر بھول جانے والے نے ایک بڑی نعمت کی ناشکری کی۔ ❷

مشکل حالات میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا:

میاں بیوی کو چاہیے کہ گھریلو حالات کی فضا کو بہتر سے بہترین اور خوبصورت

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الوصایا، رقم: 2742.

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الجهاد، رقم: 2513.

بنانے کے لیے مشکل حالات میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

((مَـا مِـنْ مُّصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتّٰى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا)) ❶

''کسی مسلمان کو جو مصیبت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کے گناہ مٹا دیتا ہے حتیٰ کہ کسی کو کانٹا بھی چبھے تو بھی۔''

معلوم ہوا کہ مشکل حالات مسلمان کے لیے کفارۂ گناہ بن جاتے ہیں۔

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِنَّ كُنَّا آلُ مُحَمَّدٍ تَمْكُثُ شَهْرًا مَا نُوْقِدُ بِنَارٍ اِنْ هُوَ اِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ .)) ❷

''اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ہم آل محمد ﷺ مہینہ بھر ٹھہرے رہتے آگ نہ جلاتے، ہمارے پاس صرف کھجوریں اور پانی ہوتا۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ:

''مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جتنا ڈرایا گیا کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور مجھے اللہ کے راستہ میں جتنی تکلیفیں دی گئیں اتنی کسی اور کو نہیں دی گئیں، مجھ پر تیس تیس دن رات ایسے گزرے تھے کہ میرے اور بلال کے پاس اتنا کھانا نہ ہوتا جو کوئی جاندار کھا سکے، اللہ کی قسم! اس تھوڑے سے کھانے کے جو

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المرض، رقم: 5640.

❷ صحيح مسلم، كتاب الزهد، رقم: 2282.

بلال کی بغل میں چھپا ہوا ہوتا۔'' ❶

اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ کے اہل خانہ نے مسلسل دو دن بھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔'' ❷

ان تمام احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دوسرے سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کے دلائل ملتے ہیں، جیسے ایک مسلم دوسرے مسلم سے تعاون کرتا ہے تو اُس پر اجر و ثواب ملتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا حکم آیا ہے تو میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اس سے باہم محبت پیدا ہوتی ہے۔

❶ سنن ترمذی: 2472/4، خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی، ص: 638.

❷ صحیح مسلم، کتاب الزهد، رقم: 2282، خصائل نبوی اُردو شرح شمائل ترمذی، ص: 325.

93

اولاد کے حقوق

اسلام والدین پر چند فرائض عائد کرتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کا لحاظ بھی رکھیں تا کہ وہ اولاد اسلامی معاشرہ کا اچھا اور قابل نمونہ فرد بنے۔ اس کے بارے میں اللہ رب العزت کے ہاں سوال ہوگا۔

اولاد کی تربیت:

((اِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نَّحَلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باپ اولاد کو جو کچھ دیتا ہے، اس میں سے سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔''

نماز کی عادت ڈالنا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ.)) ❷

---

❶ سنن ترمذی، كتاب البر و الصلة، رقم: 1952، مسند احمد: 78/4، شعب الإيمان: 399/6، رقم: 8653۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابو داود، رقم: 495، سنن ترمذی، رقم: 408۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں، اور نماز کے لیے ان کو سزا دو جب وہ دس سال کے ہو جائیں، اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو۔''

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا طریقہ سکھانا اور نماز پڑھنے کی تلقین کرنی چاہیے اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارا بھی جا سکتا ہے۔ ان پر یہ واضح کر دینا چاہیے کہ تمہارا نماز نہ پڑھنا ہماری ناراضی کا باعث ہوگا۔ نیز اس عمر کو پہنچنے کے بعد بچوں کا بستر الگ کر دینا چاہیے۔ کئی بچے ایک ساتھ ایک چارپائی پر نہ لیٹیں۔

نیک اولاد......صدقہ جاریہ:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ ، صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ .)) [1]

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے، ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے، یا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔''

صدقہ جاریہ سے مراد وہ صدقہ ہے جس کا فیض عرصہ تک باقی رہے۔ نہر کھدوا دے یا کنواں کھدوا دے یا مسافروں کے لیے سرائے بنوا دے یا راستہ پر درخت لگوا دے، مسجد اور مدرسہ تعمیر کر دے یا کسی دینی درس گاہ میں کتابیں وقف کر جائے وغیرہ۔ تو جب تک

اس کے اس کام سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے، اسے ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح وہ کسی کو تعلیم دے یا دینی کتابیں لکھ جائے تو اس کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔ تیسرا عمل جس کا ثواب ملتا رہے گا، وہ اس کی اپنی اولاد ہے جس کو اس نے شروع ہی سے عمدہ تربیت دی ہے اور اس کی کوششوں کے نتیجہ میں وہ متقی اور پرہیزگار بنا ہے، تو جب تک یہ اولاد دنیا میں زندہ ہے، اس کی نیکیوں کا ثواب اس کے ماں باپ کو ملتا رہے گا۔ مزید یہ کہ وہ چونکہ نیک ہے، اسی لیے وہ اپنے باپ کے حق میں دعائیں کرے گی۔

اولاد کی تربیت کا صلہ:

((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اٰوٰی يَتِيْمًا اِلٰی طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اَلْبَتَّةَ، اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰی يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْ جَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوِ اثْنَتَيْنِ! حَتّٰی لَوْ قَالُوْا: وَوَاحِدَةً لَقَالَ: وَاحِدَةً وَمَنْ اَذْهَبُ اللّٰهُ بِكَرِيْمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا كَرِيْمَتَاهُ؟ قَالَ: عَيْنَاهُ.))❷

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس شخص نے کسی یتیم کو اپنے ساتھ ملایا اور اپنے کھانے پینے میں اسے شریک کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت واجب کر دی، الا یہ کہ وہ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الوصية، رقم: 4223.

❷ سنن ترمذی، كتاب البر و الصلة، رقم: 1917، شرح السنة: 44/13، رقم: 3457، المشكاة، رقم: 4975.

کوئی ایسا گناہ کرے جو قابل معافی نہ ہو، اور جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی اور انہیں تعلیم وتربیت دی اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کر دے، تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت واجب کر دی، اس پر ایک آدمی نے کہا کہ اگر دو ہی ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دولڑکیوں کی سرپرستی پر بھی یہی اجر ہے۔ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے بارے میں پوچھتے تو آپ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی بشارت دیتے، اور جس شخص سے اللہ تعالیٰ نے اس کی دو بہتر چیزیں لے لیں تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول! وہ بہتر چیزیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی دو آنکھیں۔''

اس حدیث میں ایک بات یہ بیان ہوئی کہ اگر کسی شخص کی لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں تو اس کو ان کے ساتھ بدسلوکی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان کی پوری سرپرستی کرنی چاہیے۔ ان کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنا چاہیے اور ان کے ساتھ مہربانی اور لطف وکرم کا سلوک کرنا چاہیے۔ جو شخص ایسا کرے گا، حضور ﷺ اس کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک بھائی ہے جس کی چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں تو اسے بھی اپنی ان بہنوں کو وبالِ جان نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ ان کا پورا خرچ برداشت کرنا چاہیے اور ان کو علم دین کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیے اور ان کے ساتھ رحمت کا سلوک کرنا چاہیے۔

اولاد کی تکریم وتربیت:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، مَنْ كَانَتَ لَهٗ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُوْثِرْ وَلَدَهٗ عَلَيْهَا يَعْنِى الذَّكُوْرَ ، يُدْخِلَهُ اللّٰهُ

الْجَنَّةَ .))❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''جس شخص کے کوئی بچی پیدا ہوئی اور اس نے جاہلیت کے طریقہ پر زندہ دفن نہیں کی اور نہ اس کو حقیر جانا اور نہ لڑکوں کو اس مقابلہ میں ترجیح دی، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔''

اولاد کی پسند اور رضا مندی سے شادی کرنے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ:

((لَا تُـنْـكَـحُ الْأَيِّـمُ حَتّٰـى تُسْتَأْمَرَ ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ وَفِـيْ لَـفْظٍ آخَرَ ، قَالَ: إِذْنُهَا صُمَاتُهَا ، وَفِي اللَّفْظِ الثَّالِثِ: وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا أَبُوهَا وَ إِذْنُهَا سُكُوتُهَا .)) ❷

''بیوہ کا اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کیا جائے گا، اور کنواری کا بھی اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کیا جائے گا، کنواری کی اجازت اس کی خاموشی ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا باپ اجازت طلب کرے گا اور اس کی اجازت اس کا سکوت ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

''ایک نوجوان کنواری لڑکی اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے

---

❶ سنن ابو داود ، كتاب الادب ، رقم: 5146، المشكاة ، رقم: 4979 .

❷ صحيح مسلم ، كتاب النكاح ، رقم: 1419 ، صحيح بخاری ، كتاب النكاح ، رقم: 5136 .

لگی کہ میرے والد نے میرا نکاح کر دیا ہے مگر مجھے یہ نکاح پسند نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا۔'' ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یتیم لڑکی سے بھی اس کا نکاح کرتے ہوئے اجازت طلب کی جائے گی، پس اگر وہ خاموشی اختیار کرے تو وہ اس کی اجازت شمار کی جائے گی اور اگر وہ انکار کر دے تو پھر اس کے نکاح کا کوئی جواز نہیں۔'' ❷

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک نوجوان لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرے والد نے میرے ذریعہ اپنی ذلت مٹانے کے لیے یہ کام کیا کہ اپنے بھائی کے بیٹے کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے لیکن مجھے یہ نکاح پسند نہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس لڑکی سے کہا کہ یہاں بیٹھی رہو حتیٰ کہ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئیں پھر اللہ کے رسول تشریف لائے تو اس نے اپنا ماجرا رسول اللہ ﷺ کو سنایا۔ آپ نے اُس لڑکی کے والد کو بلایا اور اس کے سامنے اس کا معاملہ اس لڑکی کی رضا مندی کے ساتھ مشروط کر دیا اور اس پر وہ لڑکی کہنے لگی کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ میں اپنے والد کے کیے ہوئے اس نکاح کو برقرار رکھتی ہوں میں نے تو اس لیے آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تھا کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ نکاح کے معاملہ میں لڑکی کی رضا مندی بھی شامل ہے یا نہیں۔ ❸

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب النکاح، رقم: 2096، مسند احمد: 283/1۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح ابو داود، رقم: 1843.

❸ سنن النسائی، کتاب النکاح، رقم: 3271، سنن ابن ماجه، رقم: 1874، مسند احمد: 136/6.

((عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خَذامِ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهٗ .)) ❶

''سیدہ خنساء بنت خزام انصاریہ سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا مگر اس نے اس نکاح کو اچھا نہ سمجھا، اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اس کے نکاح کو ختم کر دیا۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے شادی کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ جاؤ دیکھ لو اس لیے کہ اس سے مزید محبت اور اتفاق کا امکان ہے۔ چنانچہ انہوں نے دیکھا اور شادی کی اور کہہ رہے تھے کہ آپس میں محبت و اتفاق ہے۔ ❷

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

((اِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ .)) ❸

''بے شک عورتیں مرد کے ہم مثل ہیں۔''

اسی وجہ سے ہر وہ چیز جو مردوں کے لیے جائز یا واجب ہے، وہ عورتوں کے لیے بھی ہے اور جو چیز مردوں کے لیے حرام یا ممنوع ہے، وہ عورتوں کے لیے بھی ہے اِلَّا یہ کہ دونوں جنسوں کے لیے اللہ و رسول کا کوئی خاص حکم ہو۔ اور جب مقصد نکاح یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے سے سکون حاصل کریں تو دیکھ کر پسند کرنے ہی سے یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الإمارة، رقم: 6945.

❷ سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، رقم: 1865، سلسلة الصحیحة: 151/1، 152.

❸ صحیح جامع صغیر: 2، 2333.

اولاد آگ سے نجات کا ذریعہ ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ تْنِی امْرَأَةٌ مَعَهَا اِبْنَتَان تَسْأَلُنِی فَلَمْ تَـجِـدْ عِـنْدِیْ غَیْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَیْتُهَا، فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ: مَنْ یَلِیْ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَیْئًا فَأَحْسَنَ إِلَیْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ.)) [1]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ: ''میرے پاس ایک عورت آئی، اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں، وہ مجھ سے کچھ مانگنے آئی تھی۔ اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا، وہی میں نے اسے دے دی۔ اس نے اس کھجور کو ان دولڑکیوں میں تقسیم کر دیا اور خود کچھ نہ کھایا اور پھر وہ اُٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد جب نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے اس عورت کا حال بیان کیا کہ بھوکی ہونے کے باوجود اس نے اپنے اوپر اپنی دو بچیوں کو ترجیح دی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جس شخص کو ان بچیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا، پھر اس نے ان بچیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بچیاں اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔''

جس شخص کو اللہ تعالیٰ اولاد دیتا ہے تو وہ عطیہ خداوندی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ والدین ان بچوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں جو بچپن میں نہ انہیں کما کر دینے والے ہوتے ہیں اور نہ خدمت کرنے والے ہوتے ہیں۔ پھر بھی ان کے ساتھ

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 5995.

اچھا سلوک کیا جائے تو یہ اپنے والدین کی بخشش کا سبب بنیں گی۔

اولاد میں انصاف:

((عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّىْ نَحَلْتُ ابْنِىْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِىْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟ فَقَالَ لَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَارْجِعْهُ ، وَفِىْ رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: اتَّقُوْا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِىْ اَوْلَادِكُمْ ، فَرَجَعَ اَبِىْ فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ ، وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ فَلَا تُشْهِدْنِىْ اِذًا ، فَاِنِّىْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ ، وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ اَيَسُرُّكَ اَن يَّكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِى الْبِرِّ سَوَاءً؟ قَالَ: بَلٰى ، قَالَ فَلَا اِذًا .)) ❶

''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے والد (بشیر رضی اللہ عنہ) مجھے لیے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! ایک غلام میرے پاس تھا، میں نے اس لڑکے کو بخش دیا۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اپنے سب لڑکوں کو اس جیسا غلام دیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں'' تب حضور ﷺ نے فرمایا: ''اس غلام کو تو واپس لے لے۔''

ایک دوسری روایت میں یہ ہے:

---

❶ صحيح بخارى ، كتاب الهبة و فضلها و التحريض لها ، رقم: 2586، 2587، صحيح مسلم ، كتاب الهبات ، رقم: 4177 و ما بعدها .

''کیا تو نے اپنے سب لڑکوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری ومساوات کا معاملہ کرو۔''

ایک تیسری روایت میں یہ ہے کہ:

''آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو پھر تو مجھے گواہ مت بنا، میں ظلم کا گواہ نہیں بنوں گا۔''

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ سب لڑکے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں؟'' میرے باپ نے کہا: ''ہاں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایسا مت کرو۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا چاہیے ورنہ یہ جور وظلم ہوگا۔ نیز اگر ایسا کیا گیا تو ان کے دلوں میں پھوٹ پڑے گی اور جن بچوں کو نہیں دیا گیا، ان کے دلوں میں باپ کے خلاف نفرت پیدا ہوگی۔

اولاد پر خرچ کرنا:

((عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ قَالَتْ: قُلْتُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ اَجْرٌ لِّي فِيْ بَنِي اَبِيْ سَلَمَةَ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ، قَالَ: نَعَمْ لَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِم .)) [1]

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''کیا مجھے ثواب ملے گا۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں پر

[1] صحيح بخاری، كتاب النفقات، رقم: 5369.

خرچ کرنے سے اور میں انہیں اس طرح محتاج اور دربدر مارے پھرنے کے لیے چھوڑ نہیں سکتی، وہ تو میرے بیٹے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ہاں جو کچھ تم ان پر خرچ کرو گی، تمہیں اس کا اجر ملے گا۔''

سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کا نام ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ہے۔ ان کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کے نکاح میں آ گئی تھیں، اس لیے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے جو ان کے بچے پیدا ہوئے تھے، ان کے بارے میں پوچھا۔

بہترین صدقہ ...... بے سہارا بیٹی کی کفالت:

((اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ، اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ، اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ.)) [1]

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں بہترین صدقہ بتاؤں؟ وہ تیری بیٹی ہے جو تیرے پاس لوٹائی گئی ہے اور اس کو کوئی تیرے سوا کما کر کھلانے والا نہیں ہے۔''

یعنی ایسی لڑکی جس کی بدصورتی یا جسمانی نقص کی وجہ سے شادی نہیں ہوتی یا شادی کے بعد طلاق مل گئی ہے اور تمہارے سوا اس کو کھلانے پلانے والا نہیں ہے تو اس پر تم جو کچھ خرچ کرو گے وہ اللہ تعالی کی نگاہ میں بہترین صدقہ ہوگا۔

یتیم بچوں کی پرورش کے لیے نکاح ثانی سے پرہیز:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَنَا وَامْرَاَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ اَوْمَأَ يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ بِالسَّبَابَةِ وَ الْوُسْطٰى،

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، رقم: 3667، مسند أحمد: 175/4، المشكاة، رقم: 5002.

اِمْرَأَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ ، حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا .))❶

''رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اور جھلسے ہوئے چہرے والی عورت قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (یزید بن زریع نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے اپنی بیچ کی انگلی اور کلمہ شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا)۔'' یعنی وہ عورت جس کا شوہر مر گیا اور وہ خاندانی شرافت اور ذاتی حسن و جمال رکھتی ہے، لیکن اس نے اپنے مرنے والے شوہر کے بچوں کی خاطر اپنے آپ کو نکاح سے روکے رکھا یہاں تک کہ وہ جدا ہوئے یا مر گئے۔''

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت رانڈ ہو جائے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور لوگ اس سے شادی کرنے کی طرف مائل ہوں لیکن وہ اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی خاطر شادی نہیں کرتی اور عزت و پاک دامنی کے ساتھ زندگی گزارتی ہے تو ایسی عورت کو قیامت کے دن حضور ﷺ کا قرب حاصل ہوگا۔

---

❶ سنن ابی داود، کتاب الأدب، رقم: 5149، سنن ترمذی، رقم: 1994، مسند احمد: 78/4، المشکاۃ، رقم: 4978.

94

خادموں کے حقوق

سکت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَ كِسْوَتُهٗ وَ لَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ .))❶

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''غلام کا حق یہ ہے کہ اسے کھانا اور کپڑا دیا جائے اور اس پر کام کا صرف اتنا ہی بوجھ ڈالا جائے، جس کو وہ سہار سکتا ہو۔''

اصل حدیث میں مملوک کا لفظ آیا ہے جس سے مراد غلام اور باندی ہیں، جو اسلام سے پہلے عرب سوسائٹی میں پائے جاتے تھے۔ لوگ ان باندیوں کے ساتھ حیوانات سے بدتر سلوک کرتے، انہیں نہ تو ٹھیک طرح سے کھانا دیتے اور نہ کپڑے پہناتے، اور ناقابل برداشت حد تک ان سے کام لیتے۔ جب اسلام آیا تو اس وقت یہ طبقہ موجود تھا۔ آپ ﷺ نے مسلمان سوسائٹی کو ہدایت کی کہ ان کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک کرو۔ ان کو وہی کچھ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہ کپڑے پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور ان سے صرف اتنا ہی کام لو جتنا ان کے بس میں ہو۔ ایسا ہی معاملہ اس مستقل نوکر کے ساتھ ہونا چاہیے جس کا شب و روز آپ کے پاس گزرتا ہے۔

❶ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، رقم: 4316.

خادم کا طعام ولباس کیسا ہونا چاہیے؟

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ ، فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَ لْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ ، وَ لَا يُكَلِّفْهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهٗ فَاِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ .))❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے تصرف میں دے رکھا ہے، تو جس بھائی کو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کسی کے قبضہ میں دے رکھا ہو تو اس کو چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے، اور اسے وہ کپڑا پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے، اور اس پر کام کا اتنا بوجھ نہ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور اگر اس پر کسی ایسے کام کا بوجھ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور وہ اسے نہ کر پا رہا ہو تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔''

کھانے میں خادم کی شرکت:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهٗ طَعَامَهٗ ثُمَّ جَاءَهٗ بِهٖ وَ قَدْ وَلِيَ حَرَّهٗ وَ دُخَانَهٗ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهٗ فَلْيَاْكُلْ ، فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِيْلًا فَلْيَضَعْ فِيْ يَدِهٖ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ .))❷

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الأدب، رقم: 6150، صحيح مسلم، كتاب الأيمان، رقم: 4313.

❷ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، رقم: 1663.

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا پکائے، پھر اسے اس کے پاس لائے اور حال یہ ہے کہ اس نے کھانا پکانے میں گرمی اور دھوئیں کی مصیبت برداشت کی ہے تو مالک کو چاہیے کہ اسے ساتھ بٹھا کر کھلائے اور اگر کھانا تھوڑا ہو تو ایک لقمہ یا دو لقمے اس میں سے اس کے ہاتھ میں رکھ دے۔''

خادموں کے ساتھ حسن سلوک:

((عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَیِّءُ الْمَلَکَةِ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَیْسَ اَخْبَرْتَنَا اَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَکْثَرُ الْاُمَمِ مَمْلُوْکِیْنَ وَ یَتَامٰی؟ قَالَ: نَعَمْ فَاَکْرِمُوْهُمْ کَکَرَامَةِ اَوْلَادِکُمْ، وَ اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ.)) ❶

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے غلاموں اور خادموں پر اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ نے ہم کو نہیں بتایا ہے کہ اس امت میں دوسری امتوں کے مقابلے میں غلام اور یتیم زیادہ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! میں نے تمہیں یہ بات بتائی ہے، پس تم لوگ اپنی اولاد کی طرح ان کی خاطر کرو اور ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔''

---

❶ سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، رقم: 3691.

غلام کو مارنے کی ممانعت:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهَبَ لِعَلِيٍّ غُلَامًا فَقَالَ، لَا تَضْرِبْهُ فَاِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَقَدْ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ.))[1]

''حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک غلام بخشا اور فرمایا: ''اسے مارنا مت، کیونکہ مجھے نمازی کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔''

[1] مسند احمد: 258/5، مشکوۃ، رقم: 3365۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

95

رفقائے سفر کے حقوق

لوگوں کی خدمت کرنے میں مسابقت:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ، فَمَنْ سَبَقَهُمْ بِخِدْمَةٍ، لَمْ يَسْبِقُوْهُ بِعَمَلٍ اِلَّا الشَّهَادَةَ.)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے، تو جو شخص لوگوں کی خدمت کرنے میں سبقت لے جائے، تو لوگ اس سے کسی عمل کی بدولت بھی آگے نہیں بڑھ سکتے بجز شہادت کے۔''

یعنی جو شخص کسی قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا ہو، چاہیے کہ ان کی خدمت کرے، ان کی ضروریات کا لحاظ رکھے اور ان کو ہر طرح آرام پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اس نیکی سے بڑھ کر اگر اور کوئی نیکی ہوسکتی ہے تو یہ ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہادت پائے۔

زائد از ضرورت چیزیں رفیق سفر کو دینا:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ یَصْرِفُ وَجْهَهٗ یَمِیْنًا وَّ شِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ

[1] شعب الایمان للبیهقی: 334/6، رقم: 8407، مشکوة، رقم: 3925.

ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ، وَ مَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَـلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ، قَالَ: فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ .))[1]

''ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ ہم سفر میں تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی اونٹنی پر سوار آیا تو اس نے دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھنا شروع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس شخص کے پاس کوئی زائد سواری ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی سواری اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے، اور جس شخص کے پاس زائد کھانا ہو تو اسے ان لوگوں کو دے دینا چاہیے جن کے پاس کھانا نہیں ہے۔'' حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حضور نے مال کی بہت ساری قسمیں گنوا ڈالیں، یہاں تک کہ ہم نے یہ سمجھا کہ ہم میں سے کسی کا زائد از ضرورت مال میں کوئی حق نہیں ہے۔''

آنے والے نے دائیں بائیں نظر دوڑائی، کیونکہ دراصل وہ ضرورت مند تھا۔ چاہتا تھا کہ لوگ اس کی مدد کریں۔

شیطان کے گھر اور سواریاں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَكُوْنُ اِبِلٌ لِّلشَّيَاطِيْنِ وَ بُيُوْتٌ لِّلشَّيَاطِيْنِ، اَمَّا اِبِلُ الشَّيَاطِيْنِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا يَخْرُجُ اَحَدُكُمْ بِنَجِيْبَاتٍ مَّعَهٗ قَدْ اَسْمَنَهَا، فَلَا يَعْلُوْا بَعِيْرًا مِّنْهَا

[1] صحيح مسلم، كتاب اللقطة، رقم: 4517، سنن ابو داود، رقم: 1663، مسند احمد: 34/3.

وَيَمُرُّ بِأَخِيْهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهِ فَلَا يَحْمِلُهُ، وَ أَمَّا بُيُوْتُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَمْ أَرَهَا .))❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ اونٹ شیطانوں کا حصہ ہوتے ہیں، کچھ گھر شیطانوں کا حصہ ہوتے ہیں۔ شیطانوں کے اونٹ تو میں نے دیکھے ہیں۔ تم میں سے کوئی اپنے ساتھ بہت سی اونٹنیاں لے کر نکلتا ہے اور انہیں خوب موٹا تازہ کر رکھا ہے اور ان میں سے کسی پر چڑھتا نہیں، اور وہ اپنے بھائی کے پاس سے گزرتا ہے، جو بغیر سواری کے ہے تو اسے اپنی اونٹنیوں پر سوار نہیں کرتا اور رہے شیطانوں کے گھر تو وہ میں نے نہیں دیکھا۔''

''شیطانی گھروں'' سے مراد وہ مکانات ہیں جنہیں لوگ بلاضرورت بناتے ہیں، محض اپنی مال داری کے دکھاوے کے لیے۔ نہ تو وہ لوگ ان میں رہتے ہیں اور نہ دوسرے ضرورت مند لوگوں کو رہنے کے لیے دیتے ہیں۔ اسلام دولت کی اس قسم کی نمائش کو پسند نہیں کرتا۔ حضور نے ایسے مکانات نہیں دیکھے کیونکہ اس زمانہ میں ایسے نمائشی لوگ نہیں تھے، البتہ بعد میں ہمارے اکابر نے ایسے مکانات دیکھے اور ہم بھی اپنے زمانہ کے دولت مند مسلمانوں کے یہاں ایسے نمائشی مکانات دیکھ رہے ہیں۔

راستہ روکنے کی مذمت:

((عَنْ مُّعَاذٍ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ غَزْوَةً كَذَا وَ كَذَا، فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ، وَ قَطَعُوا الطَّرِيْقَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ فِي النَّاسِ، أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ الطَّرِيْقَ

❶ سنن ابو داود، كتاب الجهاد، رقم: 2568.

فَلا جِهَادَ لَهٗ .)) ❶

''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک غزوہ میں گئے، لوگوں نے قیام گاہ کی جگہوں کو تنگ کر دیا اور راستہ بند کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی بھیج کر اعلان کرا دیا۔ جو شخص قیام گاہ میں تنگی پیدا کرے یا راستہ بند کرے گا تو اس کو جہاد کا ثواب نہ ملے گا۔''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنی قیام گاہ کو وسیع و کشادہ کر دیا تھا اور پھیل کر ٹھہرے تھے، جس کے نتیجے میں چلنے والوں کو دشواری ہو سکتی تھی، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کرا دیا جو لوگ سفر میں نکلیں اور ان کا یہ سفر نیکی کا سفر ہو تو ان کو چاہیے کہ پھیل کر قیام نہ کریں، بلکہ صرف بقدر ضرورت ہی جگہ لیں۔ ایسا نہ کریں کہ دوسرے رفیقوں کو جگہ نہ ملے یا آنے جانے میں ان کو زحمت ہو۔

---

❶ سنن ابو داود، کتاب الجهاد، رقم: 2629۔ محدث البانی نے اسے "حسن" کہا ہے۔

96

مسلمان کے حقوق کا خیال رکھنا

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ، قِيْلَ مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ.))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔'' پوچھا گیا کہ ''وہ کیا ہیں اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کر، اور جب وہ تجھے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کر، اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی چاہے تو اس سے خیر خواہی کر، اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تو اس کا جواب دے، اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کر، اور جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔''

1 سلام کرنے کا مطلب صرف السلام علیکم کے الفاظ بول دینے کے نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک اعلان اور اقرار ہے، اس بات کا کہ میری طرف سے تیری جان، مال اور

[1] صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: 5651.

آبرو محفوظ ہے، میں کسی طریقے پر تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اور دعا ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ تیرے دین و ایمان کو سلامت رکھے اور تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے۔

2 تشمیت کے معنی چھینکنے والے کے لیے کلمہ خیر کہنے کے ہیں۔ مثلاً ((یَـرْحَـمُكَ اللّٰهُ)) کہنا یعنی اللہ تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے، اور تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی راہ میں ثابت قدم رہے، اور تجھ سے کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو جس پر دوسروں کو ہنسنے کا موقع ملے۔

97

غیر مسلم شہریوں کے حقوق کا خیال رکھنا

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلا مَـنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ، اَوْ كَـلَّـفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ، اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی معاہد (غیر مسلم شہری) پر ظلم کرے گا، یا اس کی حق ماری کرے گا، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ (یعنی جزیہ جو مخصوص قسم کا حفاظتی ٹیکس ہوتا ہے) ڈالے گا، یا اس کی کوئی چیز جبراً لے لے گا، تو میں اللہ کی عدالت میں مسلمان کے خلاف دائر ہونے والے مقدمہ میں اس غیر مسلم شہری کا وکیل بن کر کھڑا رہوں گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَاِنَّ رِيْحَهَا يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةَ اَرْبَعِيْنَ عَامًا .)) ❷

''جس کسی نے معاہد (اقلیتی فرد) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پھیلی ہوگی۔''

---

❶ سنن ابو داود، کتاب الامارة و الفيء، رقم: 3052، غاية المرام: 471۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الجزية، رقم: 3166.

98

فقراء، غرباء اور مساکین کے ساتھ حسن سلوک

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴾ (النساء : 36)

''اللہ کی عبادت کرو، اس کا شریک کسی کو مت بناؤ۔ ماں باپ کے ساتھ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، محتاجوں کے ساتھ، قریبی ہمسایہ، غیر ہمسایہ اور بیٹھنے والوں، مسافر اور لونڈی اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرو۔ بلاشبہ اللہ ان لوگوں کو نہیں چاہتا جو بُرائی اور تکبر کرنے والے ہیں۔''

((عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ۔ قَالَ اِبْنُ الْمُثَنَّى: مَرَّتَيْنِ۔ لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ۔ فَقَالَ: أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ

النَّارُ .))❶

''سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) میں اپنے غلام کو مار رہا تھا تو میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی: 'ابومسعود! خیال کرو......' ابن مثنی کے الفاظ ہیں: میں نے یہ آواز دوبار سنی......۔ اللہ کو تم پر اس سے زیادہ قدرت ہے جتنی کہ تم اس پر رکھتے ہو۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو میں نے (فوراً) کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اللہ کے لیے آزاد ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم یہ نہ کرتے تو آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔ الفاظ [لَلَفَحَتْكَ النَّارُ] تھے یا [لَمَسَّتْكَ النَّارُ]۔''

(عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَبْغُوْنِی الضُّعْفَاءَ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ".))❷

''سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: مجھے تم کمزوروں میں تلاش کرو۔ یقیناً تمہاری، اپنے ان ضعفاء کی وجہ سے ہی مدد کی جاتی، اور تمہیں انہی کی وجہ سے روزی دی جاتی ہے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ کا فضل واحسان، رزق میں اضافہ، کمزور اور مسکینوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کا خیال کرنا چاہیے۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، رقم: 1659.

❷ سنن ابی داوٗد، كتاب الجهاد، رقم: 2594۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

99

خطبہ حجۃ الوداع

خطبۂ حجۃ الوداع ابدی حیات، انسانی تہذیب وتمدن کے اصول، حقوق انسانی کے تحفظ، عالمی امن کی تدابیر، بھائی چارہ ورواداری کی تعلیم، عدل وانصاف کا قیام، اخوت ومساوات کی ہدایات، انسان کی معاشی بہتری وترقی اور خوشحالی اور معاشرتی پاکیزگی وطہارت کا جامع، عملی، مثالی منشور ومجموعۂ قوانین ہے۔ یہ خطبہ حجۃ الوداع صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد وغیرہما میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام مسلم نے اسے بروایت جعفر بن محمد بن علی بن الحسین عن ابیہ عن جابر حجۃ الوداع کے تفصیلی واقعہ کے ذیل میں بایں الفاظ روایت کیا ہے۔

ترجمہ: ''عرفہ کے دن جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصواء اونٹی پر کجاوہ رکھنے کو کہا وادی کے درمیان آئے، لوگوں کو خطبہ دیا، اور فرمایا: تحقیق تمہارے خون، تمہارے اموال تم پر حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن، مہینہ اور شہر حرمت والا ہے۔ سارے جاہلی کام میرے قدموں کے نیچے روندے گئے، جاہلیت کے خون ختم۔ اور پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں، ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے، یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پلایا جارہا تھا کہ ھذیل نے اسے قتل کردیا۔ جاہلیت کے سود ختم اور ہمارے سودوں میں سے پہلا سود جو میں ختم کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے، عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اور اسی کے حکم سے ان کی شرم

گاہوں کو حلال بنایا ہے، ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ تمہارے بستروں پر کسی کو جگہ نہ دیں۔ اگر ایسا کریں تو ان کو معمولی سزا دو۔ اور ان کے لیے تمہارے ذمے ہے ان کی خوراک اور لباس ، حالات کے مطابق۔ میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑ رہا ہوں۔ اگر تم نے اس کو قابو کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پہنچا دیا (ذمہ داری) ادا کی اور خیر خواہی کی۔ آپ نے شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، اسے لوگوں کی طرف حرکت دی اور تین بار فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہ، اے اللہ! تو گواہ رہ۔'' ❶

فقہ الحدیث:

مذکورہ حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

1. بطلان نظریہ اشتراکیت في الأموال اور فردی ملکیت کا احترام۔
2. جاہلی امور اور سود کا خاتمہ۔
3. عورتوں کے حقوق کا تحفظ۔
4. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے لیے حجت قاطعہ کتاب اللہ ہے۔
5. رسولوں کے متعلق امتوں سے سوال ہوگا۔
6. اللہ تعالیٰ کا عرش پر علو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ یوم النحر

امام احمد جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ذوالحجہ کو ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا:

❶ صحيح مسلم ، كتاب الحج ، رقم : 2950.

آپ نے کہا حرمت میں کون سا دن بڑا ہے؟ لوگوں نے کہا ہمارا یہی دن۔ آپ نے فرمایا: حرمت میں کون سا مہینہ بڑا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہی ماہ۔ آپ نے فرمایا: حرمت میں کون سا شہر عظیم ہے۔ لوگوں نے کہا: ہمارا یہی شہر۔ آپ نے فرمایا: تو تمہارے خون، تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس شہر میں اور اس مہینہ میں ہے۔ ❶

حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک اور خطبہ:

سنن ابن ماجہ میں بروایت **شبیب بن غرقدہ عن سلیمان بن عمرو بن الأحوص** جو کہ اپنے باپ سے راوی ہے کہ میں نے سنا نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا:

''اے لوگو! کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے؟ تین بار فرمایا، لوگوں نے کہا: حج اکبر کا دن۔ آپ نے فرمایا: پس تمہارے خون، مال، اور عزتیں تمہارے درمیان حرام ہیں۔ اس دن اس ماہ اور شہر کی حرمت کی طرح ۔ خبردار! ہر قصور کرنے والا اپنے قصور کا خود ذمہ دار ہے، والد کا قصور اولاد پر نہیں، اور اولاد کا قصور والد پر نہیں، خبردار! شیطان نا امید ہوگیا ہے کہ اس شہر میں اس کی عبادت کی جائے، البتہ بعض چیزوں میں اس کی اطاعت ہوگی جنہیں تم معمولی سمجھو گے وہ اسی پر راضی ہوجائے گا۔ خبردار! جاہلیت کے خون موقوف ہیں۔ پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جسے ہذیل نے قتل کیا تھا جب کہ وہ بنولیث میں مدت رضاعت پوری کر رہا تھا۔ خبردار! جاہلیت کے سود ختم کر دیئے گئے، اب تم اصل مال

---

❶ مسند أحمد، رقم: 14365۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

لے سکتے ہو۔ نہ دوسروں پر زیادتی کرو۔ اور نہ تم پر زیادتی ہو۔ اے امت! کیاواقعی میں تمہیں تبلیغ کر چکا ہوں؟ تین بار فرمایا، لوگوں نے جواب دیا ہاں۔ آپ نے تین بار فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ۔'' [1]

اس خطبہ سے درج ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

① جرم کی سزا کا سزاوار مجرم ہی ہے۔

② جزیرۃ العرب میں کفر وشرک سے ابلیس کی مایوسی۔

③ مسلمانوں کی معمولی کوتاہیوں پر ابلیس کا راضی ہونا۔

④ داعی پہلے اپنی حالت سنوارے۔

⑤ اہمیت تبلیغ دین۔

آپ کا ایک اور خطبہ:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابوحرّۃ الرقاشی سے، وہ اپنے چچا سے روایت کرتا ہے کہ ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ پکڑے ہوئے تھا، ایام تشریق میں لوگوں کو آپ سے ہٹا رہا تھا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! جانتے ہو تم کس ماہ میں ہو، اور کس دن میں، اور کون سے شہر میں؟ لوگوں نے جواب دیا: حرمت کے دن میں، حرمت کے شہر میں اور حرمت کے مہینہ میں۔ فرمایا: تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اس دن اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر قیامت تک کے لیے حرام ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: میری بات سنو، اور حیات دوام حاصل کرو۔ خبردار! ظلم نہ کرو۔ ظلم نہ کرو۔ ظلم نہ کرو۔ کسی مسلمان کا مال اس کی مرضی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ خبردار! خون، مال اور دور جہالت سے آمدہ مطالبے قیامت تک میرے اس قدم کے نیچے ہیں۔ پہلا

[1] سنن ابن ماجه ، كتاب المناسك، رقم : 3055، صحيح أبوداود ، رقم : 1700 .

خون میں جو معاف کرتا ہوں، ربیعہ بن حارث کا خون ہے، یہ بنولیث میں مسترضع تھا، ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ خبردار! جاہلی سود ختم کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کیا جا رہا ہے۔ تمہیں اصل مال ملے گا۔ نہ ظلم کرو۔ نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ خبردار! زمانہ اسی ہیئت پر آ پہنچا ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ﴾ (التوبة : 36)

''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اس کی کتاب میں بارہ ماہ ہے، اسی دن سے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں چار مہینے حرمت کے ہیں۔ یہ سیدھا نظام ہے ان میں کسی پر زیادتی نہ کرو۔ ''

میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جاؤ، شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں گے، ہاں! وہ لڑانے میں تمہارے بیچ رہے گا۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان کے تم پر حقوق ہیں، اور تمہارے لیے ان پر حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ بیٹھنے دیں، اور تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں کسی کو نہ آنے دیں۔ اگر ان کی نافرمانی کا خطرہ محسوس کرو تو انہیں سمجھاؤ اور بستر الگ کر لو۔ اور معمولی سا مارو۔ حالات کے مطابق ان کی روزی اور لباس کی ذمہ داری مرد پر ہے تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اور اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہیں حلال کی ہیں۔ خبردار! جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی واپس کر دے، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور فرمایا: خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟

خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ پھر ارشاد فرمایا: حاضر غائب کو پہنچا دیں۔ کئی پہنچائے ہوئے سامع سے زیادہ سعادت مند ہوتے ہیں۔ [1]

مذکور خطبہ سے درج ذیل مسائل ماخوذ ہیں:

1. خون و مال اور عزت کا تحفظ۔
2. آپ کی سنت کی اتباع میں زندگی ہے جس میں ظلم کی کوئی گنجائش نہیں۔
3. عدل وانصاف کرنا حکم الٰہی ہے۔
4. زمانہ گھوم کر پھر اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔
5. مسلمانوں کا آپس میں لڑنا انہیں دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔
6. اداء امانت کا حکم۔
7. راویٔ حدیث کے لیے فقیہ ہونا شرط نہیں ہے۔

وسط ایام تشریق کا ایک اور خطبہ:

امام احمد ابونضرۃ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے ایک صحابی نے حدیث بیان کی، جس نے ایام تشریق کے وسط کا خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا!

''اے انسانو! تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے، خبردار! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، اور کسی کالے کو سرخ پر اور کسی سرخ کو کالے پر تقوی کے سوا کوئی برتری نہیں ہے۔ کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) جواب دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا چکے۔ پھر فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: حرمت والا دن، پھر فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا: حرمت والا مہینہ۔ پھر فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا: حرمت والا شہر۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے

[1] مسند أحمد، رقم: 20695۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔

مال حرام کیے ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی اس ماہ اور شہر میں حرمت ہے۔ کیا میں تمہیں پہنچا چکا؟ لوگوں نے جواب دیا آپ نے پہنچا دیا ہے۔ فرمایا: حاضرین میرا یہ پیغام ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔'' ❶

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اس میں مزید الفاظ یہ ہیں۔

''اے لوگو! جس کے پاس کوئی امانت ہے وہ اس کے مالک کو پہنچا دے۔ اے لوگو! شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ آخر زمان تک ان بلاد میں اس کی عبادت کی جائے، وہ تمہاری معمولی غلطیوں پر راضی ہوگا۔ اپنے دین کے بارے میں معمولی سمجھے ہوئے برے کاموں سے محتاط رہو۔'' ❷

امام طبرانی، عداء بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دن آپ منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: ''یقیناً اللہ فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے، اور ہم نے تمہیں کنبے اور قبائل بنایا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، اور کالے کو سرخ پر اور سرخ کو کالے پر کوئی برتری نہیں ہے، سوائے تقویٰ کے۔ اے جماعت قریش! تم دنیا کو اپنی گردنوں پر لاد کر نہ آنا جب کہ دوسرے لوگ اعمال آخرت کے ساتھ آئیں گے۔ میں تم سے اللہ کا عذاب نہیں روک سکوں گا۔ ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا:

---

❶ مسند أحمد، رقم: 23489- علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ مجمع الزوائد، رقم: 5622.

❷ مسند بزار، رقم: 1141. ❸ طبرانی کبیر: 12/18- 13.

''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ پس تم اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ نمازیں قائم کرو، رمضان کے روزے رکھو، حکام وقت کی اطاعت کرو پھر اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ [1]

فقہ الحدیث:

مذکور حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں:

1. سب لوگوں کا معبود ایک ہے۔
2. انسانوں میں تقویٰ کے سوا کسی دوسری بات میں تفاضل نہیں ہے۔
3. ایمانی اخوت افضل ہے۔
4. اللہ کے نزدیک باعث عزت تقویٰ ہے۔
5. قومی تعصب کا بطلان
6. عمل کے مقابلہ میں نسب کی کوئی حیثیت نہیں
7. عمل کے بغیر نسب غیر مفید ہے
8. سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہے۔
9. عبادت خاص اللہ کے لیے ہے۔
10. اقامت نماز کا حکم
11. فرضیت روزہ کا حکم
12. حکام وقت کی اطاعت کا حکم

---

[1] طبرانی کبیر: 716/22۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں بقیہ مدلس ہے، مگر ثقہ ہے، اور باقی سب رواۃ ثقہ ہیں۔ مجمع الزوائد، رقم: 5647.

13 شیطان کا اپنی عبادت سے مایوس ہونا

14 معمولی کوتاہی سے بھی پرہیز کرنا چاہیے

اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوکر دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں ایک اچھا مسلمان بننے کے ساتھ ساتھ اچھا انسان بننے کی توفیق ارزانی فرمائے، درحقیقت اس کتاب میں ہم نے انہی اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا ہے جو کہ ایک اچھا انسان بننے کے لیے درکار ہوتے ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُ، اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهُ."

"اے اللہ! ہمیں یہ قوت اور بصیرت عطا فرما کہ ہمیں حق حق ہی لگے اور پھر حق کی پیروی کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ اے اللہ! ہمیں باطل جھوٹ ہی لگے اور پھر اس باطل سے بچنے کی بھی توفیق اور ہمت عطا فرما۔"

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

یادداشت

....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....